

قبول ہے

از قلم

اُم عاصمہ سعید

مکمل ناول

سورج کی پہلی کرن کمرے کی کھڑکی سے ہوتی ہوئی اس کے چہرے کو چھو رہی تھی..
گرمی کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے اس نے آدھی آنکھ کھول کر دیکھا...
کھڑکی کے پاس اسکی امی کھڑی پردوں کو پیچھے کر رہی تھی..
رہنے دیں امی سونے دیں نا.. اس نے آنکھوں کے اوپر تکیہ رکھتے ہوئے سوئی ہوئی آواز میں
کہا...

اُٹھ جاؤ.. سورج نکل آیا ہے کتنا سوتی ہو لگے گھر شادی کر کے جاؤ گی تو وہ یہ سب نخرے
برداشت نہیں کریں گے..

رامین کی امی نے اسکے چہرے سے تکیہ ہٹاتے ہوئے کہا..
میں لگے جہاں چلی جاؤں گی پر آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی.. رامین نے کروٹ لیتے
ہوئے کہا..

بُری بات ہے رامین... اٹھو... تمہارے بابا جان باہر تمہارا ناشتہ پر انتظار کر رہے ہیں.. رامین کی امی نے رامین کے سر پر پیار سے ہاتھ پھرتے ہوئے کہا..

کیا... کیا.. بابا جان اٹھ گے اپنے پہلے کیوں نہیں بتایا. رامین یہ سن کر بیڈ سے فوراً اٹھ بیٹھی.. وہ اپنے بابا جان کو کبھی بھی ناشتہ پر انتظار نہیں کرواتی تھی بلکہ خود ان کے لیے ناشتہ بناتی تھی گھر میں لوکر ہونے کے باوجود وہ ناشتہ اپنے بابا جان کے لیے خود بناتی تھی.. آرام سے رامین... گر نہ جانا..

جلدی سے بیڈ پر سے اٹھنے سے اسکا پاؤں چادر سے اٹک گیا تھا..
ہاں ہاں ٹھیک ہے امی جان.. وہ جلدی سے فریش ہونے چلی گئی..
یہ لڑکی بھی نا.. رامین کی امی نے بیڈ کی چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا..

رامین اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہے رامین کے والد آرمی کے ریٹائرڈ آفیسر ہیں اور اب ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے ساتھ پارٹنر شپ پر کام کر رہے ہیں..

اللہ نے جبار صاحب کو سب دیا تھا پر بیٹے جیسے نعمت سے نہیں نوازا اور نا کبھی جبار صاحب نے اس کو محسوس کیا. کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ رامین ہی ان کی بیٹی اور بیٹا ہے.. اس لئے جبار صاحب نے رامین کی پرورش ایسی کی کہ وہ زندگی میں کبھی کمزور نا پڑ سکے...

لاڈ پیار تو تھا پر رامین کو اپنی حدود کا پتہ تھا وہ اپنے بابا جان کا فخر تھی اس لئے وہ انہیں کبھی مایوس نہیں کرتی تھیں بابا جان کی ہی پسند کا کالج اور ان کی ہی پسند کی پڑھائی رامین نے کی

تھی.. پر کبھی اف تک نہیں کی اور جبار صاحب کو بھی اپنی بیٹی پر فخر تھا وہ ان کے لیے بیٹوں سے بڑھ کر تھی..

یہ لیں میرے بابا جان کا ناشتہ رامین نے آلیٹ کی پلیٹ اپنے والد کے اگے رکھتے ہوئے کہا...

جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے رامین کی طرف دیکھا..
اپنی بیٹی کے بغیر میں ناشتہ کیسے کر سکتا ہوں.. جبار صاحب نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اور یہ بیٹی کہاں جائے گی پھر.... بسمہ نے اندر آتے ہی بلند آواز میں کہا..
ان کا بھی تعارف سن لیجیے.. یہ رامین کی بچپن کی دوست ہیں.. دوست نہیں بس یہ سمجھ لیں کہ رامین کا سایہ ہے سیکول کالج اور یونیورسٹی میں ساتھ ساتھ.. ان دونوں کپڑے ایک جیسے جوتے ایک جیسے اور تو اور سونے جاگنے کھانے پینے کے ٹائم ایک جیسے.. دونوں کے گھر والوں کو بس ایک پریشانی تھی کہ شادی کے بعد ان کا کیا ہو گا کیونکہ کے شوہر تو ایک جیسے نہیں ہو سکتے نا.... گھر ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے آنے جانے کے لیے درمیان والی چھوٹی دیوار کو استعمال کیا جاتا تھا اس لیے بسمہ کبھی بھی رامین کے گھر آ جاتی تھی اور رامین بسمہ کے گھر..
یہ سراسر نا انصافی ہے ایک بیٹی کو تو بھول گئے نا.. بسمہ نے ٹیبل پر رکھے سیب کو اٹھاتے ہوئے کہا..

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی دوسری بیٹی کو بھول جائیں جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا..

اور میں بھولنے بھی نہیں دوں گی.. اور ہاں رامین تم نے انکل کو بتایا کیا ندا کی شادی ہو رہی ہے بسمہ نے رامین کو آنکھ مارتے ہوئے کہا..

تم چپ نہیں رہ سکتی کیا.. رامین نے بسمہ کو چٹکی کاٹتے ہوئے دبے الفاظ میں کہا..

کس کی شادی ہے ہمیں بھی پتہ چلے جبار صاحب نے بریڈ کا نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا.. وہ بابا جان ہمارے گروپ کی لڑکی ہے مطلب ہماری دوست ہی ہے اسکی شادی ہے اس نے ہمیں مہندی اور بارات پر بلوایا ہے.. رامین نے ڈرتے ڈرتے جبار صاحب کو کہا..

آرمی میں ہونے کی وجہ سے جبار صاحب نے گھر میں کچھ اصول بنائے تھے جس میں ایک یہ بھی تھا کہ غیر ضروری جگہ یا فنکشن پر نہیں جانا..

رامین کی بات سن کر جبار صاحب نے رومال سے اپنا منہ صاف کیا اور گلے کو صاف کرتے ہوئے رامین کی طرف دیکھا اور پھر بسمہ کی طرف جو معصوم سے چوزہ کی طرح منہ بنا کر جبار صاحب کی طرف دیکھ رہی تھیں..

اچھا تو کب ہے شادی..

کہاں پر ہے

خاندان کیسا ہے..

شادی لہنوں میں کی ہے کیا

کون کون آئے گا..

وغیرہ وغیرہ

جبار صاحب کے مسلسل سوالات سے رامین اور بسمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا..

اتنا تو وہ خود بھی ندا کے بارے میں نہیں جانتی تھیں..

ارے آپ بھی ناچیوں کو کنفیوز کر دیا ہے.. رامین کی امی نے دونوں کے چہرے کو دیکھ کر

جبار صاحب کو کہا..

بیگم رقیہ ان کی شکلیں تو دیکھیں ایسے لگ رہی ہے جیسے انجانے حملے سے دشمنوں کی ہو جاتی

ہے.. جبار صاحب نے دونوں کی طرف مسکرا کر دیکھا..

رامین اور بسمہ جن کا منہ کھلا تھا جبار صاحب کو مسکراتا دیکھ کر ان دونوں کے چہرے پر بھی

شرمندگی والی ہنسی آگئی..

ٹھیک ہے چلے جانا پر یاد ہے نارولز.. جبار صاحب نے ناشتہ کی ٹیبل کو چھوڑتے ہوئے کہا..

جی جی جرنیل صاحب رولز کو کبھی بھی نہیں توڑا جائے گا.. رامین نے سہلوٹ مارتے ہوئے

کہا..

جبار صاحب کے رولز میں ایک یہ بھی شامل تھا کہ گھر سے باہر زیادہ دیر نہیں رہنا نونچے کی

لاسٹ وارنگ تھی..

جبار صاحب کے جاتے ہی رامین اور بسمہ نے خوشی سے جھومنا شروع کر دیا..

واہ رامین اب تو مزہ آئے گا خوب انجوائے کریں گے مہندی ڈھولکی واہ واہ.. بسمہ نے رامین کو گھماتے ہوئے کہا..

اچھا اچھا اب بس کرو گر نا جانا.. باقی باتیں کمرے میں جا کر کر لو میں ٹیبل صاف کروا دوں.. مسز جبار نے دونوں کو اندر جانے کا کہا..

اوکے اوکے آنٹی جی.. رامین بسمہ کا ہاتھ پکڑے کمرے کی طرف چلی گئی...

تم مجھ سے جیت نہیں سکتے چھوٹے میاں... تیز رفتار کار کی ریس لگائے سید وہاج علوی اپنے چچا زاد بھائی کو ہرانے کی کوشش کر رہے تھے...

ارسل نے اپنی آنکھیں سسکڑتے ہوئے وہاج کو آگے جانے کا اشارہ کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ریس میں سید وہاج علوی سے جیتنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے...

جی تو یہ ہیں سید وہاج علوی... سید فرقان علوی کے اکلوتے بیٹے.. ویسے تو ان کی ایک بیٹی بھی ہیں پر بیٹا ایک ہی ہے بچپن سے بگڑے ہوئے اپنی بات منوانے والا رات کو جاگنے اور دن کو سونے والا. تعلیم مکمل کرنے کے بعد جانب کے سمر پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے باہر کے ملک جانے کا بھوت سوار تھا جو وہاج کے والد محترم سید فرقان علوی صاحب نہیں چاہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں رہ کر اپنے باپ کا بزنس سنبھالے.. بس اسی بات پر دونوں باپ بیٹے کا ٹکراؤ چل رہا ہے..

اور اب بات آتی ہے ارسل کی.. فرقان صاحب کے چھوٹے بھائی کا بیٹا جسکے والدین کی وفات ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہوئی تب ارسل دو سال کا تھا بیمار ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے ساتھ نہیں تھا.. ارسل کے والدین کے ایکسیڈنٹ کا معاملہ آج تک حل نہیں ہوا کہ وہ ایکسیڈنٹ تھا یا قتل...

کہاں ہے آپ کے لاڈلے صاحب ناشتے کی ٹیبل پر نظر نہیں آرہے.. فرقان صاحب نے جب ٹیبل خالی دیکھی تو وہاج کی امی سے پوچھا..

وہ ارسل کے ساتھ مورنگ واک پر گیا ہے مسز تہمینہ فرقان نے وہاج کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا..

لو ڈیڈ میں آگیا.. آپ نے یاد کیا اور اپکا بیٹا حاضر.. گاڑی کی چابی کو انگلی میں گھماتے ہوئے وہاج گھر کے اندر داخل ہوا..

دیکھا آپ نے یہ مورنگ واک پر گیا تھا؟.. فرقان صاحب نے اپنی بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

جس دن آپ اس کی سائیڈ لینا بند کر دے گی یہ اسی دن ٹھیک ہو جائے گا..

کیا ہوا ممی آپ چپ چپ کیوں ہیں.. وہاج نے ٹیبل کے قریب آتے ہوئے کہا.. فرقان صاحب کی بات پر وہاج کی ممی شرمندہ ہو گئی تھی..

کہاں تھے صاحبزادے کچھ پوچھ سکتا ہوں.. فرقان صاحب نے وہاج کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا..

وہ میں... کچھ نہیں.. آپ کو بتا کر بھی کیا ملنا ہے.. وہاں کچھ کہتے کہتے روک گیا.. میں فریش ہونے جا رہا ہوں آکر بات کرتا ہوں.. یہ کہہ کر وہاں اپنے کمرے کی طرف چلا گیا.. مجھے پتہ ہے اب یہ میرے جانے کے بعد ہی باہر آئے گا. آپ اسے کیوں نہیں سمجھاتی میں کب تک زندہ رہوں گا ایک نہ ایک دن تو اس کو سب کچھ سنبھالنا پڑے گا وہ ارسال کو دیکھا ہے دن رات ایک کر دیتا ہے یہ سب عیش آرام ایسے نہیں ملا اسے.. اگر یہ آج نہیں سیکھے گا تو پھر کب... فرقان صاحب نے پریشانی سے سر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

میں جانتی ہوں آپ وہاں کا اچھا ہی سوچ رہے ہیں پر ہم اس پر زبردستی نہیں کر سکتے جیتنی ہم اس پر سختی کریں گے وہ اتنا اس کام سے بھاگے گا آپ تو اچھے سے اپنے بیٹے کو جانتے ہیں.. مسز فرقان نے وہاں کے ڈیڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے میں تمہاری بات مان لیتا ہوں پر جب میں یہ دیکھوں گا کہ وقت ہاتھ سے نکل رہا ہے تو پھر تم میرے رستے میں نہیں آو گی پھر جو فیصلہ میں وہاں کے لیے کروں گا تمہیں بھی وہ مانا پڑے گا

اور ہاں میں یہ نہیں چاہتا کی ارسال ان سب چیزوں کا مالک بن جائے وہ ان سب سے دور رہے تو بہتر ہے.. وہ ہمارا بیٹا نہیں ہے.. اس دفعہ فرقان صاحب کے چہرے پر سہلوتیں تھیں..

تم ماں بیٹا یہ کیسے سمجھ سکتے ہو کے میں نے اپنی اولاد کے لیے کیا کچھ نہیں کیا.. فرقان صاحب کی اس بات پر تہمینہ بیگم کے دل کو کھینچ پڑی..

جب سے ارسل کے والدین کی وفات ہوئی تھی تمہینہ بیگم نے ارسل کو اپنے چھوٹے بیٹے کی طرح پلا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ فرقان صاحب ارسل سے اتنا کیوں چڑتے ہیں۔۔
 تمہینہ بیگم نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بولی۔۔
 ٹھیک ہے تب کی تب دیکھ لیں گے ابھی آپ پریشان نہ ہوں۔ مسز فرقان نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔

بسمہ یہ دیکھو کیسا ہے جوڑا مہندی کے لیے۔۔ رامین کے ہاتھوں میں گرین اور پنک کلر کا لہنگا تھا جس کے اوپر کمر تک شورٹ شرٹ تھی۔۔
 نہیں... نہیں۔۔ یہ کچھ زیادہ ہی ہو جائے گا اپنی گھر کی شادی تھوڑی ہے بسمہ نے دیکھتے ہی سوٹ کو ریجیکٹ کر دیا۔۔

یار بسمہ اب تک ہم بیس سے پچیس سوٹ دیکھ چکے ہیں اور کبھی تم ریجیکٹ کرتی ہو تو کبھی میں اگر ایسا چلتا رہا تو ہم شام کو کیا پہن کر جائے گے۔۔ رامین نے برا سا منہ بنا کر کہا۔۔
 ارے رامین کیوں اداس ہوتی ہو میری جان۔۔ ہم شام کو وہ پہن کر جائیں گے جو ہم ابھی مارکیٹ سے لے کر آئیں گے۔۔ بسمہ نے رامین کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔
 کیا ابھی... نہیں نہیں بسمہ باہر بہت گرمی ہے میں نہیں جا رہی اسی میں سے دیکھ لیتے ہیں نا۔۔ رامین نے گرمی سے گھبرا کر بیڈ پر پڑے کپڑوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔۔

بس نکل گی ہوا راسین جبار کی.. ابھی تو کہہ رہی تھی کہ ہم سب سے الگ لگے گے سب کے ہوش گم کر دیں گے وغیرہ وغیرہ.. اور اب بھگی بلی بن گی ہو.. ایک گرمی سے ڈر گی راسین جبار بڑا افسوس ہوا.. بسمہ نے راسین کی انا پر سیدھا وار کیا..

ہاں تو ٹھیک نا.. میں نے بھی تو ویسے ہی بات کی تھی تم بھی بات کو پکڑ لیتی ہو میں ایک جرنیل کی بیٹی ہوں کیسے سے نہیں ڈرتی.. اور یہ تو ایک بس گرمی ہے راسین کی آواز گرمی پر آکر دب گی پر اب بات انا کی تھی جانا تو پڑتا تھا....

چلو چلیں.. راسین نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا..

یہ ہوئی نا بات میری شیرینی کی بسمہ نے راسین کے کندھے پر شاباش دیتے ہوئے کہا.. لیکن گاڑی تمہاری ہو گی میں نہیں لے کر جاؤں گی.. راسین نے ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے جناب.. جو آپ کا حکم..

وہاج فریش ہو کر جب آیا تب تک فرقان صاحب جا چکے تھے ان کی آج میٹنگ تھی.. کہاں گئے ہمارے وزیراعظم فرقان علوی صاحب.. وہاج نے ٹیبل کا جائزہ لیتے ہوئے کہا جہاں ارسل اور تمہنے بیگم کے سوائے اور کوئی نہیں تھا..

وہاج تمیز سے بات کیا کرو وہ تمہارے والد ہیں.. وہاج کے ایسے بولنے پر تمہینہ بیگم نے وہاج کو ڈانٹ دیا..

سوری ممی پر میرے لیے تو وہ کسی وزیراعظم سے کم نہیں ہیں جو ہر وقت حکم دیتے رہتے ہیں۔۔
 وہاج تم آرہے ہو کیا آج میٹنگ میں۔۔ ارسل نے ناشتہ ختم کرتے ہوئے وہاج کو کہا۔۔
 نہیں بھائی تم ہی جاؤ یہ میٹنگ ویٹنگ میری سمجھ میں نہیں آتی۔۔ اور ہاں یہ تم نے اتنی کاس
 کر ٹائی کیوں لگائی ہے تمہارا سانس نہیں بند ہوتا۔۔ وہاج نے جوس کا گلاس اپنے ہونٹوں سے
 لگاتے ہوئے ارسل کو کہا جو تھری پیس سوٹ میں میٹنگ کے لیے تیار ہوا تھا۔۔
 وہاج تم بھی نا۔۔ بعض نہیں آؤ گے۔۔ ارسل نے مسکراتے ہوئے وہاج کی طرف دیکھا اور ساتھ
 ہی ارسل کے موبائل پر فرقان صاحب کی کال آگئی۔۔
 لو جی اگے آپکے باس کی کال اٹھائیں اٹھائیں اور بتائیں کہ لیٹ کیوں ہو گے۔۔ پرائمری سکول
 کے بچے کی طرح۔۔ وہاج نے ارسل کو تنگ کرنے کے انداز میں کہا۔۔
 جی تایا جان میں بس نکل ہی رہا تھا۔۔
 اوکے کون سی مارکیٹ سے۔۔
 ٹھیک ہے میں لیتے آؤں گا۔۔
 اور ساتھ ہی ارسل نے فون بند کر دیا۔۔
 اچھاتائی جان مجھے اجازت دیں۔۔ ارسل نے تمہینہ بیگم کا ہاتھ چومتے ہوئے اجازت لی۔۔
 جاؤ بیٹا اللہ کامیاب کرے۔
 واہ ماں بیٹے کی محبت۔۔ وہاج نے ارسل کی طرف دیکھا۔۔
 ہاں تو نظر نا لگا دینا۔۔ اور میں انتظار کروں گا آج آفس میں تمہارا۔۔

ارسل نے وہاج کی طرف سیب اچھالتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا..

وہاج ایسا نہیں کرتے تم نہیں جانتے تمہارے والد کتنے پریشان ہیں تمہارے بارے میں اور تم ہو جو سیریس ہی نہیں ہو رہے..

تمہینہ بیگم نے وہاج کو سمجھایا جو خود وہاج کی اس حرکتوں سے پریشان تھیں..

ہاں تو مان جائیں نا آپ کے شوہر صاحب کیوں نہیں میری بات مان رہے تین سال کی ہی تو بات ہے۔ پھر آجاؤں گا واپس پاکستان.. وہاج نے ناشتہ چھوڑتے ہوئے کہا..

دیکھو بیٹا ابھی تم اپنے باپ سے ضد نا کرو نہیں تو حالات اور خراب ہو جائے گے.. تم اپنی ماں کی بات نہیں مانو گے آج آفس چلے جاؤ وہ خوش ہو جائیں گے پلیز وہاج..

تمہینہ بیگم نے التجائی نظروں سے وہاج کی طرف دیکھا۔ وہ یہ چاہتی تھیں کہ آج وہ میٹنگ لازمی اٹینڈ کرے اس سے فرقان صاحب کا غصہ بھی کم ہو جائے گا..

ممی نہیں میں نہیں جا رہا.. وہاج نے چہرے کو دوسری طرف کر لیا..

ادھر دیکھو وہاج کیا تمہیں اپنی ماں کا خیال نہیں ہے کیا تم اپنی ماں کی بھی بات نہیں مانو گے.. تمہینہ بیگم نے وہاج کے چہرے کو اپنی طرف کرتے ہوئے کہا..

اب یہ مجھے آپ ایوشنل بلیک میل کر رہی ہیں.. وہاج کو اپنی ماں کی آنکھوں کی نئی نظر ا رہی تھی جو وہاج کی وجہ سے تھی..

پلیز جاؤں وہاج آج.. تمہینہ بیگم نے اپنی بات کو دوہراتے ہوئے کہا..

او کے ٹھیک ہے پر صرف آپ کے لیے.. وہاں نے اپنی ماں کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

شاباش وہاں بیٹا.. تمہیں بیگم نے وہاں کا ماتھا چومتے ہوئے کہا..
 کہاں ہے ہماری پرنسز.. اٹھی نہیں ابھی تک کیا.. وہاں نے اپنی چھوٹی بہن ایشال کا پوچھا..
 وہ سو رہی ہے ابھی تو اس کی چھٹیاں ہوئی ہیں آرام کرنے دو اسے..
 ایشال گھر میں سب سے چھوٹی اور اپنی موج مستی میں رہنے والی چنچل شوخ لڑکی..

ہاتھ میں کولڈ ڈرنک پکڑے رامین اور بسمہ پورے مال کا چکر لگا رہیں تھیں
 یہ دیکھو رامین کیتنا پیارا سوٹ ہے بسمہ نے شیشے میں لگے سوٹ کی طرف اشارہ کیا..
 ہاں ہے تو اچھا.. کلر بھی کمال کا ہے رامین نے سوٹ کی طرف دیکھا..
 اچھا رامین تم سوٹ دیکھو میں آتی ہوں گھر سے کال آرہی ہے..
 بسمہ کے گھر سے آتی کال کو دیکھ کر بسمہ مال سے باہر نکل آئی کیونکہ کے مال کے اندر سیگنلز
 کا مسئلہ تھا..

او کے جلدی آنا.. رامین یہ کہہ کر شاپ کے اندر چلی گئی..
 جی.. جی امی ہم بس کچھ دیر میں آرہے ہیں.. بسمہ کے گھر میں کچھ مہمان آگے تھے...
 بسمہ نے یہ کہہ کر کال بند کی اور واپس جانے کے لیے مڑی..

اوشیٹ.... یہ.. یہ کیا آپ نے... بسمہ کے ہاتھ میں پکڑی کولڈ ڈرنک ارسل کی شرٹ پر گر چکی تھی..

کیا کہا آپ نے یہ میں نے کیا ہے نظر تو آپ کو نہیں آتا ایک تو میری کولڈ ڈرنک گرا دی اوپر سے مجھ پر بول رہے ہیں..

بسمہ نے اپنی کولڈ ڈرنک کو دیکھتے ہوئے ارسل سے غصے میں کہا..

عجیب ہی کم عقل ہیں آپ.. غلطی سے آپ مڑی ہیں شرٹ میری خراب ہوئی ہے اوپر سے آپ مجھ پر ہی بول رہی ہیں..

ارسل نے اپنی شرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بری طرح کولڈ ڈرنک کے گرنے سے خراب ہو گئی تھی..

آپ کی یہ شرٹ یہ تو دیکھنے میں ہی لنڈے کی لگتی ہے پر میری کولڈ ڈرنک میری فیورٹ تھی میں سب کچھ چھوڑ سکتی ہوں پر یہ ڈرنک نہیں چھوڑ سکتی.. بسمہ نے برا سا منہ بنا کر کہا.. میری بیچاری ڈرنک...

واٹ... کیا.. آپ کو یہ شرٹ لنڈے کی لگتی ہے لگتا ہے آپ نے کبھی برانڈ کی چیزیں نہیں پہنی.. آپ تو ویسے شکل سے پاگل لگتی ہیں ان پڑھ.. بدتمیز.. بد لحاظ..

ارسل بسمہ کی لنڈے والی بات پر تپ گیا تھا.. اور جو منہ میں آیا بول دیا.

او ہیلو... مجھے بدتمیز پاگل کہنے سے پہلے اپنی شکل آئینہ میں جا کر دیکھو ایسا لگتا ہے کہ چار دن سے منہ نہیں دھویا..

بسمہ نے ارسل کی چہرے پر دور سے گول دائرہ بناتے ہوئے کہا..

آپ اب اپنی حد پار کر رہی ہیں ارسل ایک قدم آگے بڑھا اور بسمہ ایک قدم پیچھے... ان دونوں کی لڑائی کا شور سن کر باقی دوکان والے باہر آگے..

ایم سواری میڈم.. آپ پلیز جائیں ہم آپ سے ان کی طرف سے معافی مانگتے ہیں.. ایک دوکان والے نے بات کو ختم کرنے کے لیے کہا..

آپ کیوں مانگے معافی اس جاہل کی وجہ سے... ابھی بسمہ کچھ اور بولنا چاہ رہی تھی کہ ساتھ ہی رامین کی کال آگئی.. بسمہ نے موبائل کو دیکھا تو اسے یاد آیا کہ وہ تو شاپنگ کرنے آئی تھی اور گھر بھی جلدی جانا ہے.. یہ سب وہ لڑائی میں بھول ہی گئی تھی.. اس لئے بسمہ نے بات کو ختم کرنا ہی بہتر سمجھا..

اوکے ٹھیک ہے بھائی آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان جیسے کو ٹھیک کرنا آتا ہے مجھے بسمہ نے ارسل کو گھورتے ہوئے دیکھا اور پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی..

پاگل لڑکی ہے یہ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کوئی بھی نارمل انسان ایسا نہیں کرتا آپ لوگ دیکھ رہے ہیں ناں میری شرٹ کو

. ارسل نے دوکان والے کے سامنے اپنی بے بسی بیان کرتے ہوئے کہا..

جی بھائی ہمیں پتہ ہے اور آپ جانتے ہیں ناکہ عورت ذات سے بحث نہیں کرنی چاہئے آپ میرے ساتھ چلے میں آپ کی شرٹ واش کروا دیتا ہوں.. شاپ والا ارسل کو اپنے ساتھ لے گیا..

بسمہ کہاں چلی گئی تھی میں نے سوٹ لے بھی لیے ہیں چلو اب گھر چلتے ہیں۔۔ رامین نے بسمہ کو گھر لے کر جانا ہی بہتر سمجھا کیوں کہ وہ سامنے کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔۔

رامین اس بدتمیز نے میری کولڈ ڈرنک گرا دی اور اوپر سے مان بھی نہیں رہا تھا۔۔ بسمہ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔۔

اچھا میڈم اس سے گرمی یا آپ نے گرائی میں سب دیکھ رہی تھی میں تو اس لیے نہیں آئی کہ ابھی دو چار تصاویر اتر جانی تھی اور ساتھ ہی ٹی وی میں یہ بڑی بڑی ہیڈ لائن آئی تھی کہ ریٹائرڈ جرنیل جبار احمد کی بیٹی مال میں لڑکوں سے جنگ لڑتے ہوئے۔۔

رامین نے بسمہ کو آنے والے سہ نگین وقت کے بارے میں بتایا۔۔ اور پھر ہمارا شادی پر جانا کینسل۔۔

او ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔ بسمہ نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔۔

پتہ نہیں کیا بنے گا تمہارا بسمہ جہاں تمہیں بولنا چاہیے وہاں تم چپ ہوتی ہو۔۔

اچھا بس نا اب کیا جان لو گی میری۔۔ پہلے ہی اس الو کی شکل والے نے موڈ خراب کر دیا ہے۔ بسمہ نے گاڑی کو سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔۔

اچھا اگر تمہارا موڈ خراب ہے تو یہ پھر دونوں برگر میں گھر جا کر کھا لوں گی۔۔ رامین کے ہاتھ میں ایکسٹرا چیز ڈبل چکن برگر تھا۔۔

واہ۔۔۔ رامین تم تو شہزادی ہو شہزادی۔۔۔
ممممممم ماہ ۵ ۵ ۵۔۔

رامین کے ہاتھ میں برگر دیکھ کر بسمہ پگھل گئی... اور اسکے چہرے پر سو واٹ کا بلب روشن ہو گیا..

یہ ہوئی نابات.. چلو اب گھر چلو اور جو ہوا سب بھول جاؤ..
 رامین نے میوزک کی آواز اونچی کی اور گھر کی طرف نکل پڑیں..
 پتہ نہیں لوگ گرمی میں شادی کیسے کر لیتے ہیں اففف.. رامین نے گھر آتے ہی ثریا کو جس بنانے کا کہا..

رامین نے جب سے ہوش سنبھالا تو ثریا نے ہی اسکی دیکھ بھال کی..
 رامین اگی ہو کیا اور بسمہ تمہارے گھر سے ایان کتنی بار اچکا ہے جاؤ تمہاری امی انتظار کر رہی ہیں.. رقیہ بیگم نے آکر کہا..

جی آنٹی جی بس میں جا رہی ہوں.. بسمہ نے سامان رامین کے کمرے میں رکھا اور خود گھر جانے کے لیے باہر کو نکلی..

اچھا رامین میں پانچ بجے آجاؤ گی تب تیار ہوں گے.. جاتے جاتے بسمہ شام کا پلان بھی بتاتی گی..

اوکے میری ماں اب جاؤ نہیں تو جوتیاں پڑ جائیں گی تمہیں..
 رامین کی امی ان دونوں کو دیکھ کر ہنس پڑی...

وہاج آفس کے لیے نکل پڑا تھا۔۔ بلیو کلر کی جینس پہنے جو تھوڑی تھوڑی گھٹنوں سے پھٹی تھی
 پر اسکو فیشن میں لیا جاتا تھا۔۔ شرٹ کے لگے دو بٹن کھولے ہوئے تھے اور شرٹ کی آستینوں
 کو اوپر چڑھایا ہوا تھا اونچی آواز میں میوزک لگا کر گاڑی ڈرائیو کرنا اسکی عادت تھی...

یہ کیا ہو رہا ہے... وہاج نے سامنے ایک لڑکی کو دیکھا جو گھبرائی ہوئی جا رہی تھی اور اس کے پیچھے
 ایک ہٹاکٹا نوجوان مسلسل اس کے ساتھ چلنے کی کوشش کر رہا تھا...
 وہاج نے جلدی سے گاڑی کو سائیڈ پر لگایا۔

او ہیلو شرم نہیں آتی لڑکی کو چھڑتے ہو۔۔ لڑکے نے آواز آنے پر مڑ کر دیکھا۔۔ لڑکی بھی وہی
 روک گی اور ساتھ ہی وہاج نے لڑکے کے منہ پر زور سے مکا دے مارا۔

لڑکیوں کو چھڑتے ہو شرم نہیں آتی اور پھر ایک لمکے کے بعد دوسرا آتا گیا۔۔ جواباً اس لڑکے نے
 بھی دو چار نشان وہاج کے منہ پر چھوڑ دیے۔

روک جائے آپ دونوں کیوں مار رہے ہیں۔۔ لڑکی برابر چلا چلا کر دونوں کو روک رہی تھی پر جوش
 اور غصے میں دونوں کے کانوں میں لڑکی کی آواز نہیں پڑ رہی تھی۔۔ لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔
 کچھ لوگ دونوں کو چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔

کیا ہوا ہے صاحب آپ دونوں ایسے کیوں لڑ رہے ہیں ایک آدمی جو تھوڑی عمر کا تھا بولا۔
 یہ اس لڑکی کو چھڑ رہا تھا اور اسکا پیچھا بھی کر رہا تھا۔
 میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

وہاج نے اپنے ہونٹ سے نکلتے ہوئے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے وہاج کی اس بات پر وہاج کو غور سے دیکھا...

پھر اس آدمی نے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا.. کیا یہ بیٹی سچ ہے یہ لڑکا تمہیں تنگ کر رہا تھا..
انکل یہ تو میرے شوہر ہیں.. لڑکی نے گھبراتے ہوئے کہا..
یہ سن کر وہاج کی تو جیسے سیٹی گم ہو گئی....

کیا... یہ تمہارا شوہر ہے تو اس طرح سڑک پر پھر یہ کیا تھا.. تمہیں گھر نہیں ملا کیا..
وہاج نے غصے سے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
اس بار جواب لڑکی کی جگہ اسکے شوہر نے دی..

وہ دراصل ہم میں تھوڑی بحث ہو گئی تھی تو یہ ناراض ہو کر گھر سے نکل آئی تو میں اس کے پیچھے منانے آ گیا تھا..

آپ لوگ پاگل ہو یوں سڑک پر کون گھر کے لڑائی جھگڑے ختم کرتا ہے.. ہجوم میں سے کسی نے اونچی آواز میں کہا..

یہ بات سن کر وہاج کو شرمندگی محسوس ہوئی اور اپنے آپ پر غصہ بھی آیا کہ ایسے منہ اٹھا کر مدد کرنے چلا گیا اور پوچھا بھی نہیں کہ ہوا کیا ہے اور دونوں کون ہیں..

لوگوں نے مل کر دونوں میں صلح کروائی...

وہاج خود کو کوسے ہوئے گاڑی میں جا بیٹھا..

منہوس ہی ہے آج کا دن اب اس چہرے کے ساتھ میں آفس کیسے جاؤں گا.. وہاج نے شیشے میں اپنے چہرے کو دیکھا جو ہونٹ سے نکلتا خون اور آنکھ پر پڑا نیل بہت بھدا لگ رہا تھا..

خیر چلتے ہیں دیکھا جائے گا.. یہ کہہ کر وہاں نے گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے نکل پڑا....
ایم سوری میجر زارون آپ کو ایمر جنسٹی میں بلوانا پڑا... ہمیں اطلاع ملی ہے کہ جس جگہ ہم
آپریشن کرنے جا رہے ہیں وہاں کی کسی نے خفیہ معلومات ہمارے دشمنوں تک پہنچائی ہے...
ہمیں اپنی پلان میں تبدیلی کرنا پڑے گی...

حمزہ نے بورڈ کے پاس کھڑے میجر زارون کو نقشہ کی مدد سے بتایا....
چہرے پر سنجیدگی.. غصے کو دبا کر اور گہری سوچ کے ساتھ میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھا...
ہمممم...

نہیں حمزہ ہم پلان تبدیل نہیں کریں گے ہم دشمنوں کو وہی دکھائیں گے جو وہ دیکھنا چاہتے
ہیں.. وہ ہمارے پلان کے مطابق اپنا پلان تبدیل کریں گے اس لیے ہم انہیں وہی الجھا کر
رکھیں گے اور اس دوران ہم اپنے پلان بی پر کام کریں گے.. جو صرف آپکو اور مجھے اب پتہ ہو
گا اور کسی کو نہیں اوکے..

اور جو جال وہ ڈالیں گے ہم اس میں ان کو ہی پھنسا دیں گے...
وہ شاید ابھی ہمیں جانتے نہیں ہیں..

اور اس ٹائم جو جو ڈیوٹی پر تھا اسکو زرا وادی نیلم کی سیر کروا... اور ہاں کسی کو کوئی رعایت نہیں
ہونی چاہیے غداری کی کوئی معافی نہیں ہے.. کھال ادھیڑ دو سب کی ایسی سزا دو کے ان سب
کی آنے والی نسلیں ملک کے ساتھ غداری کرنے سے پہلے سو بار سوچیں.. اور جب وہ غدار پکڑا

جائے تو مجھے اطلاع کرنا میں اس منحوس سے اپنے ملک کی غداری کا سبب اپنے طریقوں سے پوچھوں گا۔

یہ وردی میں نے ملک کی حفاظت کے لیے پہنی ہے اور اب میں ان سب کا جینا حرام کر دوں گا۔

میجر زارون نے غصے سے اپنے ہاتھ کی مسٹی کو دباتے ہوئے کہا۔
جو جو ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا میں اسکی بوٹیاں کر کے کتوں کو کھلا دوں گا۔ خبث ہیں سارے۔

تم میری بات سمجھ رہے ہو نا حمزہ؟ میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
جو اپکا آڈر میجر... میجر زارون کہ بات سن کر کمانڈر حمزہ کے چہرے پر ملک کے لئے جوش و جذبہ صاف نظر آ رہا تھا

اگر کوئی اطلاع ملے تو مجھے بتانا ابھی میں یہاں ہی ہوں۔۔۔
مجھے یونٹ کا جائزہ لینا ہے اور میں کرنل صاحب کے کمرے میں ہوں گا
اوکے میجر زارون۔۔ حمزہ نے سیلوٹ کے ساتھ کہا۔

میجر زارون کمرے سے باہر آکر اب کرنل صاحب کے کمرے میں موجود تھا
سر آپ نے جو مجھے مشن دیا ہے وہ انشاء اللہ پورا ہوگا دشمن کوئی بھی چال چلے ہم اسے ناکام بنا دیں گے۔

میجر زارون نے کرنل صاحب کو کہا۔

مجھے تم پر بھروسہ ہے زارون تم اپنے وطن پر کوئی بھی آنچ نہیں آنے دو گے.. اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس مشن کے بعد تھوڑا یونٹ کو دیکھ لو پھر اگلے مشن پر چلے جاؤ.. ایک کے بعد ایک مشن کرتے جا رہے ہو.. کرنل صاحب نے میجر زارون کو کہا..

سرمیری زندگی اپنے وطن کے لئے ہے اور کوئی بھی مشن مجھے تھکا نہیں سکتا بلکہ ہر نیا مشن میرے اندر جینے کی وجہ ہے زندہ رکھتا ہے.. جب تک میرے جسم میں خون کی آخری بوند رہے گی تب تک میں اپنے ملک کے لئے لڑتا رہوں گا..

سراب مجھے اجازت دیں میں نے اپنے مشن کی تیاری کرنی ہے..
میجر زارون نے کرنل صاحب کو سیلوٹ کیا اور جانے کی اجازت مانگی..
اوکے میجر زارون ہمیں تم پر فخر ہے... اور تم ہمیں مایوس نہیں کرو گے..

سارا مال آج ہی چلے جانا چاہیے اگر کسی قسم کی کوئی کوتاہی ہوئی تو تم اپنی موت کے خود ہی ذمہ دار ہو گے اور مال کو پہنچانے کے بعد اپنا نمبر تبدیل کر لینا... اور جو بھی رستے میں آئے اسے بغیر دیکھے مار دینا... مال ہر صورت میں جانا چاہیے اگر کوئی مسئلہ ہوا تو یہ لیری بلیک جیک تمہیں کتوں کے آگے ڈال دے گا...

لیری بلیک جو مافیا کا دوسرا بڑا نام ہے جس کی آواز سننے ہی لوگ کانپ جاتے ہیں.. چھوٹے پیمانے پر ہو یا بڑے تاجر سب اس کے آگے چوہے کی مانند ہیں.. ملک کے بڑے بڑے ادارے اسکو بھتہ دینے کے لئے مجبور ہیں..

قتل کروانا تو اس کے بائیں ہاتھ کا معمولی کام ہے اور لاش کو ٹھکانے لگانا وہ تو ایک چٹکی میں اس جگہ چلی جاتی ہے جہاں کوئی سات جنم میں بھی نا پہنچ سکے..

لڑکیوں کی ریل پیل اسکے کمرے میں لگی رہتی ہے کچھ اغواء کی ہوئی اور کچھ مال کی خاطر.. ہورے ہفتے میں تین دن کے لیے جاگتا ہے اور ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیتا ہے.. باقی دونوں میں کیا کرتا ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں...

آج اس کے ہفتے کو پہلا دن ہے اور لیری بلیک ڈگ کی بڑی مقدار کو پاکستان میں منتقل کر رہا ہے.. کوئی بھی پلان اس کا کبھی ناکام نہیں ہوا اور اب بھی وہ اپنے اس گھناؤنے کام کرنے میں بہت پر اعتماد تھا..

ہر کسی کے ہاتھ سے بچ جانا لیری بلیک کا بائیں ہاتھ کا کام تھا.. پاکستان ہو یا چاہیے کوئی اور ملک کوئی بھی لیری بلیک کو نہیں پکڑ سکا..

تایا جان یہ فائل پر سائن کر دیں اور میٹنگ شروع ہوگی ہے اس سے پہلے آپ کے اس پر سائن ضروری ہیں..

ارسل نے اندر آتے فرقان صاحب کو کہا جو کال پر مصروف تھے..

ارسل کے اندر آتے ہی فرقان صاحب نے فوراً کال بند کر دی..

گھبراہٹ سے فرقان صاحب کا سانس روک گیا..

تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ دروازہ نوک کر کے آیا کرو اور یہاں میں تمہارا تایا نہیں ہوں اور آئندہ مجھے آفس میں تایا نہ کہنا اوکے۔۔

کہاں کرنے ہیں سائن دو مجھے۔۔ فرقان صاحب نے کھڑے کھڑے ارسل کی انسٹ کر دی۔۔ وہ چپ چاپ کھڑا سب سنتا رہا وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے تایا جی کے اگے بول نہیں سکتا کچھ حلات نے اسے مجبور کر دیا تھا اور کچھ ان کے احسانات تلے دبا ہوا تھا جو فرقان صاحب ارسل کو برابر یاد کرواتے رہتے تھے۔۔

جی سر ایم سوری آئندہ یہ غلطی نہیں ہوگی یہاں پر سائن کرنے ہیں۔۔
ارسل نے فائل آگے کرتے ہوئے کہا۔۔

فرقان صاحب نے فائل پر دستخط کر کے فائل ارسل کو واپس کر دی ارسل فرقان صاحب کے کمرے سے باہر آگیا اور اپنی آنکھوں کی نمی کو چھپاتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیا۔۔
گلے میں بندھی ٹائی کی گرفت کو ڈھیلا کرتے ہوئے ارسل کمرے میں آکر ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔ پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اور ساتھ ساتھ گہرے سانس لینے لگا وہ اپنے والدین کو بہت یاد کر رہا تھا اور یہ آج کی بات نہیں تھی جب بھی فرقان صاحب اسے نیچا دکھاتے تب تب اسے اپنے والد کی یاد آتی۔۔

کاش وہ زندہ ہوتے تو اس ذالالت بھری زندگی سے اسے چھٹکار مل جاتا اس کا اپنا گھر ہوتا جہاں وہ کھول کر سانس لیتا۔۔ اپنی مرضی سے زندگی گزارتا۔۔ اپنے جذبات کی رو میں بہتا ہوا وہ نجانے کہاں نکل چکا تھا۔۔

ارسل.... ارسل کہاں ہو.. یار..

وہاج نے ارسل کے منہ کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے اسے آواز دے رہا تھا..

ہاں.. ہاں.. ارسل وہاج کی آواز سے چونک گیا..

کیا ہوا ارسل تم ٹھیک تو ہو نہ.. ارسل کو ایسے پریشان دیکھ کر وہاج کو کچھ اچھا نہیں لگا..

بتاؤ ارسل کیا ہوا ہے ڈیڈ نے کچھ کہا ہے کیا.. وہاج کو اپنے والد کی نیچر کا پتہ تھا.. اس لئے

وہاج کو سیدھا شک اپنے ڈیڈ پر گیا..

نہیں وہاج.. مجھے تایا جان نے کیا کہنا ہے بس کام کا بوجھ زیادہ ہے اس لیے..

تم آگے ہو تو اب سب ٹھیک ہو جائے گا.. ارسل نے وہاج کی طرف دیکھے بغیر کرسی پر جا کر

بیٹھ گیا..

پر وہاج کو پتہ تھا کہ ضرور کوئی بات ہے جو ارسل اس سے چھپا رہا ہے دنیا میں اسے کچھ ہی

لوگ بہت عزیز تھے جس میں ارسل بھی شامل تھا وہ اس کی جان سے بھی بڑھ کر تھا..

ٹھیک ہے ارسل تم کہہ رہے تو مان لیتا ہوں پر پتہ تو میں لگا لو گا.. وہاج نے ٹانگ پر ٹانگ

رکھتے ہوئے کہا..

ارے یہ تمہارے چہرے کو کیا ہوا ہے ارسل کی نظر وہاج کے چہرے پر پڑی..

بس کچھ نا پوچھو یار آتے ہوئے کسی سے لڑائی ہو گی اور بس وہاں پیار محبت میں یہ سب ہو

گیا.. وہاج نے اپنے ہونٹ کو دباتے ہوئے کہا..

یہ پیار محبت تو نہیں لگ رہا یا۔۔ لگتا ہے کچھ زیادہ ہی تم گلے مل گے ہو اس سے۔۔ ارسل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔ گلے ملنے کا تو موقع ہی نہیں ملا اسکا شوہر جی ساتھ تھے۔۔ وہاج نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔ بس آج کا دن ہی خراب تھا اب دیکھو آگے کیا کیا ہوتا ہے۔۔۔ ارسل کو بھی اپنے اوپر گرنے والی کولڈ ڈرنک کی بات یاد آگئی۔۔ ٹھیک کہا وہاج آج کا دن واقعی خراب ہے۔۔

کیوں تمہارے ساتھ کیا ہوا آج۔۔؟ بس یہ ڈیڈ والی بات نکال کر۔۔ وہاج نے اپنی طرف سے اندھیرے میں تیر چلایا۔۔

کہ شاید ارسل کے منہ سے کوئی بات نکل آئے۔۔ پر ایسا نہیں ہوا۔۔ یار کیا بتاؤں بس آج آفس آتے ہوئے تایا جان نے پلازے کے پیپرز منگوانے تھے تو مجھے کہا کہ میں آتے لے آؤ تو وہاں کسی پاگل لڑکی نے مجھ پر ڈرنک گرا دی اوپر سے مجھے ہی قصور وار کہہ رہی تھی بدتمیز۔۔۔ بس اسی سے منہ ماری ہو گی اور اب آفس آکر یہ سب۔۔۔۔

ہاں کیا یہ سب۔۔ وہاج نے غور سے ارسل کی طرف دیکھا کہ وہ بتانے والا ہے۔۔

ہاں نا یہ سب کام جو پورا نہیں ہو رہا۔۔ ارسل نے فوراً بات کو ٹال دیا۔۔

او یار تم بہت ہوشیار ہو۔۔ وہاج نے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔

اچھا مجھے یہ بتاؤ لڑکی پیاری تھی کیا۔۔ وہاج نے ارسل کا منہ ٹھیک کرنے کے لیے اس سے مزاح سے بات کی۔۔

یار خوبصورتی کو کیا کرنا جب عقل اور تمیز ہی نا ہو.. ارسل نے فائل کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا..
 ٹھیک کہا تم نے اس لیے تو میں لڑکیوں سے بھاگتا ہوں..
 یار تم بھاگتے ہو کمال ہے وہاں.. ارسل نے حیرت سے دیکھا..
 مطلب وہ میرے پیچھے بھاگتی ہیں.. وہاں نے ارسل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا..
 اور دونوں کے قہقہے کی آواز پورے کمرے میں گونج اٹھی..

مرہون اور سکین کلر کے شرارہ پہنے کھولے بال شانوں کو چھو رہے تھے کانوں میں بڑے بڑے
 جھمکے ڈالے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے باغوں میں گومتی ہوئی تتلیوں کی طرح رامین اور بسمہ
 پورے حال کا چکر لگا رہی تھیں..

ہر کوئی ان کی تعریفیں کر رہا تھا اور کیوں نا کرتا وہ لگ بھی اتنی پیاری رہی تھیں..
 جہاں ان کی تعریفیں تھی وہاں کچھ لوگوں کی تنقید کی زد میں بھی تھیں...
 دیکھو زرا آج کل کی لڑکیوں میں کوئی شرم و حیا تو ہے ہی نہیں کیسے پورے حال کے لڑکوں کو
 اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے.. گزرتے ہوئے رامین کی کانوں میں ایک آنٹی کی آواز پڑی.. رامین وہاں
 ہی روک گی..

ارے بسمہ تم نے سنا کیا کہا آنٹی نے ہمیں.. رامین نے بسمہ کو روکتے ہوئے کہا..
 چھوڑو رامین یہ آنٹیاں ہوتی ہی ایسی ہیں محلے کی عورتوں کی طرح باتیں کرتیں ہیں چاہے جیتی
 بھی پڑھ لکھ جائیں.. بسمہ نے بات کو ختم کرنے کے لئے رامین کو سمجھایا..

دیکھا بسمہ تم غلط جگہ چپ رہتی ہو اور غلط جگہ بول پڑتی ہو تم آؤ میرے ساتھ اوکے.. راسین نے بسمہ کا ہاتھ پکڑا اور اس آنٹی کے پاس چلی گی..

اسلام علیکم آنٹی جی کیسی ہیں آپ..

آپ نے ہمیں کچھ کہا.. راسین بڑے تمیز سے آنٹی سے کہا..

راسین کے اس طرح پوچھنے سے آنٹی تھوڑی کنفیوز ہوگی کیونکہ کہ وہ جانتی تھیں کہ یہ جنرل ریٹائرڈ جبار صاحب کی بیٹی ہے..

او آنٹی جی آپ تو شہلا کی امی ہیں. کیا بنا آپ کی بیٹی کا؟ کیا انکل نے اگے پڑھنے کی اجازت دے دی ہے جب سے وہ کالج سے بھاگی تھی..

راسین کی اس بات پر آنٹی نے شرمندگی سے منہ نیچے کر لیا..

آنٹی جی سب کی بیٹیاں ایک جیسی ہوتی ہیں اس لیے کسی کو بات نہیں کرنی چاہیے معذرت کے ساتھ اگر آپکو میری کوئی بات بری لگی ہو..

شہلا کی امی نے ہلکی سی مسکراہٹ دی کیونکہ کہ وہ بھی یہ جان گی تھی کہ جو انہوں نے کہا وہ غلط تھا..

چلو بسمہ چلتے ہیں اب مزید موڈ نہیں ہے یہاں روکنے کا ویسے ہی آنٹی نے سارا موڈ ہی خراب کر دیا ہے راسین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا..

ہاں یار چلو چلتے ہیں.. رسے میں تو ہوگی ہیں اب ہمارا بھی یہاں روکنے کا جواز نہیں.. بسمہ نے کہا اور پھر دونوں نے ندا سے اجازت لی اور وہاں سے نکل پڑیں..

بسمہ نے تیز آواز میں میوزک آن کیا اور راسین نے گاڑی کی رفتار کو ایک سو بیس پر رکھتے ہوئے سسرک پر ہوا کی مانند چلانا شروع کر دیا دونوں کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا کہ کب ان کے پیچھے گاڑی میں کچھ آوارہ لڑکے لگے ہیں۔

جب ان لڑکوں نے راسین کی گاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے بسمہ کو فلائنگ کیس دی تو راسین اور بسمہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی وہ سوچ بھی نہیں سیکتی تھی کہ ان کے ساتھ ایسا کچھ ہو گا۔

رات کے سات بجنے والے تھے پر کراچی کی سسرکیں کبھی سات بجے سینسان نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ بے فکر ہو کر جارہی تھی پر اچانک ایسے لڑکوں کا پیچھے آنا وہ دونوں کبھی سوچ بھی نہیں سیکتی تھی لڑکے مسلسل راسین کی گاڑی کا تعاقب کر رہے تھے کبھی کراسنگ کرتے تو کبھی ہوڈنگ کرتے۔

راسین اور بسمہ کا گھبراہٹ اور پریشانی سے برا حال تھا گاڑی میں اے سسی چلنے کے باوجود ان کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

راسین نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑا اوباش لڑکوں نے ان کی گاڑی کو نہیں چھوڑا اور تیز رفتار ہونے کے باوجود وہ ان کے ساتھ ساتھ تھے۔

راسین کیا ہو گا بسمہ کی حالت کنٹرول سے باہر تھی۔ راسین کی بھی حالت کچھ اچھی نہیں تھی پر اس کے اندر حالات سے نمٹنے کا حوصلہ تھا اور وہ خود کی بھی پریشانی ظاہر کر کے بسمہ کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

پر جب وقت ساتھ نادے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے.. ان لڑکوں نے رامین کی گاڑی کو کراس کرتے ہوئے ایک سنسان سڑک پر روک لیا..

رامین نے فوراً بریک لگائی.. اب رامین اور بسمہ کی سانسیں روکیں ہوئی تھی انہیں معلوم نہیں تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے

رامین نے جلدی سے اپنا فون اٹھایا تاکہ پولیس کو کال ملا سکے پر ساتھ ہی ایک لڑکے نے آکر گاڑی کے شیشے پر زور سے ہاتھ مارا..

آواز اتنی تیز تھی کہ رامین کے ہاتھ سے ڈر کے مارے موبائل نیچے گر گیا..

اس دفعہ رامین کے ہمت بھی جواب دے گی جب اس نے شیشے کے باہر کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں پسٹل دیکھی..

نکلو حسینہ باہر کیا ہمیں اپنے حسن کا جلوہ نہیں دیکھاو گی.. ایک لڑکے نے شیشے پر بیہودہ طریقہ سے منہ رکھتے ہوئے کہا..

رامین اور بسمہ کو اپنی جان نکلتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کی کبھی ان کے ساتھ ایسا ہو گا.. بس کوئی اللہ کی طرف سے معجزہ ہو جائے اور وہ بچ جائیں ان دونوں کی زبان پر یہی دعا تھی..

کھولو نا دروازہ جانو.. نہیں تو میں توڑ دوں گا.. لڑکے نے رامین کو آنکھ مارتے ہوئے کہا..

رامین نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی تھی اور بسمہ نے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے..

میں بول رہا ہوں دروازہ کھولو.. لڑکا اس بار چلا..

رامین اور بسمہ چپ رہی.. دعا کرنے کے علاوہ وہ اب کچھ کر بھی نہیں سکتی تھیں..

باس یہ ایسے نہیں مانے گی.. ان میں سے ایک لڑکے نے کہا..

ٹھیک کہا تم نے اب دیکھو میں کیا کرتا ہوں..

لڑکے نے پسٹل کے پتھلے حصے سے گاڑی کا شیشہ توڑ دیا..

شیشے ٹوٹ جانے کے ساتھ ہی رامین کی چیخ نکل گئی...

بچاؤ... بچاؤ.. رامین نے اور بسمہ نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا کہ شاید کو مدد کے لیے آجائے..

میری بلبلی یہاں کوئی نہیں آئے گا.. اجا میری رانی باہر.. لڑکے نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے رامین کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی بسمہ نے رامین کا اپنی طرف کھینچ لیا..
خوف سے رامین اور بسمہ کانپ رہی تھیں..

مجھے ہاتھ مت لگانا نہیں تو تمہارے ساتھ بہت برا ہو گا..

رامین نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا..

دیکھو دیکھو کسے دھمکی دے رہی ہے یہ بلبلی.. لڑکوں نے اونچی آواز میں قہقہہ لگایا..

تم دیکھو گی کہ ہم تمہارے ساتھ کیا کرتے ہیں.. یہ کہہ کر لڑکا گاڑی کے اندر جھکا رامین کو باہر نکالنے کے لئے..

لڑکے کا منہ رامین کے عین اوپر تھا جو پوری بسمہ پر جھکی ہوئی تھی..

لڑکے کا چہرہ سامنے آتے ہی رامین نے اس کے چہرے پر تھوک دیا..

سالی تھوک پھینکتی ہے.. اور ساتھ ہی ایک زور کا تھپڑ رامین کے منہ پر دے مارا..
اب تو پہلے تیرے ساتھ ہی کچھ کرنا پڑے گا.. لڑکے نے غصے سے رامین کا بازو پکڑتے ہوئے
باہر کو کھنچا..

رامین... بسمہ نے چلاتے ہوئے رامین کو آواز دی.. چھوڑ دو اسے تمہیں اللہ کا واسطہ ہے چھوڑ دو
اسے.. بسمہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی..

چپ کر تو.. نکالو اسے بھی باہر.. لڑکے نے بسمہ کو بھی باہر نکالنے کا کہا..
چھوڑ دو مجھے میں کہہ رہی چھوڑ دو مجھے... بچاؤ.. بچاؤ.. رامین اونچی آواز میں چلا رہی تھی..
دوسرے لڑکے بسمہ کو باہر لے آئے..

دیکھ چڑیا اب تیرے سامنے میں تیری بلبل کے ساتھ کیا کرتا ہوں.. لڑکے نے بسمہ کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا جو ان سب لڑکوں کا باس تھا..

لڑکے نے دھکا دے کر رامین کو سڑک کے درمیان میں گرا دیا..
چھوڑ دو اسے پلیز ایسا نہ کرو.. بسمہ ان لڑکوں کو اللہ کا واسطہ دے رہی تھی.. پر ان پر شیطان
حاوی تھا..

رامین خوف اور ڈر سے کانپ رہی تھی اسے اپنی زندگی ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی..
رامین نے اپنے چاروں طرف دیکھا..

دو لڑکوں نے بسمہ کو اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا اور ایک اسکے سر کے پاس کھڑا تھا اور ایک اس
کے سامنے جو اس کی عزت کو داغ دار کرنے کے لیے تیار تھا..

لڑکے نے آگے بڑھ کر رامین کا دوپٹہ اتار کر دور پھینک دیا۔
 بابا جان مجھے بچا لیں۔۔ رامین کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو نکل رہے تھے وہ رو رہی تھی اور
 روتے ہوئے اس نے ان شیطانوں کی منتیں بھی کی۔۔
 پر ان اوباش لڑکوں پر کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔
 لڑکا رامین کے اوپر جھکا ہی تھا کہ رامین نے آنکھیں بند کر لی۔۔
 اور ساتھ ہی گولی چلنے کی آواز آئی۔۔

کیا تم اپنے اس باپ سے نہیں ملو گے۔۔ ایک بھاری اور رعب دار آواز نے سب کو اپنی طرف
 متوجہ کیا۔۔

آواز سن کر لڑکا اٹھا اور اس نے مڑ کر دیکھا۔۔

کیوں پہچانا نہیں اپنے باپ کو۔۔

اندھیرے میں کھڑے اس آدمی نے کہا جسکی صرف آواز سنائی دے رہی تھی اسکا کاچہرہ سامنے
 نظر نہیں آ رہا تھا بس ایک سایہ تھا۔۔

اندھیرے میں کھڑے بات کرتے ہوئے اس کا سایہ کسی جنات کی جسامت کی طرح لگ رہا
 تھا۔۔

ابے باپ ہے تو باہر نکل کر بات کر اس طرح چوہے کی طرح کیوں چھپ کر بات کر رہا ہے۔۔
 لڑکوں کے پاس نے رامین سے اپنی توجہ ہٹا کر شیڈو مین کی طرف دیکھا۔۔

اگر میں باہر آگیا تو تم اوپر چلے جاؤ گے آرام سے کہہ رہا ہوں چھوڑ دو لڑکیوں کو.. اور ہاتھ مت لگانا..

شیڈو مین کی آواز میں اتنی گرج تھی کہ اگر کوئی نازک دل والا ہوتا تو وہی بیہوش ہو جاتا..
جاؤ جاؤ بہت دیکھے ہیں تمہارے جیسے.. یہاں لاؤ دوسری بلب کو.. باس نے بسمہ کو آگے لانے کا اشارہ کیا..

دونوں لڑکے بسمہ کو اپنے باس کے پاس لے آئے..
لو یہ رہی لڑکی اور یہ لگا لیا ہاتھ اب بتاؤ بل میں چھپے چوہے کیا کر لو گے... باس نے بسمہ کے چہرے ہر اپنا ہاتھ پھرتے ہوئے کہا..

شیڈو مین نے غصے سے اپنی گردن کو گھماتے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دی جس میں پسٹل پکڑی ہوئی تھی..

دیکھا دیکھا ڈر گیا چوہا.. باس نے ایک زور سے قہقہہ لگایا..
اور ساتھ ہی گولی باس کے ماتھے سے ہوتی ہوئی دوسری طرف نکل چکی تھی..
اسے دوسری سانس لینے کا موقع ہی نہیں ملا..

اپنے باس کو مرتا دیکھ کر باقی تین لڑکے اگے بڑھے..
شیڈو مین تک پہنچتے پہنچتے وہ اپنے باس پر گر چکے تھے..

اور پھر کچھ دیر میں ہی چاروں ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوئے پڑے تھے..
بولا تمہانا کہ باپ ہوں تیرا پر بات ہی مانی.. آج کل کی اولاد بڑی نافرمان ہو گی ہے..

اب پھر کوڑا اٹھانا پڑے گا.. شیڈو مین کی بھاری آواز رامین کی کانوں میں پڑی.. جو سمڑک پر بے بسی سے بھیٹی ہوئی تھی..

بسمہ نے آگے بڑھ کر رامین کو دوپٹہ دیا اور اور ہاتھ پکڑ کر اٹھایا..
اندھیرے کی وجہ سے رامین اور بسمہ کو اسکی شکل ٹھیک سے نظر نہیں آرہی تھی..
شیڈو مین ان لڑکوں کے قریب آیا اور ان پر تھوک پھینکتے ہوئے اس نے کال ملا دی..
ہاں.. ہاں.. تھوڑا کوڑا اکٹھا ہو گیا ہے اگر اٹھا لو..

ساتھ ہی وہ پیچھے کی طرف مڑا..
بلیک گلاسیس اس کی آنکھوں پر تھے.. سمر پر کیپ پہنی ہوئی تھی آستینوں کو اوپر چڑھائے اور ہاتھ میں پسٹل پکڑی ہوئی تھی جب وہ رامین اور بسمہ کی طرف بڑھا..
اسکا وار اتنا پکا تھا کہ وہ اندھیرے میں کھڑے چار لوگ کیا دس بھی ہوتے تو اسے مار دیتا..
لائٹ کم ہونے کی وجہ سے رامین اور بسمہ اس کی شکل نہیں دیکھ پا رہی تھیں اور جہاں روشنی تھی وہاں اس کی شمٹ کا کالر تھا جو اوپر کی طرف کھولا ہوا تھا جس سے شیڈو مین کا آدھا منہ چھپا ہوا تھا..

کیوں بی بی تمہارا بھی مرنے کا ارادہ ہے کیا.. اس دفعہ شیڈو مین کے لہجے میں کراہیت تھی جیسے وہ بسمہ اور رامین کو بھی مارنا چاہ رہا ہو..

رامین اور بسمہ نے اپنے ہوش سنبھالتے ہی کچھ کہنے والی تھیں کہ ان کے کانوں پھر شیڈو مین کی بھاری آواز پڑی..

جب اس طرح کے کپڑے پہن کر بغیر بھائی باپ شوہر کے گھر سے باہر نکلے گی تو کتے پیچھے آئیں گے ہی.. شکل سے تو تم دونوں کسی شریف گھر سے لگتی ہو.. پر افسوس..

منہ کو نیچے کیے ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالے وہ اپنے پاؤں سے زمین پر لائن بنا رہا تھا.. اور ساتھ ہی ساتھ بولتا جا رہا تھا..

رامین اور بسمہ کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسکے پاس جا کر اسکے پاؤں پکڑ کر اس کا شکریہ ادا کر لے.. پر اس کی گرجتی ہوئی آواز سے وہ دونوں سہمی ہوئی تھیں..

اس کی یہ بات سن کر رامین اور بسمہ کے اندر اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ اپنے دفاع میں کچھ کہہ سکیں..

بہر حال.. گاڑی میں بیٹھو.. میں پیچھے ہی ہوں.. جب تک گھر نہیں چلی جاتی تم دونوں.. اور ہاں جو گانے لگائے تھے تم دونوں نے وہ اب نا لگانا مجھے ارجیت سنگھ نہیں پسند..

یہ کہہ کر پوسٹل کو اپنی کمر کے پیچھے رکھتے ہوئے شیڈو مین اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا.. رامین اور بسمہ اس آدمی کو جاتا دیکھ رہی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے چار لڑکوں کا قتل کر چکا تھا اور اب ارجیت سنگھ کے گانوں کی بات کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو..

رامین اور بسمہ کے لیے وہ ایک فرشتہ سے کم نہیں تھا اس لیے بغیر کچھ کہے وہ دونوں جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئیں..

دونوں کی طرف سے خاموشی تھی نا رامین کچھ کہہ پا رہی تھی اور نا بسمہ.. آج جو ان کے ساتھ ہونے جا رہا تھا اگر ہو جاتا تو قیامت سے پہلے ہی قیامت ہو جانی تھی..

بسمہ اپنے گھر والوں کا سوچ رہی تھی اور رامین اپنے گھر والوں کا...
 رامین نے بیک شیشے سے دیکھا تو بلیک کلر کی گاڑی اس کے گاڑی کے پیچھے مسلسل آرہی
 تھی جو اسی فرشتے کی تھی جس نے ان دونوں کو دنیا کی ذلالت سے اور ان درندوں سے بچایا
 تھا..

پر وہ اسکا شکریہ بھی نہیں ادا کر سکی...

گاڑی رامین نے بسمہ کے گھر کے پاس لا کر کھڑی کر دی..
 گاڑی سے اترنے سے پہلے رامین اور بسمہ نے شیشے میں خود کے چہرے کو دیکھا رونے کی وجہ
 سے کاجل آنکھوں پر پھیل چکا تھا خوف سے چہرے پر ہوائیں اوڑھی ہوئی تھی..
 دونوں نے پہلے اپنے حلیے ٹھیک کیے..

رامین نے گاڑی سے اترتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سڑک صاف تھی شاید وہ جا چکا تھا...
 رامین بسمہ کے گھر روک گی کیونکہ اس کے گھر کوئی نہیں تھا بسمہ کی امی اور ابو نے فیملی
 فنکشن پر جانا تھا اور ایان بھی ان کے ساتھ گیا تھا..

اب دونوں بیڈ پر بھیٹی ایک دوسرے کی شکل کی طرف دیکھ رہی تھیں آنکھوں میں بہت سے
 سوال تھے پر زبان بولنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی....

کافی دیر ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد رامین اور بسمہ ایک دوسرے کے گلے لگ کر رو
 پڑیں...

بسمہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو.... رامین نے روتے ہوئے بسمہ کو کہا..

اور رامین تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتی.. بسمہ نے رامین پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا...

جب دونوں نے کافی دیر رو لیا تو پھر ایک دوسرے کو خود سے الگ کیا.. بسمہ میں سوچ بھی نہیں سیکتی تھی کہ ہمارے ساتھ کبھی ایسا ہو گا اس وقت کو سوچ کر میں کانپ جاتی ہوں..

دونوں اب بیڈ پر لیٹے اپنی نظریں چھت پر جمائے بات کر رہی تھیں.. ٹھیک کہا رامین تم نے... تم اپنی گاڑی کا کیا بتاؤ گی گھر میں اور کیا ہم گھر میں بتائیں جو ہوا ہمارے ساتھ.. بسمہ نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

مجھے کچھ سمجھ نہیں ارہی بسمہ تمہیں باباجان کا تو پتہ ہے اگر ان کو پتہ چل گیا تو اس جگہ کی رپورٹ ہو گی اور ہمیں بھی پولیس سٹیشن جانا پڑے گا جس سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے.. اگر ہم نے بتا بھی دیا تو وہ لوگ تو مر چکے ہیں اور پولیس والوں نے یہ کہہ دیا کہ وہاں تو کچھ ہوا ہی نہیں یا قتل کا الزام ہم پر لگ گیا تو کیا ہو گا...

رامین نے خود کو جیل کے اندر پڑا محسوس کیا جب حوالدار دال روٹی لے کر آتیں ہیں.. رامین سٹاپ اٹ کیسا سوچ رہی ہو میں نے نہیں کھانی دال روٹی.. بسمہ نے رامین کو اس کے خیال سے واپس لے کر آئی..

ہاں بسمہ وہ تو مجھے بھی نہیں پسند... رامین نے سوچنے کے انداز سے کہا...

رامین وہ کون تھا؟ اس کو کیسے پتہ چلا کہ ہم مصیبت میں ہیں اور اس کا چہرہ بھی تو نہیں نظر ا رہا تھا..

ہاں وہ ایک شیڈو کی طرح تھا جسکی آنکھیں کسی عقاب کی طرح تھی رامین کو وہ لمحہ یاد آگیا جب شیڈو مین نے مڑ کر رامین کی طرف دیکھا تھا جب وہ زمین پر لاچار لیٹی تھی.. اسکی آنکھوں میں عجیب سا جادو تھا ایک گہرائی تھی.. جسے صحرا ہو.. اور سمندر کی اٹھتی ہوئی لہروں جیسا شور...

اور شکار کو مارنے جیسا جوش...

ٹھیک کہا تم نے رامین وہ ایک شیڈو تھا ہاں وہ ایک شیڈو مین تھا میں کب سے اسکو نام دینے کا سوچ رہی تھی یہ صحیح ہے شیڈو مین.. بسمہ کی آنکھوں کے سامنے شیڈو مین عکس آگیا.. چھ فٹ کا لمبا قد باڈی ایسے جیسے ریسلر rock کو بھی پیچھے چھوڑ دے... بسمہ نے ایک منٹ میں اسکا سکیچ بنا دیا..

رامین کو شیڈو مین کی آنکھیں نہیں بھول رہی تھی جس طرح اس نے رامین کو دیکھا تھا.. بسمہ میں سوچ رہی ہوں کہ امی کو بتا دوں.. رامین کی بات پر جب اسے بسمہ کی طرف سے جواب نہیں ملا تو رامین نے بسمہ کی طرف دیکھا تو بسمہ سو چکی تھی.. ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ رامین نے سائیڈ تبدیل کر لی..

کون ہو تم شیڈو مین..؟.. بسمہ نے ٹھیک نام دیا ہے تمہیں.. رامین جیسے شیڈو مین کے سحر میں اگی ہو...

اور پھر کب وہ بھی نیند کی وادی میں چلی گئی اسے بھی نہیں پتہ چلا...

جبار صاحب نے ٹیرس سے رامین کی گاڑی کھڑی دیکھ لی تھی جو بسمہ کے گھر کے پاس کھڑی تھی.. جبار صاحب نے رضیہ بیگم کو بسمہ کے گھر بھیجا کہ وہ رامین کو گھر لے آئیں..

رضیہ بیگم جب بسمہ کے گھر اس کے کمرے میں گئی تو دونوں سو رہی تھیں.. بسمہ کی امی نے بھی ان دونوں کو جاگنا مناسب نہیں سمجھا اور رضیہ بیگم کچھ دیر بیٹھنے کے بعد گھر واپس آگئی.. یہ پہی بار نہیں ہوا تھا کہ رامین بسمہ کے گھر رات سوئی ہو یا بسمہ رامین کے گھر.. اس لئے رضیہ بیگم نے اگر جبار صاحب کو بتا دیا کہ وہ سو چکی ہیں..

رامین اور بسمہ کا ارادہ ندا کی بارات ہر جانے کا کینسل ہو چکا تھا....

ناشتہ کی ٹیبل پر فرقان سب کی فیملی موجود تھی سوائے وہاج علوی کے..

مجھے کچھ دنوں کے لیے ملک سے باہر جانا ہے کام کے سلسلے میں.. میں سوچ رہا ہوں کہ آپ لوگ بھی کہیں گھوم پھر آؤ.. کیوں میری شہزادی..

فرقان صاحب نے ایشال کے سر پر پیار سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا..

او wow ڈیڈ یہ تو گریٹ آئیڈیا ہے کیوں ارسل بھائی.. ایشال نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں ایشال میں نہیں جاسکتا کیونکہ کہ تایا جان موجود نہیں ہوں گے تو آفس کے کام کو بھی دیکھنا ہے نا..

ارسل نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

نہیں ارسل تم ان لوگوں کے ساتھ جاؤ گے میں نے آفس میں ثاقب نثار صاحب کو کہہ دیا ہے وہ سب دیکھ لیں گے۔ فرقان صاحب نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن تایا جان وہ کچھ میڈنگ ہیں وہ۔۔ ارسل نے حیرت سے فرقان صاحب کی طرف دیکھا۔۔ جو اچانک ایسے پروگرام پر شوکڈ تھا۔۔

میں نے تم سے پوچھا نہیں کہ کیا بنے گا کیا نہیں۔۔ یہ کہا ہے کہ تم ان سب کے ساتھ جا رہے ہو بس بات ختم۔۔ فرقان صاحب نے ارسل کو ڈانٹ دیا۔۔

آپ کیوں ڈانٹ رہے ہیں ارسل نے اپنی طرف سے بھی تو ٹھیک کہا ہے کہ آفس میں کوئی تو ہونا چاہیے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔

تمہینہ بیگم نے ارسل کی حالت دیکھ کر فرقان صاحب کو کہا جو اب ناشتہ سے ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گیا تھا

آپ درمیان میں نا بولیں میں نے جو کہہ دیا وہی ہو گا میں کل صبح نکل رہا ہوں تو آپ لوگ بھی شاپنگ وغیرہ کر لو میں نے ناران کاغان کی بکنگ کروا دی ہے۔۔ فرقان صاحب کے منہ سے ناران کاغان کا نام سن کر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے کہ فرقان صاحب نے جگہ بھی سوچ رکھی ہے اور بھر وہی پرانی جگہ اور بکنگ بھی کروا دی ہے اور ہم سب کو کچھ پتہ نہیں ہے۔۔

پر ڈیڈ ہم نے تو کچھ اور سوچا تھا۔۔ ایشال نے حیرت سے فرقان صاحب کو کہا

بیٹا گرمی بہت ہے تو نارن کاغان ہی ٹھیک ہے چلو ناشتہ ختم کرو اور ارسل بھائی کے ساتھ مارکیٹ جا کر شاپنگ کرو۔۔

فرقان صاحب نے یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دی۔۔ اب کسی میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ گھر کے سب فیصلہ لینے کا حق صرف فرقان صاحب کو تھا۔۔ اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے جو فیصلہ لیا ہو اور وہ غلط ثابت ہوا ہو۔۔ اس لئے کسی کے پاس فرقان صاحب کی بات منانے کے علاوہ اور کو چارہ نہیں ہوتا تھا فرقان صاحب یہ سب کہہ کر ٹیبل سے اٹھ کر چلے گئے۔۔

ارسل بیٹا اپنے تایا جان کی باتوں کا غصہ نا کرنا تمہیں تو پتہ ہے ان کی عادت تھوڑی سخت ہے۔۔ تمہینہ بیگم نے ارسل کو فرقان صاحب کے جانے کے بعد سمجھایا۔۔ نہیں تائی جان ایسی کوئی بات ہے مجھے پتہ ہے آپ پریشان نہ ہوں۔۔ ارسل نے تمہینہ بیگم کو کہا۔۔

تمہینہ بیگم نے ارسل کی اس بات پر ارسل کی طرف پیار سے دیکھا وہ جانتی تھی کہ ارسل اپنے تایا جان کی ہر سخت بات کو بڑے تحمل سے برداشت کر لیتا ہے یہ عادت ارسل کو اپنے ماں باپ کی طرف سے ملی تھی ارسل کے ماں باپ دونوں ہی نیچر کے اچھے تھے خوش اخلاق۔۔ پورے خاندان میں ان کی تعریفیں ہوتی تھی اسی وجہ سے ارسل بھی تحمل مزاج اور برداشت والا تھا۔۔

چلو گریا جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر شاپنگ کرنے جاتے ہیں۔۔ ارسل نے ایشال کو کہا۔۔

جی ارسل بھائی.. ناران کاغان کا سن کر ایشال کا منہ لٹک چکا تھا وہ اس بار کہیں اور جانا چاہتی تھی پر فرقان صاحب نے ہمیشہ کی طرح پھر ان سب کو ناران کاغان بھیج رہے تھے جس کی وجہ آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئی..

کہاں جانے کی تیاریاں ہیں.. وہاں نے گھر میں داخل ہوتے پوچھا..

لو جی ہمارے نواب آگے.. ارسل نے کرسی کو ترچھا کرتے ہوئے وہاں کو کہا..
ارسل تم بھی نا.. وہاں نے ارسل کی طرف دیکھتے کو کہا..

وہاں کہاں ہوتے ہوئی ساری ساری رات اپنا حال دیکھا ہے تم نے دو دن سے تم نے یہ شرٹ تبدیل نہیں کی.. تمہینہ بیگم نے وہاں کی شرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دو دن سے پہنے سے اس پر دھول لگی ہوئی تھی

کہاں ہونا ہے ممی بس دوستوں کے ساتھ تھا اور کون سا میرے گھر نا ہونے سے کام روک جائے گا وہ تو ہمارے ڈیڈ کے نا ہونے کی وجہ سے روک جاتا ہے.. ویسے کہاں ہیں وہ نظر نہیں آرہے آج میں جلدی آگیا ہوں تو وہ نظر نہیں آرہے..

وہاں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا..

وہ آفس چلے گئے ہیں صبح کی فلیٹ سے وہ جارہے ہیں اور ہم سب کو ہمیشہ کی طرح ناران کاغان جانے کا کہہ دیا ہے..

ارسل نے بتاتے ہوئے کہا..

وہاں بھائی میں نے نہیں جانا اس بار.. ایشال نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا..

اہوہووو.. میری گریا نے نہیں جانا کیا.. چلو ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس بار چلے جاتے ہیں اور جب ہم واپس آئیں گے تو میں آپ کو آپکی پسند کی جگہ پر لے چلو گا.. پکا...

سچ میں وہاج بھائی.. ایشال نے خوشی سے کہا..

جی میری جان.. پکا.. وہاج نے ایشال کے گال کو چومتے ہوئے کہا..

چلیں پھر ہمارے ساتھ مارکیٹ چلیں.. میں تیار ہو کر آتی ہو..

ایشال یہ کہہ کر اٹھ کر چلی گئی..

ہیں.. کیا... روکو روکو ایشال.. وہاج کو توقع نہیں تھی کہ ایشال اسے مارکیٹ کا بھی کہہ دے گی..

نو آکسیوز وہاج بھائی.. ایشال آواز لگا کر روم میں چلی..

لو جی یہ تو میں پھنس گیا... وہاج نے اپنی ممی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

تمہینہ بیگم نے بھی سر ہلا دیا.. ارسل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی..

رامین بیٹا تمہاری گاڑی کا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے میں صبح واک کے لیے نکالا تھا تب دیکھا..

جبار صاحب نے ناشتہ کرتے ہوئے رامین کو کہا..

جبار صاحب کی بات سن کر رامین کا نوالہ گلے میں پھنس گیا اسے سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ

سچ بتائے یا چھپالے آج تک اس نے کبھی اپنے بابا جان سے کچھ نہیں چھپا تھا.. پر اس بار

اسے یہ کرنا پڑ رہا تھا خود کے لیے نہیں بلکہ اپنے بابا جان کے لیے کیونکہ یہ خبر اگر نیوز میں

آجائے گی تو جرنیل جبار صاحب کو بہت سے سوالات کے جوابات دینے پڑ جائے گے میڈیا کے سامنے.. اس لئے رامین نے بات کو چھپانا بہتر سمجھا..

وہ بابا جان کل مہندی میں کسی نے توڑ دیا تھا شاید کوئی چیز ٹکرانے سے.. میں نے ندا اور اس کے گھر والوں کو کہا تھا تھوڑی بحث بھی ہو گی تھی.. پھر ہم وہاں سے نکل آئے..

رامین نے اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے جبار صاحب کو بتایا..

تو کیا آج تم لوگ بارات پر نہیں جاؤ گے رضیہ بیگم نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں امی بس اسی بحث کی وجہ سے نہیں جائے گے.. رامین نے برا سامنہ بنایا جسے اسے بہت دکھ ہوا ہے کہ وہ بارات پر نہیں جا سکتی..

بیٹا ایسے بڑوں سے بحث نہیں کرتے اسکی شادی تھی اگنور کرنا تھا.. اور اب دیکھو تمہاری آنکھیں بھی کتنی سوچی ہوئی ہیں لگتا ہے تم نے کافی ٹینشن لی ہے جبار صاحب نے رامین کی طرف دیکھا رونے کی وجہ سے رامین کی آنکھوں میں سرخ لائٹز پڑ گئی تھی..

رامین نے فوراً اپنی آنکھوں کو مسلنا شروع کر دیا..

اچھا بس کرو رامین اس سے آنکھیں اور سرخ ہو جائیں گی رامین کی امی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا..

اچھا میں رات کو بسمہ کے گھر آئی تھی تم دونوں سو رہی تھیں تو میں کچھ دیر بسمہ کی امی کے پاس بیٹھ گئی.. بسمہ کی امی بتا رہی تھی کہ وہ چھٹیوں پر کہیں گھومنے کو پروگرام بنا رہے ہیں تو

ہم سے بھی پوچھا ہے ساتھ چلنے کا میں نے اس لیے ابھی ہاں نہیں کی پہلے تم سے پوچھ لو۔
رضیہ بیگم نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ امی میں... رامین کہتے کہتے روک گی۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے تم بسمہ سے پوچھنا چاہ رہی ہو تو پوچھ لو پھر بتا دینا۔

رضیہ بیگم کو پتہ تھا کہ رامین بسمہ سے ہو چھے بغیر ہاں نہیں کرے گی۔

لیکن اب بات کچھ اور تھی وہ اس بار جانا نہیں چاہ رہی تھی کل رات ہونے والے واقعہ سے وہ ڈر گی تھی وہ بس اب گھر میں ہی رہنا چاہتی تھی۔

جبار صاحب اخبار پر نظر جمائے رامین کی باتیں سن رہے تھے۔

رامین تم ہم سے کچھ چچھا تو نہیں رہی۔۔۔ جبار صاحب نے رامین سے ایسے اچانک پوچھا جیسے کل کے واقعہ کا علم جبار صاحب کو ہو۔

نن۔۔۔ نن... نہیں تو بابا جان۔۔۔ رامین کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

ہمممم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ جبار صاحب نے اخبار پر نظریں جمائے ہی جواب دیا۔۔۔

بابا جان نے جیسے پوچھا تو میں گھبرا گئی تھی مجھے تو ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ان کو سب معلوم ہو چکا ہے۔

رامین بسمہ کے پاس بیٹھی سب بتا رہی تھی۔

مجھے تو جیسے امی نے کہا جانے کا تو میں نے ہاں کر دی اس طرح کچھ وقت ہم ریلیکس ہو سکے گے۔۔ بسمہ نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

کیا تم نے ہاں کر دی۔۔ رامین نے حیرت سے دیکھا۔۔

ہاں تو اور کیا۔۔ تمہارا کہنے کا کیا مطلب ہے کہ تم نہیں جا رہی کیا۔ رامین اگر تم نے انکار کیا نا تو میں تمہاری جان نکال دوں گی۔۔ بسمہ نے رامین کا بازو مرڑتے ہوئے کہا۔۔

اففف۔۔ بسمہ میرا بازو چھوڑو۔۔ رامین درد سے چلائی۔۔

پہلے ہاں بولو پھر چھوڑوں گی۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔۔ اب چھوڑ دے میری ماں۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔ رامین اور بسمہ کی امی نے کمرے کے اندر آتے ہوئے کہا۔۔

بسمہ نے فوراً رامین کا بازو چھوڑ دیا۔۔ وہ امی ہم بس ایسے ہی۔۔

بسمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

اچھا ہم لوگ مارکیٹ تک جا رہے ہیں تم لوگوں نے جانا ہے کیا۔۔

بسمہ کی امی نے دونوں کو کہا

ہاں ہاں کیوں نہیں امی جان ہم چلیں گے بسمہ نے فوراً ہاں کر دی۔۔

رامین نے آنکھیں پھاڑ کر بسمہ کی طرف دیکھا۔۔

چلو ٹھیک ہے اجاؤ ہم باہر تمہارا انتظار کر رہے ہیں جلدی سے اجاؤ۔۔ رامین کی امی نے کہا اور وہاں سے دونوں چلی گئیں۔

کیا.. کیا دیکھ رہی ہو میری طرف.. بسمہ نے رامین کو کہا جو غصے سے بسمہ کی طرف دیکھ رہی تھی..

یار بسمہ مجھ سے پوچھ تو لیا کر... رامین نے برا سامنہ بنا کر کہا..
ارے چل نا اس طرح تیرا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا.. بسمہ نے رامین کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے کہا..

اوکے... اٹھ رہی ہوں.. رامین برا سامنہ لے کر اٹھ گی. کیونکہ رامین کے لیے اب باہر ایک قدم بھی نکالنا کسی دریا کو پار کرنے کے برابر تھا...

رامین اور بسمہ اپنی اپنی امی کے ساتھ مارکیٹ میں موجود تھی رامین نے کچھ خاص شاپنگ نہیں کی وہ کپڑوں کو دیکھتے دیکھتے ایک شاپ پر روک گی رامین کو ایسا لگا جیسے کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے اسے اپنے پیچھے ایک سایہ نظر آیا.. رامین نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا.. رامین کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھی.. وہ گھبرا کر جلدی سے بسمہ کی طرف چلی گی جو ایک واچ شاپ پر کھڑی تھی..

رامین یہ دیکھو کتنی پیاری واچ ہے.. بسمہ نے رامین کو ایک واچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا..

ہممم ہاں ہے تو اچھی... رامین نے شیشے میں سجی ہوئی واچ کی طرف دیکھا وہ واقعی بہت خوبصورت تھی اور رامین کو واچ کا بہت شوق تھا اس کے پاس واچ کی بہت کولیکشن پڑی تھی.. رامین سب بھول کر جلدی سے شاپ کے اندر گی..

یہ جو باہر ڈسپلے پر واچ لگی ہے یہ دکھائے گا۔ رامین نے شاپ والے کو کہا اور اس نے واچ لا کر دکھائی۔۔ رامین نے اپنے کلائی پر واچ باندھی تو واچ کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہو گیا۔۔ رامین یہ تو بہت اچھی لگ رہی ہے بسمہ نے رامین کی کلائی میں واچ کو دیکھ کر کہا۔۔ بھائی اس کے کیا پرائز ہیں۔۔؟ رامین نے شاپ والے سے پوچھا۔

میڈم اس کے پرائز پچاسی ہزار ہے۔۔

اوپسس۔۔۔ بس بسمہ قیمت کا سن کر دھنگ رہ گئی۔۔

رامین نے واچ شاپ والے کو واپس کی اور باہر آگئی۔۔

جب میری سالگرہ آئی گی تب بابا جان کو کہہ کر یہ واچ لو گی تب تک تم میری امانت ہو میری واچ۔۔ رامین نے شاپ سے نکلتے ہوئے کہا۔۔

یہ ٹھیک ہے رامین واچ ہے بھی اچھی۔۔ بسمہ باتیں کرتے ہوئے مال کے باہر آگئیں۔۔

لگے دن سب نے نکلنا تھا بسمہ صبح صبح رامین کے گھر اچکی تھی سب جانے کے لیے تیاریاں کر رہے تھے سب کا چترال جانے کا پروگرام تھا اس لیے وہاں کے موسم کے حساب سے پکنگ کی جا رہی تھی

چوکیدار نے آکر رامین کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔۔

رامین نے دروازہ کھولا۔۔

جی انکل عامر کیا ہوا ہے رامین نے چوکیدار سے پوچھا۔۔

رامین بی بی یہ پارسل آپ کے لیے آیا ہے.. چوکیدار نے ایک پیکٹ رامین کی طرف کیا..
 پر میں نے تو کچھ نہیں منگوا یا.. رامین نے پارسل کی طرف دیکھتے ہو کہا جو ایک چھوٹے سے
 بکس میں پیک تھا..

بسمہ بھی یہ سن کر رامین کے پاس آکر کھڑی ہو گی..
 بسمہ تم نے تو کوئی آرڈر نہیں دیا کیا..
 رامین نے بسمہ کی طرف دیکھا..

نہیں تو میں نے بھی نہیں دیا بسمہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا..
 ٹھیک ہے آپ جائیں میں دیکھ لیتی ہوں.. رامین نے چوکیدار کو کہا اور دروازہ بند کر کے اندر آکر
 بیڈ پر بیٹھ گی بسمہ بھی پاس آکر بیٹھ گی..

رامین اس پر تو تمہارا نام لکھا ہے بسمہ نے بکس کے اوپر لگی چیٹ پر پڑھ کر کہا..
 ہاں لکھا تو میرا نام ہے رامین نے پیکٹ کو الٹا سیدھا کر کے دیکھا..
 چلو کھولو کیا ہے اس کے اندر.. بسمہ نے رامین کو کہا..

رامین نے پیکٹ کھولا تو اس کے اندر ایک بکس تھا جس کے اوپر ایک کاغذ پر لکھا نوٹ تھا..
 رامین نے جلدی سے کاغذ کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا..

امید کرتا ہوں کہ اس رات کے بعد آپکو مزید کوئی پریشانی نہیں ہوئی ہو گی. آپ نے تو شکریہ
 نہیں بولا تو میں نے سوچا آپ کے بچ جانے پر اپنی طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ بھیج دوں ویسے

تو یہ آپ کی شایانِ شان نہیں ہے پر اپکو غریب کا یہ چھوٹا سا تحفہ پسند ضرور آئے گا بریکٹ میں ایم ذیڈ لکھا تھا..

کیا.. یہ ایم ذیڈ کون ہے اور اس کو اس رات کا کیسے پتہ..

رامین اور بسمہ کے منہ سے ایک وقت میں یہ بات نکلی..

کہیں یہ شیڈو مین تو نہیں ہے لیکن وہ ہمیں کیسے جانتا ہے۔ بسمہ نے رامین کو کہا جو بکس کی طرف بڑھے غور سے دیکھ رہی تھی..

بسمہ یہ دیکھو.. رامین نے بکس بسمہ کی طرف کیا جس کے اندر وہی واچ تھی جو رامین کل مال میں چھوڑ کر آئی تھی..

واچ کو دیکھ کر بسمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.. رامین کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی..

اس کا مطلب رامین وہ کل مال میں ہمارے پیچھے تھا..

رامین کو کل اپنے پیچھے آتے ہوئے سایہ یاد آگیا

اس کا مطلب یہ وہاں تھا اس کو پتہ تھا بسمہ ہم وہاں جا رہے ہیں..

اور یہ شیڈو مین ہی ہے اس لیے تو اس نے یہ لکھا ہے کہ اپ نے شکریہ ادا نہیں کیا..

رامین نے بسمہ کو پریشانی میں کہا..

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی

رامین اور بسمہ نے جلدی سے بکس کو چھپا لیا..

لڑکیوں تم لوگ ابھی تیار نہیں ہوئی کیا رامین کی امی نے اندر آتے ہوئے کہا..

جی جی امی ہم بس تیار ہیں ارہے ہیں..
 راسین نے بکس کو تکیہ کے نیچے رکھتے ہوئے کہا..
 چلو جلدی آو..

راسین کی امی یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلی گی..
 راسین اور بسمہ ایک دوسرے کے منہ کو دیکھ رہی تھیں کہ یہ ہو کیا رہا ہے..

کہاں ہے وہ خبیث.. میجر زارون نے آتے ہی پوچھا..
 جس نے غداری کی تھی وہ پکڑا گیا تھا وہ آرمی سٹاف کا ایک جونیئر آفیسر فیاض تھا جس نے کچھ
 دن پہلے کی جوائن کیا تھا اس کی اطلاع ملتے ہی میجر زارون ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے تھے..
 ایک ٹانگ کرسی پر رکھتے ہوئے میجر زارون نے غدار فیاض کا گلا دباتے ہوئے اس سے پوچھا
 بولو تم نے کس کو ساری معلومات دی کون ہے تمہارا باس..
 میجر زارون کی گرفت اسکی گردن پر مضبوط ہوتی جا رہی تھی..
 غدار فیاض نے شیطانی مسکراہٹ سے میجر زارون کی طرف دیکھا..
 تم اسے نہیں پکڑ سکتے کوئی مائی کا لال بھی اسے نہیں پکڑ سکتا...
 غدار فیاض کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی میجر زارون نے زور کا تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا...
 مائی کے لال کا تو پتہ نہیں پر ابھی تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ بتائے گا... اور تب تمہیں
 اپنی مائی یاد آئے گی..

حمزہ آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں اس سے اس کو اتنا پیار دو کہ یہ خود سب کچھ بول دے..
 میجر زارون نے جاتے ہوئے حمزہ کو کہا..
 جی سر... حمزہ نے سیلوٹ مارتے ہوئے کہا..
 میں کمرے میں ہوں جلد ہی مجھے بتاؤ..
 میجر زارون اپنے کمرے کی طرف چلا گیا..
 کچھ ہی دیر میں حمزہ نے اگر اطلاع دی کہ اس غدار نے بول دیا ہے سب..
 میجر زارون جلدی سے اس کے پاس گئے..
 کمال کا پیار دیا ہے تم نے حمزہ.. غدار کی حالت دیکھ کر میجر زارون نے کہا..
 جو بمشکل بولنے کے قابل تھا..
 چلو اب بتاؤ کون ہے وہ جس کے لیے تم کام کرتے ہو.. میجر زارون نے کرسی آگے کر کے
 اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا..
 بولو... حمزہ نے گرم پانی اس کے سر پر ڈالتے ہوئے کہا..
 بتاتا ہوں... بتاتا ہوں... غدار فیاض گرم پانی کی تنیش سے چلا اٹھا..
 وہ... وہ... لیری... لیری... لیری بلیک ہے...
 لیری بلیک کا نام سنتے ہی میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھا..
 آگے بولو... حمزہ نے غدار فیاض کے بالوں کو پیچھے سے کھینچتے ہوئے کہا..
 وہ اب پہاڑوں سے مال نہیں لے کر آئے گا اسکو پتہ ہے کہ آپ سب پہاڑوں پر موجود ہیں..

اب وہ کس رستے سے آئے گا.. میجر زارون نے پوچھا..

یہ مجھے نہیں پتہ جو مجھے پتہ تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا.. غدار فیاض نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا.. گرم پانی کی تپش اس کے دماغ کو جلا رہی تھی.. مسلسل گرم پانی پڑنے سے اس کے چہرے پر دانے بن گئے تھے اور جلد جھلس گئی تھی..

صحیح کہا تم نے پر تم ہی بتاؤ گے کہ وہ اب کس رستے سے جائے گا وہ.. میجر زارون نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو آنکھیں بند کیے سر لٹکائے بیٹھا تھا..

اگے سے جواب نا آنے ہر میجر زارون نے اسے کے جھلسے ہوئے چہرے پر تھپڑ دے مارا..

غدار فیاض درد سے چیخ اٹھا..

اور ساتھ ہی اسکی آنکھیں کھول گئی..

.. حمزہ فون دو...

میجر زارون نے کمانڈر حمزہ سے فون لیا..

نمبر بتاؤ اس کا اور اس سے پوچھو کہ کون سے رستے سے مال لے کر آیا ہے... اگر کوئی غلطی کی تو وہ سامنے جلتی ہوئی آگ میں پھنک دوں گا

میجر زارون نے غدار فیاض کے سامنے فون رکھتے ہوئے کہا..

اٹھاؤ فون اور کرو یا یہ گرم پانی ڈالو تم پر حمزہ نے گرم پانی کا جگ اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا..

غدار فیاض نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے فون اٹھایا اور کال ملا دی فون کا سپیکر آن تھا..

کال جاتے ہی کسی بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی جس کو سن کر میجر زارون ایک لمحے کے لیے چونک گئے...

ہاں فیاض بولو.. کیا خبر ہے.. لیری بلیک نے کہا
سمر سب کنٹرول میں ہے آپ فکر نہ کریں آپ آرام سے اپنا مال لے کر اسکتے وہ لوگ سب
پہاڑوں پر ہی ہیں.. آپ اب کس رستے سے آئیں گے..

غدار فیاض نے میجر زارون کے اشارے پر دوسری طرف موجود لیری بلیک سے پوچھا..
کیوں تم یہ کیوں ہوچھ رہے ہو...؟؟ دوسری جانب جواب آیا..

وہ سمر اس لیے کہ جہاں سے آپ مال لے کر جا رہے ہیں وہ جگہ اگر مجھے معلوم ہو تو میں وہاں
کا بھی جائزہ لے لو وہاں کوئی مشہور کل آئی تو میں آپ کو بتا سکوں.. غدار فیاض نے تھوک کو نکلتے
ہوئے کہا..

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو.. ہم اب سمندری رستے سے جائیں گے اور کراچی کی بندرگاہ میں ہمارا
مال اترے گا..

اوکے سمر میں وہاں کی رپورٹ لے لو گا اگر میری کال نا آئے تو مجھ جائے گا سب ٹھیک
ہے..

یہ کہہ کر غدار فیاض نے کال بند کر دی..

لیری... لیری.... میجر زارون نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا..
حمزہ اسکو لے جاؤ اور ہاں کسی کو پتہ نا چلے کہ یہ ہمارے پاس ہے..

اوکے سر... حمزہ نے سیلوٹ مارتے ہوئے کہا..
 میجر زارون وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا..
 مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ یہ آواز میں نے سنی ہے میجر زارون کرسی پر بیٹھے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے سوچ رہا تھا..

کس کی ہو سکتی ہے یہ آواز سنی سنی لگ رہی ہے..
 سر... حمزہ کے آنے پر میجر زارون نے چونک کر دیکھا..
 ہاں حمزہ بولو.. کام ہو گیا کیا.. میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
 جی سر آپ کے کہنے کے مطابق سامان پہنچ گیا ہے..
 کس سامان کی بات کر رہے ہو.. حمزہ.. میجر زارون نے آنکھوں کو سکڑتے ہوئے کہا..
 سر.. وہی جو آپ نے کہا تھا...

اوپر اچھا ٹھیک ہے حمزہ کرسی نے دیکھا تو نہیں تمہیں کیا.. میجر زارون کے چہرے پر ساتھ ہی مسکراہٹ آگئی..

نہیں سر... حمزہ نے جواب دیا..

اچھا اب یہ سر سر کہنا بند کرو اور آکر بیٹھو یہاں پر.. اب یہاں پر میں اور تم ہی ہیں.. اور ہم دوست بھی ہیں یہ شاید تم بھول رہے ہو.. میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
 جی سر... حمزہ نے سیلوٹ مارتے ہوئے میجر زارون کو جواب دیا..

میجر زارون حمزہ کی اس بات ہر ہنس پڑا اور حمزہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی..

تم... تم یہاں کیا کر رہے ہو سچ سچ بتاؤ تم میرا پیچھا کر رہے ہو نا..
 نہیں.. نہیں میں تمہارے پیچھے نہیں آیا.. اور پلیز مجھ سے سو فٹ دور رہو..
 ارسل نے بسمہ کو دیکھتے ہی دو قدم پیچھے ہٹ گیا.. اس بار بسمہ کے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کی
 بجائے چائے تھی..

شرافت سے بتا دو کون ہو تم اور کب سے ہمارا پیچھا کر رہے ہو.. بسمہ نے ارسل کی طرف قدم
 بڑھاتے ہوئے کہا..

ارسل کبھی بسمہ کی طرف دیکھتا تو کبھی اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چائے کو.. بسمہ قدم
 بڑھاتے ہوئے ارسل کے قریب ہوتی جا رہی تھی..

آنکھوں کو سکڑتے ہوئے دانتوں کو چباتے ہوئے وہ کسے ایجنٹ کی طرح ری ایکٹ کر رہی
 تھی..

دیکھیں بی بی میں آپ کو جانتا نہیں ہوں اور آپ اس طرح میرے قریب نہ آئیں..
 بسمہ قدم بڑھاتے ہوئے ارسل کے اتنے قریب آگئی تھی کہ ارسل کو دور رہنے کے لیے پیچھے کی
 طرف جھکنا پڑا..

سچ سچ بتاؤ کراچی میں مال میں تم تھے نا ہمارے پیچھے.. بسمہ نے چائے کا کپ ارسل کے اوپر
 رکھتے ہوئے کہا..

پلیز آپ یہ کیپ تو پیچھے کریں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے.. میں کسے بھی مال میں نہیں تھا۔

جبار صاحب نے چترال جانے سے پہلے دو دن کے لیے ناران کاغان میں روک گئے تھے.. بسمہ کی ملاقات ارسل سے ایک کافی شاپ پر ہو گی جہاں وہ کافی پینے آیا تھا.. او ہیلو یہ بی بی کس کو کہا تم نے... بسمہ بی بی کے نام سے تپ گی ایم سوری مس.. ارسل نے جواباً کہا..

ہاں یہ ٹھیک ہے.. بسمہ نے اپنے قدم ارسل سے پیچھے کر لیے.. اففف شکر ہے.. ارسل نے خود کو سیدھا کرتے ہوئے کہا..

ویسے یہ مس کا مطلب بھی بی بی ہی ہوتا ہے ارسل نے ترچھی نگاہ سے بسمہ کی طرف دیکھا.. بات کو ٹالو نہیں مجھے صاف صاف بتاؤ کہ اس دن مال میں تم ہمارا پیچھا کر رہے تھے کیا..؟ بسمہ کے دوبارہ پوچھنے پر ارسل تھوڑا کنفیوز ہو گیا..

دیکھیں آپ مجھ پر غلط الزام لگا رہی ہیں.. اور میں آپ کی باتوں کو برداشت کر رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے آپ جو مرضی کہتی چلی جائیں.. ارسل نے اپنی گھبراہٹ کو دور کرتے ہوئے کہا..

ہمممم.. اوکے اوکے ٹھیک ہے... پر تم یہاں کیا کر رہے ہو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں ہوں.. بسمہ مسلسل ارسل پر سوالات کی بوچھاڑ کر رہی تھی..

تم عقل سے بھی اور شکل سے بھی پاگل ہو.. ارسل بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا..

ارے روکو تم ایسے کیسے جا سکتے ہو میری بات کا جواب دو پہلے.. بسمہ نے ارسل کو پیچھے سے آواز لگائی..

پہلے جا کر منہ دھو کر آؤ پھر جواب دوں گا.. ارسل نے مڑ کر بسمہ کو کہا
واٹ... بسمہ کا منہ کھولے کا کھلا رہ گیا..

ارسل اپنی اس دن کی بے عزتی کا بدلہ لے چکا تھا اب وہ بڑے ریلیکس ہو کر ہوٹل کی طرف جا رہا تھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی..
ہوٹل کے گیٹ پر پہنچتے ہی ارسل نے اپنے پیچھے کسی کے چلنے کی آواز سنی.. ارسل نے مڑ کر دیکھا تو فرقان صاحب پیچھے کھڑے تھے..

تایا جان آپ.. ارسل کی حیرت کی انتہا نہیں تھی.. آپ کب آئے.
ارسل نے فرقان صاحب کے ہاتھوں سے بیگ لیتے ہوئے کہا..

میں آپ لوگوں کے ساتھ ہی تھا.. میں نے ایشال کی باتیں سن لی تھی جو وہ تم سے کہہ رہی تھی اس لیے میں نے اپنا ٹور کینسل کر دیا.. کیوں کہ مجھے اپنے بچوں کی خوشیاں زیادہ عزیز ہیں..

فرقان صاحب نے ارسل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.. اور ساتھ ہی ہوٹل کے گیٹ کے اندر داخل ہو گئے..

فرقان صاحب نے آفس جانے سے پہلے ایشال کی باتیں سن لی تھی جب وہ ارسل سے کہہ رہی تھی کہ ہم ہر سال یہاں ہی جاتے ہیں وہ کوئی بات نہیں لیکن ڈیڈ کو بھی تو ہمارے ساتھ ہونا چاہیے وہ ہمیشہ اپنے کاموں میں ہی مصروف رہتے ہیں۔۔

ارسل نے ایشال کو تو سمجھا دیا تھا لیکن تب ایشال کی اس بات کا فرقان صاحب پر بہت اثر ہوا تھا اس لیے وہ اپنا ٹور کینسل کر کے اپنی فیملی کے پاس آگے تھے۔۔

تایا جان ایشال بہت خوش ہو گی جب آپ کو دیکھے گی۔۔

ارسل نے فرقان صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ہاں میں جانتا ہوں اس لیے تو آیا ہوں صرف اپنی بیٹی کے لئے۔۔ فرقان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔

سب ہوٹل کے گارڈن میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔

جب ارسل آیا۔۔

ایشال تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔ ارسل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

سچ میں کیا ارسل بھائی۔۔ ایشال نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔

ہاں بھی ہمیں بھی بتاؤ یہاں کون سا سرپرائز ہے۔۔ وہاں نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

آپ لوگ خود ہی دیکھ لو۔۔ ارسل نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا جہاں فرقان صاحب آرہے تھے۔۔

ایشال کے منہ سے تو خوشی سے چیخ نکل گی.. ڈیڈ آپ.. وہ بھاگی اور جاکر فرقان صاحب کے گلے لگ گی..

جی میری بیٹی... آپ بات کریں اور آپ کے ڈیڈ پوری نا کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے.. فرقان صاحب نے ایشال کو گلے لگاتے ہوئے کہا

وہاج کا بھی منہ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ بھی اپنے ڈیڈ کو اس طرح دیکھ کر حیران تھا کہ اسے اچھے سے یاد تھا کہ کوئی آٹھ سال پہلے وہ اس طرح ایک پوری فیملی کے ساتھ باہر گھومنے آئے تھے..

فرقان صاحب کی اس طرح آنے پر سب بہت خوش تھے...

چلو میں اب زرا فریش ہو جاؤں پھر ہم سب کھانا کھانے باہر جائیں گے..

اوکے ڈیڈ... ایشال کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا..

ارے واہ آج ہمارے ڈیڈ کو کیا ہوا ہے.. زرا میں اس دن کو اپنے موبائل میں تو سیف کر لو..

وہاج نے موبائل نکالتے ہوئے کہا..

ہاں ہاں نوٹ کر لو.. وہاج ایسے موقع کم نظر آتے ہیں.. ارسل نے وہاج کی کرسی کے بازو پر

بیٹھتے ہوئے کہا..

تم دونوں باز نہیں آؤ گے شیطان ہو پورے کے پورے

تمہینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا..

آج کافی عرصے بعد سید فرقان علوی کی فیملی ایک ساتھ ٹائم گزار رہی تھی۔ اج سب بہت خوش تھے اور کیوں نا ہوتے باپ جیسی ہستی کا پاس ہونا اور اسکا احساس اولاد کے لیے ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے..

فرقان صاحب نے ہوٹل کے کمرے میں جا کر باہر کی کھڑکی سے سب دیکھ رہے تھے سب کو ایسے ہنستا دیکھ کر فرقان صاحب کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی.. ساتھ ہی فرقان صاحب کے موبائل فون کی گھنٹی بجی فرقان صاحب نے موبائل اٹھایا تو کسی نامعلوم نمبر سے کال آرہی تھی..

ہیلو.. فرقان صاحب نے فون اٹھاتے ہوئے کہا..

آپ آئے نہیں اس بار.. دوسری جانب کسی خاتون کی آواز تھی..

تم..... فرقان صاحب نے فوراً کھڑکی سے باہر دیکھا.. سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے.. تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ مجھے کال نا کیا کرو جب میں خود کال کر لیتا ہوں تو تمہیں کیا ضرورت ہے کال کرنے کی..

فرقان صاحب اس عورت سے غصے سے بات کر رہے تھے..

میں نے تو بس اس لیے پوچھا کہ آپ پورے سال میں ایک بار آتے ہیں تو اس بار نہیں آئے تو میں پریشان ہو گی تھی.. اب کہ بار اس عورت نے سہمی ہوئی آواز میں کہا..

اس دفعہ میرے بچوں کو میری زیادہ ضرورت تھی اس لیے نہیں اسکا.. فرقان صاحب نے اب اپنا لہجہ نرم کر لیا تھا..

یہاں بھی آپکی ضرورت رہتی ہے.. اس عورت کی آواز میں کیکپاہٹ تھی جیسے وہ ابھی رو پڑے گی..

تمہاری ہر ضرورت کا خیال تو رکھا ہے میں نے اور تمہیں کیا چاہے.. فرقان صاحب جو نرم لہجے میں بات کر رہے تھے اس عورت کی یہ بات سن کر غصے میں آگے..

فرقان صاحب کی اس بات پر دوسری جانب خاموشی ہو گئی اور ساتھ ہی سیکیوں کی آواز آنے لگ گئی..

اچھا اب چپ کر جاؤ تمہیں پتہ ہے مجھے رونے والی عورتیں بالکل بھی پسند نہیں ہیں.. فرقان صاحب نے فون کان کے ساتھ لگائے پریشانی میں ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

میں آؤں گا... ابھی نہیں اسکا تو کچھ دن تک ضرور اجاؤ گا اب تم نہیں سمجھو گی اس بات کو تو اور کون سمجھے گا...

فرقان صاحب نے اس عورت کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا..

اب میں فون رکھ رہا ہوں اور میں خود ہی تمہیں فون کروں گا اوکے اپنا خیال رکھنا..

یہ کہہ کر فرقان صاحب نے فون بند کر دیا اور ساتھ ہی گہری سانس لی..

خود کو نارمل کرتے ہوئے فرقان صاحب اٹھے اور شاور لینے چلے گئے...

رامین شال اوڑھے جھیل کے پاس کھڑی موسیم کی ٹھنڈک کو محسوس کر رہی تھی جھیل سیف الملوک میں ایک جادو تھا جو بھی اسکو دیکھتا اس کے سحر میں گرفتار ہو جاتا..

کیا واقعی یہاں پر پریاں ہوتی ہیں.. رامین نے خود سے سوچتے ہوئے کہا..
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے زمین کتنی خوبصورت بنائی ہے کہیں سمندر ہیں تو کہیں پہاڑ.. کہیں
 باغات ہیں تو کہیں جھیلیں..

رامین جھیل سیف الملوک کی خوبصورتی میں کھوئی ہوئی تھی جب اس کے کانوں میں آواز پڑی..
 کوئی بھی خوبصورت چیز آپکی خوبصورتی کا مقابلہ نہیں کر سکتی چاہیے وہ جھیل ہو یا جنت کا کوئی
 باغ...

رامین نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسکو اپنے سامنے ایک عکس دکھائی دیا..
 وہی قد وہی حیلہ.. وہی عقاب جیسی آنکھیں... منہ کو چھپائے اس کا عکس صاف شیڈو مین کی
 طرف اشارہ کر رہا تھا..

کون ہو تم..

باہر کیوں نہیں آتے..

کیا چاہتے ہو مجھ سے..

رامین شیڈو مین کے عکس کو دیکھ کر بول پڑی..

میں نے کیا بگڑا ہے تمہارا کیوں مجھے تنگ کر رہے ہو..

رامین مسلسل بولے جا رہی تھی..

اچانک رامین کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا.. رامین کی تو جیسے جان نکل گئی اس کا دل اتنی

تیزی سے دھڑکنے لگا جیسے دل اچھل کر حلق میں اٹک گیا ہو..

راہین کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھ سکے.. اس نے آنکھیں بند کر لی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کی گرفت میں لے لیا..

راہین کیا ہوا ہے کس سے بات کر رہی تھی..

راہین کے کانوں میں بسمہ کی آواز پڑی..

راہین نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو بسمہ کھڑی تھی.. بسمہ تم ہو تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہے..
راہین نے بسمہ کو دیکھتے ہی گہرا سانس لیا..

لیکن تم باتیں کس سے کر رہی تھی بسمہ نے راہین کے پیچھے دیکھا تو وہاں جگہ صاف تھی کوئی بھی نہیں تھا..

بسمہ وہ شیڈو مین یہاں بھی آگیا ہے میں نے خواہ سے یہاں دیکھا ہے.. راہین نے گھبراتے ہوئے بسمہ کو کہا..

ریلیکس راہین ریلیکس... یہاں کوئی بھی نہیں وہ دیکھو بسمہ نے راہین کے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مجھے یہاں آئے دس منٹ ہو گئے ہیں میں تمہیں ہی دیکھ رہی تھی کہ تم کس سے بات کر رہی ہو تمہارے سامنے کوئی بھی نہیں تھا جیسے اب بھی کوئی نہیں ہے.. جب تم نے چلانا شروع کیا تب میں نے تمہیں روکا..

بسمہ کب سے راہین کو دیکھ رہی تھی جو اپنے دماغ میں شیڈو مین کا سوچ کر اسے اپنے سامنے ہی محسوس کر رہی تھی..

تم سچ کہہ رہی ہو بسمہ کیا یہاں کوئی نہیں تھا کیا.. رامین نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

ہاں رامین یہاں کوئی نہیں تھا یہ سب تمہارا وہم ہے تم جتنا اس کے بارے میں سوچو گی وہ تمہیں اتنا ہی ڈرائے گا.. اب اس کے بارے میں سوچنا بند کرو اور چلو سب کھانے میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں..

بسمہ نے رامین کا ہاتھ پکڑا اور ہوٹل کی طرف لے گی.. رامین جاتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی اسے اب بھی ایسا ہی لگ رہا تھا کہ شیڈو مین اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہے..
پر یہ رامین کا وہم تھا کیونکہ کہ وہ شیڈو مین کی جادوئی سحر میں گرفتار ہو چکی تھی.. یا واقعی وہاں شیڈو مین موجود تھا..

کل صبح ہی ہم چترال کے لیے نکل جائیں گے.. جبار صاحب ٹیبل پر بیٹھے بسمہ کے ابو کو کہا..
رامین نے حیرت سے بسمہ کی طرف دیکھا.. ان کو ناراض کاغان آئے ابھی ایک دن ہی ہوا تھا..
کیوں بابا جان ابھی تو ایک دن ہی ہوا ہے.. رامین نے جبار صاحب کو کہا..

رامین بیٹا.. مجھے آرمی چیف کی طرف سے پیغام ملا ہے گارڈ آف آنرز کی تقریب ہو رہی ہے اسی سلسلے میں بات چیت کرنی ہے اس لیے ہمیں اپنا ٹور جلدی ختم کرنا ہے.. جبار صاحب نے سب کو بتاتے ہوئے کہا..

تو ٹھیک ہے نا انکل ہم بس یہی روک جاتے ہیں کچھ دن اور آگے نہیں جاتے ایسے سفر سے بھی تھک جائیں گے.. بسمہ نے اپنے ابو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اشارہ کیا کہ وہ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا کر جبار صاحب کو کہیں..

یہ بھی ٹھیک کہا بسمہ نے آئیڈیا برا نہیں ہے کیوں جبار صاحب.. بسمہ کے ابو نے جبار صاحب کو کہا..

اگر آپ سب کا یہی ارادہ ہے تو مجھے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے. جبار صاحب نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا

راہین اور بسمہ اسی بات پر خوش ہو گئی..

راہین اور بسمہ کی یہ فیورٹ جگہ تھی اس لیے ان کی کوشش تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ دن یہاں روک سکے..

فرقان صاحب کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے کھانا آنے میں ابھی کچھ دیر تھی ... فرقان صاحب کے دائیں جانب ایشال بیٹھی تھی اور بائیں جانب تہمینہ بیگم..

ایشال ہنس ہنس کر اپنے ڈیڈ سے باتیں کر رہی تھی اور تہمینہ بیگم بھی اس کا برابر ساتھ دے رہی تھیں..

ارسل اپنے موبائل پر مصروف تھا..

وہاج ان سب کو دیکھ رہا تھا ا سے آج اپنی فیملی مکمل دکھائی دے رہی تھی ہر کوئی خوش اور وہ بھی..

بچپن سے لے کر اب تک وہاج نے اپنی والد فرقان صاحب کو غصے میں ہی دیکھا تھا بس اپنا حکم دینا اور چلے جانا..

ماں کو زیادہ وقت نا دینا.. ان میں ہوتی ہوئی لڑائی کو وہ کبھی نہیں بھول پایا تھا.. جب لڑتے لڑتے فرقان صاحب تہمینہ بیگم کو چھوڑ کر باہر چلے جاتے تھے اور وہ بازو میں منہ چپھا کر کافی دیر روتی رہتی تھیں.. اور پھر فرقان صاحب کئی کئی دن گھر نہیں آتے تھے..

لیکن آج وہاج کو اپنی ممی کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر اسے سکون مل رہا تھا.. سب کو ایسے مسکراتا دیکھ کر وہ بھی ایشال کی باتوں میں شامل ہو گیا..

ارسل نے بھی موبائل سے توجہ ہٹا کر ان سب کی خوش گپیوں میں ہنسی مذاق کرنے لگا.. کھانا اچکا تھا.. سب ایشال کی مرضی کا آرڈر کیا تھا..

فرقان صاحب ایشال کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے وہ ان کی معصوم سی گریبا تھی.. وہاج نے کھانا شروع کرنے سے پہلے دعا کی کہ اس کی فیملی ساری زندگی ایسے ہی خوش اور ہنستی مسکراتی رہے..

فرقان صاحب کھانے اور باتوں میں اتنا مصروف ہو گئے تھے ان کو پتہ نہیں تھا کہ ان کے فون پر مسلسل کال آرہی ہے..

کوئی اور بھی تھا جو ان خوشیوں میں شامل ہونا چاہتا تھا پر فرقان صاحب موبائل کمرے میں رکھ کر خود اپنی بیٹی کے ساتھ مصروف تھے۔

سر.... ہم نے ساری تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ حمزہ نے میجر زارون کو سی۔لیوٹ مارتے ہوئے کہا۔

میجر زارون نقشہ پر نظر جمائے کھڑا تھا۔

اوکے حمزہ... یہ دیکھو وہ لوگ سمندر سے اس رستے سے آئیں گے اور ہم انہیں آرام سے بغیر کسی رکاوٹ کے آنے دیں گے۔

اسکے بعد ہمارے سپاہی بندرگاہ کے چاروں اطراف پر گھات لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اور کچھ سمندر کے اندر ہوں گے۔

جیسے ہی وہ اپنے جہاز کورات کی تاریکی میں میں کنارے پر روکے گے تو ہمارے سپاہی ان کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ ان کے پاس ہتھیار ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

میجر زارون نے نقشہ پر ہاتھ رکھے کمانڈر حمزہ کو ساری پلاننگ بتائی۔

اوکے سر... زبردست... تو ہم اپنی اپنی پوزیشن لے لیں کیا۔

حمزہ نے میجر زارون کو کہا۔

بلکل آپ سب اپنی اپنی پوزیشن پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور میں فرنٹ لائن پر ہوں گا۔ میجر زارون نے کہا۔

نہیں سر ہم آپ کو فرنٹ لائن پر نہیں کھڑا ہونے دیں گے ہمارے لیے آپ بہت قیمتی ہیں۔۔
 ہم آپ کے لیے جان دے دیں گے پر آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ کمانڈر حمزہ نے
 میجر زارون کو کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آپریشن کوئی معمولی آپریشن نہیں ہے لیری بلیک کا
 مشن ناکام کرنا اسے ہی تھا جسے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنا۔۔

حمزہ ہم یہاں اپنے ملک کے لئے لڑنے آئے ہیں ملک کو بچانے آئے ہیں خود کو بچانے
 نہیں۔۔ یہ وردی ہمیں قربان ہونا سکھاتی ہے۔۔ اگر میری قسمت میں شہادت لکھی ہوگی تو یہ
 میرے لئے فخر کا مقام ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت کے لیے چنا ہے۔۔۔
 سمجھ گئے ہونا حمزہ۔۔ میجر زارون نے حمزہ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔
 جی سر۔۔۔ آپ کا جو حکم۔۔ حمزہ نے سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔
 چلو اب سپاہیوں کو بھی بتا دیں سب ریڈی ہیں نا۔۔ میجر زارون نے چلتے ہوئے کہا۔
 جی سر۔۔۔۔۔

سارے سپاہی لائن میں کھڑے ہوئے تھے۔۔۔
 میجر زارون کے آتے ہی سب نے سیلوٹ کیا۔
 آپ سب کو اپنی اپنی پوزیشن کا پتہ ہے نا کون کس کس جگہ پر کھڑا ہو گا۔۔ میجر زارون نے
 سپاہیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 جی سر۔۔۔ سب ایک آواز میں بولے۔۔

ہم نے ہر حال میں یہ آپریشن کامیاب کرنا ہے کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں چاہے جو سامنے آئے اسے گولیوں سے بھون دو.. کوئی بھی بچ کر نہیں جانا چاہے ہمیں اپنے ملک کو بچانا ہے یہاں کے لوگوں کو مرنے سے بچانا ہے ہماری جان ہمارے ملک کی حفاظت کے لئے ہے تو آپ سب تیار ہو.. میجر زارون نے اونچی آواز میں کہا..

جی سر.... سب کی جوش والی آواز پورے کمرے میں گونج اٹھی..
چلو پھر اللہ اکبر...

میجر زارون نے نعرہ لگایا..

اور سب سپاہی ان کے پیچھے چل پڑے...

سب سپاہی گھات لگائے بیٹھے تھے.. حمزہ ان سپاہیوں کے ساتھ تھا..

میجر زارون نے ہاتھ میں دور بین لیے سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا.. دور سے آتے ہوئے سمندری جہاز کو دیکھ کر میجر زارون نے سب کو الرٹ کر دیا... سب نے اپنی اپنی پوزیشن پر ایکٹو ہو گئے..

سب اپنی اپنی پوزیشن سنبھال لیں...

حمزہ نے میجر زارون کی طرف سے پیغام ملتے ہی سب کو الرٹ کر دیا..
لیری بلیک کا جہاز کراچی بندرگاہ کے کنارے پہنچ چکا تھا..

منہ پر ماسک پہنے بلیک کلر کے کپڑوں میں ہزاروں کی تعداد میں آدمی بحری جہاز میں تھے جن کے پاس اسلحہ تھا..

کچھ لوگ رات کی تاریکی میں بلیک کپڑوں کی وجہ سے نظر نہیں آرہے

کچھ لوگ بحری جہاز سے اتر کر جگہ کا جائزہ لے رہے تھے جہاز میں موجود سینکڑوں ٹن میں ڈگرز اور نشہ آور مواد تھا جو کولمبو سے پاکستان میں پہنچایا جا رہا تھا
میجر زارون ان سب لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو اس ملک کے دشمن اور انسانیت کے قاتل تھے..
تم لوگ پاک آرمی کے شکنجے سے نہیں بچ سکتے..
ایک ایک کو جہنم رسید کروں گا.
میجر زارون نے حمزہ کو اور سپاہیوں کو آگے بڑھنے کا کہا..

حمزہ نے آگے بڑھتے ہوئے ایک آدمی کے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہی جھٹکے میں اسکی گردن اسکے جسم پر لٹک رہی تھی.. تھوڑا رستہ صاف ہوا تو حمزہ آگے بڑھا..
ایک طرف حمزہ ایک کے بعد ایک کی گردن تن سے جدا کر رہا تھا دوسری طرف میجر زارون جہاز کے قریب کھڑے آدمیوں کو موت کی گھاٹ اتار رہا تھا..
میجر زارون نے مرے ہوئے ایک آدمی کا لباس پہنا اور جہاز کی طرف چل پڑا..
حمزہ اپنے رستے کو تقریباً صاف کر چکا تھا..
میجر زارون نے رستہ بناتے ہوئے اپنے سپاہیوں کو جہاز کے اندر داخل کروا رہا تھا سب سپاہی دبے پاؤں سے جہاز میں داخل ہوتے ہی اپنی اپنی پوزیشن پر کھڑے ہو گئے...

سمندر کے اندر چھپے سپاہیوں نے بھی جہاز کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا..
 باہر کی جانب حمزہ نے اپنے سپاہیوں سے لیری بلیک کے آدمیوں کو گھیرا ہوا تھا..
 میجر زارون جہاز پر چھڑتا ہوا جہاز کے کپتان کے پاس پہنچ گیا..
 کپتان نے اپنے آدمی کو دیکھا تو بولا..

سب کلیر ہے تو مال کو اتارو..

جی کپتان جو آپ کا حکم... میجر زارون نے کپتان کے پیچھے پسٹل رکھتے ہوئے کہا..
 زرا سی بھی آواز نالکنا نہیں تو یہاں ہی ڈھیر کر دوں گا..

اپنے پیچھے پسٹل کو محسوس کرتے ہوئے کپتان کے ہوش اڑ گئے

میجر زارون نے سر کے اشارے سے سپاہیوں کو اوپر آنے کو کہا..

اس کو باندھ دو اور یہ مجھے زندہ چاہیے بہت کچھ معلوم کرنا ہے اس سے..

میجر زارون نے جہاز کا انچارج سنبھالتے ہوئے سپیکر اٹھایا..

تم لوگ چاروں طرف سے گھیرے میں اچکے ہو.. بہتری یہی ہے کہ خود کو ہمارے حوالے کر

دو..

میجر زارون کی آواز سنتے ہی لیری بلیک کے آدمیوں نے فائرنگ شروع کر دی..

اور بالآخر اس حق اور باطل کی جنگ میں جیت میجر زارون کی ہوئی. اب جہاز میجر زارون کے

قبضے میں تھا..

میجر زارون اور حمزہ نے آج لیری بلیک کا منصوبہ ناکام بنا دیا تھا جو کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکی وہ پاک آرمی نے کر دکھایا۔

اور رات کی تاریکی اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے نعرے سے گونج اٹھی۔



فرقان صاحب کی فیملی کراچی واپس آگئی تھی سب ناشتہ سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں موجود تھے ارسل نے آکر ٹی وی آن کیا۔

ہر چینل پر ایک ہی خبر چل رہی تھی۔

مافیا کا ایک بہت بڑا منصوبہ پاک آرمی نے ناکام بنا دیا۔

سینکڑوں ٹن میں آنی والی ڈرگز کے جہاز کو اپنی تحویل میں لے لیا گیا۔

یہاں پر ہم بتاتے چلیں یہ گھناونی حرکت میں مافیا کا بڑا نام لیری بلیک جیک کا لیا جا رہا ہے۔ کیا یہ واقعی مافیا لیری کا کام ہے جانے کے لیے ہمارے ساتھ رہیں۔

انسانیت سے خالی لوگ ہیں یہ سارے۔ خبریں سن کر تو لگتا ہے کہ کراچی کے حالات دن با دن خراب ہوتے جا رہے ہیں ارسل نے ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہاج علوی بھی خبر کو بڑے غور سے سن رہا تھا۔۔۔ ارسل کی بات پر فرقان صاحب نے بھی ہاں میں ہاں ملائی

ڈرائنگ روم میں ایک خاموشی چھا گئی اور صرف ٹی وی سینکر کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔

وہاج تھوڑی دیر بیٹھا پھر اٹھ کر باہر آگیا۔ ارسل بھی وہاج کے پیچھے چلا گیا۔

وہاج چلو آج فٹبال کھیلنے چلتے ہیں میں نے یونیورسٹی کے پرانے دوستوں کو بھی بلایا ہے۔۔
 ارسل نے وہاج کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہو کہا۔۔

ہاں آئیڈیا برا نہیں ہے تو کب چلنا ہے۔۔ وہاج نے سمرسری طور پر جواب دیا اور ساتھ ہی موبائل
 پر مصروف ہو گیا۔۔

شام میں چلتے ہیں ابھی تھوڑی دھوپ ہے۔۔ ارسل نے کہتے ہوئے وہاج کے فون کو دیکھا۔۔
 اوہو تو ہماری بھابھی سے بات ہو رہی ہے کیا لڑائی ہو گی ہے۔۔ ارسل نے شمراتی نظروں سے
 وہاج کو دیکھا۔۔

ارسل یار تم بھی نہ باز نہیں آتے وہاج کے چہرے پر مسکراہٹ اگی۔۔
 ارے واہ شرم اگی ہمارے بھائی کو۔۔ ارسل نے وہاج کو گدگدی کرتے ہوئے کہا۔۔
 تو روک ابھی تمہیں بتاتا ہوں وہاج نے فون پاکٹ میں رکھا اور ارسل کے پیچھے بھاگا جو پہلے ہی اندر
 کمرے کی طرف تیزی سے چلا گیا تھا۔۔



جبار صاحب ہیڈ کوارٹر جانے کے لیے تیار تھے جاتے ہوئے ان کی نظر اخبار پر پڑی جس کے
 فرنٹ لائن پر لیری بلیک جیک کا نام لکھا تھا جبار صاحب نے اخبار کو اٹھایا اور خبر کو غور سے
 دیکھا پھر کچھ سوچنے کے بعد اخبار کو ٹیبل پر پھینک کر باہر کی طرف نکل پڑے۔۔

امی بابا جان چلے گئے کیا۔۔ امین نے باہر آتے ہوئے کہا۔۔
 وہ ابھی نکلے ہیں۔۔ رضیہ بیگم نے ٹیبل کو صاف کرواتے ہوئے کہا۔۔

اچھا.. میں سوچ رہی تھی کہ مجھے یونیورسٹی چھوڑ دیتے اور واپسی پر بھی لے آتے.. رامین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا..

تو رامین تم خود بھی تو جا سکتی ہونا بسمہ کو ساتھ لے جاو پہلے بھی تو جاتی تھی اب یونیورسٹی چھوڑنے کا یہ مطلب تو نہیں ہے ناکہ تمہیں یونیورسٹی کا رستہ ہی بھول گیا ہے.. رضیہ بیگم نے حیرت سے رامین کو کہا..

ٹھیک ہے امی میں نے کانوکیشن کا پتہ کرنا تھا وہ تو کال پر بھی کر سکتی تھی پر سوچا پرانے دوستوں سے بھی مل لو.. رامین ساتھ ساتھ ٹیبل کی کنارے کو کھرچ رہی تھی جیسے وہ کسی معمہ کو حل کرنے جا رہی ہو

ہاں تو بسمہ کے ساتھ چلی جاؤ.. رضیہ بیگم نے کہا اور کچن کی طرف چلی گی..

اب میں تمہیں فلو کروں گی شیڈو مین.. رامین کے سر پر اب شیڈو مین کو تلاش کرنے کا جنون سوار ہو گیا تھا.. وہ یونیورسٹی کا کہہ کر بسمہ کے ساتھ شیڈو مین کی تلاش میں جانے والی تھی.. ہینڈز اپ.. بسمہ نے رامین کو کو پیچھے سے آکر ڈرا دیا..

یار بسمہ کیا کرتی ہو تم نے تو جان ہی نکال دی تھی.. رامین نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.. ارے واہ بیٹی جرنیل کی اور پکڑنے جا رہی ہے چھ فٹ کے جن کو اور ایک آواز سے ڈر گی.. بسمہ نے ترچھی نگاہ سے دیکھا..

آہستہ بول.. ایک تو تیری آواز کسی سپیکر سے کم نہیں.. رامین نے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اور۔ ہاں .. میں کوئی ڈری۔ نہیں ہوں وہ الگ بات ہے ابھی مجھے لگا کہ کوئی اور آگیا ہے اس لیے .. راسین نے اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے کہا

اوکے اوکے تو چلیں اب .. بسمہ نے راسین کو چلنے کا اشارہ کیا ..

ہاں میں بیگ لے کر آتی ہوں .. راسین کمرے سے بیگ اور وہی واچ لے کر باہر آگئی .. چلو چلیں .. راسین اور بسمہ دونوں اسی مال کی طرف چل پڑی جہاں انہوں نے وہ واچ دیکھی تھی اور یہ پتہ کرنے کہ یہ واچ کس نے خریدی ہے ...

اسلام علیکم .. راسین اور بسمہ مال کی شاپ پر موجود تھی جہاں پر راسین نے وہ واچ دیکھی تھی .. راسین نے جاتے ہی شاپ کے منیجر سے بات کی ..

کچھ دن پہلے آپ سے یہ واچ خریدی گئی ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ واچ کس نے خریدی ہے اب تو ہر ہائی امونٹ پر انٹری ہوتی ہے ..

ایم سواری مس ہم یہ نہیں بتا سکتے یہ ہمارے رولز کے خلاف ہے شاپ کے منیجر نے صاف انکار کر دیا ..

دیکھیں ہمارا یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے اب کی بار راسین کے لہجے میں ریکویسٹ تھی ..

شاپ والا برابر اسی بات پر اٹکا ہوا تھا کہ وہ نہیں بتائے گا ..

جب بات بنتی ہوئی نہیں لگی تو بسمہ نے راسین کو سائیڈ پر کیا اور منیجر کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی ..

آپ نہیں بتائیں گے کیا .. بولیں نہیں بتائیں گے کیا .. بسمہ غصے سے بولی ..

نہیں میڈم میں نہیں بتاؤں گا.. منیجر اپنی بات پر ہی تھا..
کیا آپ کو اس کی طرف دیکھ کر ترس نہیں آتا.. بسمہ نے رامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا..

بسمہ کی اس بات پر رامین نے چونک کر بسمہ کی طرف دیکھا کہ یہ کیا کہنے والی ہے..
شاپ کا منیجر بھی اب رامین کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا..
اگر آپ نے نہیں بتایا تو اس کی شادی کنسل ہو جائی گی اسکی دادی دل کی مریضہ ہے انہیں
ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے اور اگر اس کی شادی نا ہوئی تو یہ بدنامی کی وجہ سے خودکشی کر لے
گی اس کا بھائی پاگل ہو جائے گا سارا گھر برباد ہو جائے گا.. صرف اور صرف آپ کے نہیں
بتانے سے..

ساری بات کر کے بسمہ نے لمبی سانس لی
رامین نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روکی ہوئی تھی..
شاپ کے منیجر کے چہرے پر پسینہ اچکا تھا وہ ہمدردی بھری نظروں سے رامین کی طرف دیکھے رہا
تھا

رامین نے بھی بسمہ کا ساتھ دیتے ہوئے دو چار آنسو نکال ہی لیے..
رامین کو ایسے روتا دیکھ کر شاپ والے نے فوراً کمپیوٹر پر دیکھنا شروع کر دیا..

پلیز آپ چپ کر جائیں میں آپ کو بتاتا ہوں.. شاپ کے منیجر نے ٹشو پیپر رامین کی طرف کرتے ہوئے کہا..

شکریہ.. رامین نے ٹشو سے اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے کہا..

شاپ کے منیجر کو اب رامین پر ترس ا رہا تھا..

بسمہ نے رامین کو آنکھ ماری اور فاتحانہ انداز سے کھڑی ہو گئی.. لیکن اگلے ہی لمحے رامین اور بسمہ کے پاؤں تلے زمین نکل گئی تھی..

میڈم یہ واچ.. مس رامین جبار نے خریدی تھی..

واٹ... رامین اور بسمہ کی تو جیسے سانس ہی روک گئی.. وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسا بھی کچھ ہو گا..

آپ غلط دیکھ رہے ہیں دوبارہ دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی.. بسمہ منیجر کی بات سن کر بوکھلا گئی تھی.

نہیں میڈم میں نے کوئی غلط نہیں کہاں یہاں ہر جو ریکارڈ ا رہا ہے وہی میں نے آپ کو بتایا ہے.. منیجر نے کہا..

اوک... اوکے... رامین نے گھبراتے ہوئے شاپ کے منیجر کو شکریہ بولا اور شاپ سے باہر آگئیں..

وہ ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھ رہی تھیں..

چلو بسمہ چلتے ہیں رامین نے بسمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مال سے باہر آگئی..

رامین یہ کون ہو سکتا ہے یہ تو اس دن کے واقعہ کے بعد پیچھے ہی پڑ گیا ہے مدد کیا کر دی یہ تو جان کا عذاب بن گیا ہے..

بسمہ نے اپنے کھولے بالوں میں پونی لگاتے ہوئے کہا.. ایک گرمی تھی دوسرا شاپ کے منیجر کی بات سن کر اب ان دونوں کو پسینے آرہے تھے..

ٹھیک کہا بسمہ کون ہو سکتا ہے یہ.. رامین نے گاڑی کی طرف جاتے ہوئے کہا..

رامین جیسے گاڑی کے پاس پہنچی تو وہاں فرنٹ شیشے پر ایک سفید کاغذ پڑا تھا.. رامین نے گھبراتے ہوئے وہ کاغذ پکڑا..

بسمہ بھی یہ دیکھ کر رامین کے پاس آگئی تھی..

کیا ہے یہ.. بسمہ نے کہا..

پتہ نہیں کھولو گی تو پتہ چلے گا..

رامین نے کاغذ کھولا تو اس کے اندر ایک نوٹ لکھا تھا..

برای بات... کسی کے دے گے گفٹ کی تحقیقات نہیں کرواتے..

فرم ایم زیڈ..

رامین یہ پڑھتے ہی پسینے سے بھیگ چکی تھی.. بسمہ بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کاغذ کی طرف دیکھ رہی تھی..

اسے کیسے پتہ ہم یہاں ہیں.. دونوں کہ منہ سے ایک ٹائم نکالا..

رامین نے اپنی چاروں طرف دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا دوپہر کو لوگ کم ہی مارکیٹ کے لیے نکلتے ہیں جس وجہ سے سڑکوں پر لوگ کم تھے.. رش بھی نہیں تھا..

دماغ میں بہت سے سوال چل رہے تھے رامین کے پر اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا..



میں ہو چھ رہا ہوں یہ سب کیسے ہوا.. تم کچھ بول کیوں نہیں رہے لیری.. مجھے تم سے جواب چاہیے.. تم نے میرا بہت بڑا نقصان کر دیا ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے.. وہ مال کتنا قیمتی تھا..

جے ڈی جو غصے سے آگ بگولہ ہو رہا تھا اس نے غصے سے لیری کی طرف دیکھا...

جے ڈی ہر کالے کام میں لیری بلیک کا پارٹنر ہے یوں۔۔ مجھ لیں کہ جے ڈی اور لیری بلیک کا بزنس ایک ساتھ ہی چلتا ہے.. اوپر اوپر سے دونوں بہت اچھے ہیں پر کام اور پیسے کے معاملے میں ایک دوسرے کی جان بھی لے سکتے ہیں.. اور اب تو بات کروڑوں کی تھی.. جے ڈی سے اب لیری بلیک بچ نہیں سکتا تھا.. وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا زندہ یہ بھی جے ڈی کا ایک لیری بلیک پر احسان تھا...

چپ کر جاؤ جے ڈی اگر نقصان تمہارا ہوا ہے تو ساتھ میں میرا بھی ہوا ہے آج تک میرا کوئی پلان ناکام نہیں ہوا.. اس بار کیا ہوا کیسے ہوا مجھے خود کچھ پتہ نہیں ہے.. لیری بلیک نے سرخ آنکھوں سے جے ڈی کی طرف دیکھا.. غصے سے لیری بلیک کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں آستینوں کو اوپر چڑھائے کرسی پر بیٹھے جے ڈی کی باتیں سن رہا تھا..

آج زندگی کا پہلا دن تھا جب وہ کسے کے آگے سر جھکا کر بیٹھا تھا نہیں تو کوئی بھی اگر اس کے آگے بولتا تو لگے لمحے ہی اس کی بولتی بند ہو جاتی تھی..

مجھے تمہارے نقصان کی پرواہ نہیں ہے مجھے بس اپنا مال کا پیسہ چاہیے یا مال چاہیے اور تم جانتے ہو اگر تم اپنی ساری پراپرٹی کے ساتھ ساتھ خود کو بھی بیچ دو تو میرا نقصان نہیں پورا کر سکتے۔

جے ڈی نے لیری بلیک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا..

مجھے تھوڑا وقت دو میں سب ٹھیک کر دوں گا.. اس بار لیری بلیک نے تھوڑا دھیمے لہجے میں بات کی.. وہ جانتا تھا کہ نقصان ہوا ہے اور بہت بڑا نقصان ہوا ہے..

نہیں اب جو میں کہوں گا وہ تم کرو گے مجھے میرا مال واپس چاہیے یا اس کی مالیت کا پیسہ.. جے ڈی نے میز پر ٹانگیں رکھتے ہوئے کہا.. جے ڈی کے پاؤں عین لیری بلیک کے منہ کے پاس تھے..

لیری بلیک نے غصے سے اپنے دانت چباتے ہوئے جے ڈی کی طرف دیکھا.. وہ جانتا تھا کہ اگر ابھی اس نے کوئی گرم بات کر دی تو دونوں ہی نہیں بچ پائیں گے..

میں نے کہا نا کہ میں سب ٹھیک کر دوں گا.. لیری بلیک نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا.. کہاں جا رہے ہو.. میں ایسے تو تمہیں نہیں جانے دوں گا بیٹھ جاؤ..

لیری بلیک کے اٹھتے ہی جے ڈی کے بندوں نے پسٹل باہر نکال لیے..

یہ کیا ہے جے ڈی.. کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کیا.. لیری بلیک نے اپنے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا..

دیکھو لیری بھروسہ تو میں نے اپنے باپ کا بھی نہیں کیا تھا اور ویسے بھی اس دھندے میں کوئی بھروسہ کے قابل نہیں ہوتا..

تو آرام سے بیٹھ جاؤ اور اب جو میں کہوں گا تم وہی کرو گے..

جے ڈی ہاتھ کے اشارے سے کسی کو اندر آنے کا کہا

لیری بلیک نے بیٹھتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا..

اس سے ملو.. یہ ہے مایا.. مس مایا.... جے ڈی نے اندر آتی لڑکی کا تعارف لیری بلیک سے کروایا..

بلیک پینٹ شمرٹ میں ملبوس سِلْم سمارٹ لڑکی شیکل کے علاوہ وہ کام میں بھی سمارٹ تھی

مافیا گنگ کی جان اور ابھی جے ڈی کی اسیسٹنٹ تھی مطلب گرل فرینڈ تھی.. خوبصورتی اس پر

ختم تھی اور جے ڈی اسی خوبصورتی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بہت سے کام نکلاتا تھا اور اس

کا معاوضہ مایا کو الگ ملتا تھا.. کیوں کہ پیسہ ہی مایا کی زندگی تھا..

کیا.... یہ سب کیا ہے.. لیری بلیک نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے پوچھا..

یہ آج کے بعد تمہارے ساتھ رہے گی.. اور تمہارے ہر کام کہ رپورٹ مجھے ہوگی.. جے ڈی نے

پسٹل کو گھماتے ہوئے کہا..

یہ نہیں ہو سکتا تم جانتے ہو میں اپنے کام میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتا۔ لیری بلیک نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا۔

ہاں بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ تم برداشت نہیں کرتے جب تمہارا کام ہو لیکن اب تو تم میرے لیے کام کرو گے نا۔ اور اب تو تم بھی میرے ہو۔

نہیں تو تمہارے پاس اپشن ہیں یا تو میرا نقصان پورا کرو یا جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ جب تک میرا پیسے پورے نہیں ہو جاتے تب تک یہ تمہارے ساتھ رہے گی اس کے بعد تم آزاد ہو۔ بولو منظور ہے کہ نہیں۔ کیوں کہ بھروسہ میں اپنے باپ پر بھی نہیں کرتا۔ جے ڈی نے لیری بلیک کے قریب جا کر کہا۔

اوکے ٹھیک ہے پر رولز میرے ہوں گے اور یہ میرے کسی کام میں دخل اندازی نہیں کرے گی۔

لیری بلیک نے غصے سے مایا کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ ابھی اس کو مار دے گا۔ مایا کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ جے ڈی کی کرسی کے پاس کھڑی شیطانی مسکراہٹ سے لیری بلیک کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے پر جہاں اس کو لگے گا کہ تم غلط کر رہے ہو وہاں یہ دخل اندازی کرے گی۔ جے ڈی نے مایا کی طرف دیکھا

تو پھر ڈیل ڈن۔ جے ڈی نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

لیری بلیک کا آج تک کوئی پلان ناکام نہیں ہوا تھا اور نا ہی اسے کسی کے آگے جھکنے کی عادت تھی پر وہ اس بار مجبور تھا اسے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ اس کا مال کہاں ہے اور یہ سب کس نے کیا ہے.. اس لئے ابھی جو ہو رہا تھا اسے اسی وجہ سے برداشت کر رہا تھا

ا جے ڈی سے ہاتھ ملانے کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا..

گڈ یہ ہوئی نا سمجھ داری والی بات اس لیے تم مجھے پسند ہو.. جے ڈی نے طنزیہ انداز میں کہا..

لیری بلیک غصے مایا کی طرف دیکھا اور پھر بغیر کچھ کہے وہاں سے نکل گیا..

جاؤ اس کے ساتھ اور ایک ایک لمحہ کی خبر دینا. اور ہاں یاد رکھنا کہ تم جے ڈی کی گرل فرینڈ ہو اگر تم نے غداری کی تو تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی.. جے ڈی نے مایا کے پاس جاتے ہوئے کہا..

ایسا کبھی سوچنا بھی نا جے ڈی.. یہ مایا صرف جے ڈی کی ہے.. مایا نے جے ڈی کی گال کو چومتے ہوئے کہا..

اوکے گڈ.. جاؤ اب اس کے پیچھے.. جے ڈی نے کہا..

مایا لیری بلیک کے پیچھے چلی گی جو اپنی گاڑی کے پاس جا رہا تھا..

روک جاؤ... مایا نے آواز لگائی.. لیری بلیک نے مڑ کر دیکھا..

کہاں جا رہے ہو. مجھے نہیں لے کر جاؤ گے کیا.. مایا نے لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

لیری بلیک بغیر کچھ کہے گاڑی میں بیٹھ گیا اور ساتھ ہی مایا بھی..

ہم ایونیو ہوٹل جائیں گے.. مایا نے گاڑی چلاتے ہوئے لیری بلیک کو کہا..
ہم وہاں نہیں جا رہے ہیں تمہیں ڈیفنس والے گھر چھوڑ دوں گا ہم اب صبح ملے گے.. لیری
بلیک نے مایا کی طرف دیکھے بغیر کہا

تو مسٹر لیری بلیک اپ نے سنا نہیں کہ جے ڈی نہیں کیا کہا ہے اب سے وہ جو کسے گا تم
وہی کرو گے تو اس نے وہاں روکنے کا کہا ہے روم بک بھی ہو چکے ہیں اور خود بھی وہاں آرہے
ہیں تو تمہاری انکار کرنے کی کو گنجائش نہیں ہے.. مایا نے لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا..

لیری بلیک نے غصے سے سرٹنگ پر ہاتھ مارا اور گاڑی کی رفتار تیز کر دی..
کچھ دیر میں لیری بلیک اور مایا ہوٹل پہنچ چکے تھے..

یہ لو کمرے کی چابی تم جاؤ میں ابھی آتی ہوں مایا کمرے کی چابی دے کر خود چلی گئی..
لیری بلیک نے کمرے میں آتے ہی چابی کو غصے سے بیڈ پر پھینک دیا اور ٹیبل پر رکھے سارے
سامان کو غصے سے گرا دیا..

تمہیں میں نہیں چھوڑوں گا.. تم جو بھی ہو میری زندگی برباد کر دی ہے تم نے میرے مال کو
روک کر تم نے اپنی موت کو آواز دی ہے.. لیری بلیک غصے سے پاگل ہو رہا تھا..
ارے یہ تم نے کیا کر دیا.. آتے ہی نقصان کر دیا تمہاری یہ عادت نہیں لیری..
مایا نے آتے ہی کمرے کی حالت دیکھ کر بولی..

تم یہاں کیا لینے آئی ہو جاؤ اپنے کمرے میں.. لیری بلیک نے غصے سے کہا

یہی تو ہے میرا کمرہ بلکہ ہم دونوں کا کمرہ.. مایا نے آگے بڑھ کر لیری بلیک کی گردن میں اپنی بانہیں ڈالتے ہوئے کہا..

یہ تم کیا کر رہی ہو دور رہو مجھ سے.. لیری بلیک نے ایک جھٹکے سے مایا کو خود سے الگ کیا کیا ہوا.. لیری بلیک کیا تم بھول گئے ہو وہ سب کتنا پیار کرتے تھے تم مجھ سے اب اتنی بے رخی کیوں.. مایا لیری بلیک کے قریب آتے ہوئے کہا.. مایا کہ گرم سانسیں لیری بلیک کو صاف محسوس ہو رہی تھی..

تمہاری ان ہی حرکتوں کی وجہ سے میں نے تمہیں چھوڑا تھا تمہیں صرف پیسے سے پیار ہے بس کسی سے تو وفا کرو مایا

. اور اب میرے قریب آنے کا سوچنا بھی نا..

لیری بلیک نے خود سے مایا کو الگ کیا..

اچھا تو یہ بات ہے اگر بات ماضی کی کر رہے ہو تو پھر کیوں نا ماضی میں جایا جائے لیری بلیک جیک.. نہیں.. نہیں.. یہ نام نہیں.. ولیم.. یہ بھی نہیں.. یا پھر اذلان.. یا پھر.....

اپنی بکواس بند کرو.. اور اب ایک لفظ بھی منہ سے نا نکالنا.

لیری بلیک نے مایا کی گردن کو دبوچا اور اپنی ہاتھ کی گرفت کو مضبوط کرتے ہوئے کہا..

مایا کو اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو لیری بلیک کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی..

اگر تم نے ایک لفظ بھی میرے ماضی کے بارے میں بولا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا اور یہ بھی بھول جاؤں گا کہ میں کبھی تم سے پیار کرتا تھا..

پیار کا لفظ سنتے ہی مایا کی آنکھوں میں چمک اگی..

چلی جاو یہاں سے.. لیری بلیک نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا..

لیری بلیک کا ہاتھ پیچھے ہوتے ہی مایا نے لمبا سانس لیا.. اور ساتھ ہی ہنس پڑی..

چلو تم نے مان تو لیا نا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو..

محبت کرتا تھا.. پر اب نے.. جتنی جلدی تم اسے اپنے دماغ میں بیٹھا لو تمہارے لیے بہتر ہو گا.. لیری بلیک نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

مایا قدم بڑھاتے ہوئے لیری بلیک کے مزید قریب اگی تھی..

تم جتنا بھی انکار کر لو پر تم مجھے نہیں بھول پاؤ گے سویٹ ہارٹ.. مایا نے لیری کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا..

اگر تم مجھ سے الگ نہیں ہوئی تو میں ابھی جے ڈی کو کال کر کے بتا دوں گا.. اور اس کا تمہیں پتہ ہے وہ تمہاری بوٹیاں کر کے اپنے پالتو کتوں کو کھلا دے گا..

لیری بلیک کی اس بات پر مایا فوراً پیچھے ہٹ گئی..

اور ایک بات سن لو لیری بلیک کو کسی کی استعمال کی ہوئی چیزوں میں کو دلچسپی نہیں ہوتی یہ تم اچھے سے جانتی ہو..

اور ہاں یہ سب ہوٹل کا کہنا یہ سب تم نے ہی کیا ہے نا یہ جے ڈی نے نہیں کہا تھا نا..
 لیری بلیک نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب بیڈ پر بیٹھے سگریٹ لگا رہی تھی..
 دیر سے سمجھ آئی ہے تمہیں لیری ڈارلنگ.. مایا نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا..
 لیری بلیک نے مایا کی طرف غصے سے دیکھا اور اپنا کوٹ پکڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل
 آیا..

یہ تو وقت ہی بتائے گا مسٹر.. جے جے.. مایا نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے کہا..



فرقان صاحب آفس پہنچ گئے تھے ان کی اج میٹنگ تھی.. میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی فرقان
 صاحب ثاقب نثار صاحب سے بات چیت میں مصروف تھے..

فرقان صاحب یہ ہمیں ملٹی نیشنل کمپنی کی طرف سے انویٹیشن آیا ہے مجھے لگتا ہے ہمیں جانا
 چاہیے کافی بڑی کمپنی ہے یہ اپنی کمپنی کے بیس سال مکمل ہونے کی پارٹی دے رہے ہیں
 وہاں اور بھی لوگ آئیں گے بزنس کو بڑھانے کا اچھا موقع ہے..

ثاقب نثار صاحب نے انویٹیشن فرقان صاحب کی طرف کرتے ہوئے کہا...

فرقان صاحب نے جب کارڈ کھلا تو اس کے اوپر کمپنی کے آنرز کے نام لکھے تھے جن میں ایک
 نام جرنیل ریٹائرڈ جبار صاحب کا بھی نام تھا..

جاری ہے * * * *

جرنیل ریٹائرڈ جبار صاحب کا نام دیکھ کر فرقان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ اگی..

کیوں نہیں ثابت صاحب ہم جائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے..
 کسی زمانے میں فرقان صاحب اور جبار صاحب ایک ہی ہو سٹل میں ایک ہی کمرے میں رہتے
 تھے وقت زیادہ نہیں گزار سکے تھے دونوں کیونکہ جبار صاحب کو ٹریننگ کے لیے کچھ ٹائم کے
 لیے پشاور روکنا پڑا تھا اور فرقان صاحب اپنا شہر چھوڑ کر پشاور میں جاب کے لئے آئے تھے...
 تب نا تو فرقان صاحب کی شادی ہوئی تھی نا ہی جبار صاحب کی...



لیری بلیک کلب میں بیٹھے کی شراب کی بوتل پر بوتل ختم کر رہا تھا..
 مایا نے اسے وہ یاد کروا دیا تھا جو وہ کہیں دفن کر چکا تھا..

اس کے سامنے اپنا بچپن گھوم رہا تھا جب وہ لوگوں کے شوز پالیش کرتا تھا جس عمر میں اس
 کے ہاتھ میں قلم ہونی چاہیے تھی اس عمر میں اس کے ہاتھ میں شوز پالیش کرنے والا برش
 تھا.. وہ تب چار سال کا تھا... رات کو بھوکا سونا اور ماں کا لوگوں کے گھر کام کرنا اس کے
 لیے ایک عذاب سے کم نہیں تھا اور باپ کا سارا سارا دن نشہ کرنا... وہ دو وقت کی روٹی کے
 لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا تھا اور لوگ اسے دھکا دے کر گزر جاتے.. نشہ میں گھر آتے
 باپ کو دیکھتا جو آتے ہی ماں کو مارنا شروع کر دیتا تھا..

شراب پیتے پیتے لیری بلیک کی آنکھیں بھیگ چکی تھی لال سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کی
 لوگوں کے لیے نفرت اور بڑھ رہی تھی اور مایا کی جھوٹی محبت کو وہ شراب پی کر بھولا رہا تھا..
 سر کلب بند ہو گیا ہے.. ویٹر نے آکر لیری بلیک کو کہا جو اوندھے منہ ٹیبل پر پڑا ہوا تھا..

ہاں ہاں.. ٹھیک ہے.. لیری بلیک نے ہاتھ سے اشارہ کیا ویٹر کو جانے کا اور خود کو سینجھالتے ہوئے کرسی سے اٹھا..

کوٹ کو ہاتھ کی انگلیوں میں تھام کر کندھے پر رکھتے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ وہ کلب سے باہر نکلا..

سمندر کی لہروں سے اٹھتا ہوا شور.. لیری بلیک کے اندر کے انتقام کو ہوا دے رہا تھا.. لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ لیری بلیک ساحل سمندر کے پاس چل رہا تھا جب اس کے پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا..

چلو لیری چلیں بہت پی پی لی ہے تم نے..

لیری نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے وہ چہرہ نظر آیا جو وہ خوابوں میں دیکھتا تھا..

تم اگی.. تم واقعی اگی ہو.. لیری بلیک نے نشے میں بولا..

ہاں میں اگی ہوں..

اب مجھے چھوڑ کر نا جانا.. لیری بلیک نے اسے گلے لگا لیا..

نہیں لیری میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی.. مایا نے لیری بلیک کو مضبوطی سے تھاما جو نشے میں اپنے ہوش گنوا چکا تھا..

کچھ دیر بعد ہی لیری بلیک ہوٹل کے کمرے میں بیڈ پر بیہوش پڑا تھا اور مایا اس کے سرہانے بیٹھی تھی..



جبار صاحب جب سے گھر آئے تھے چپ چپ تھے کسی سے زیادہ بات نہیں کی اور اپنے کمرے میں چلے گئے تھے رات کے کھانے کے بعد راسین بسمہ کی طرف چلی گئی اور جبار صاحب واک کے لیے رضیہ بیگم کے ساتھ باہر آگے...

جبار صاحب جب سے آپ آئیں ہیں چپ چپ ہیں کیا بات ہے..؟
رضیہ بیگم نے واک کرتے ہوئے جبار صاحب سے کہا..

جبار صاحب پہلے خاموش رہے پھر بڑی آہستگی سے بولے..

رضیہ بیگم ہماری بیٹی ہم سے کچھ چھپا رہی ہے..

کیا مطلب رضیہ بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا..

یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ.. اج تک کبھی اس نے ایسا کیا نہیں لیکن اب کیوں ایسا کر رہی ہے
یہ میں بھی نہیں جانتا..

جبار صاحب نے کہا

لیکن جبار صاحب آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے کوئی بات ہوئی ہے کیا..
رضیہ بیگم ابھی تک کسی بات کو مجھ نہیں پا رہی تھی کہ جبار صاحب ایسا کیوں کہہ رہے
ہیں..

رضیہ بیگم آپ کو یاد ہو گا کہ راسین اپنی دوست کی شادی پر گی تھی جب واپس آئی تھی تو اسکی
گاڑی کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا..

جی وہ اس نے بتایا تھا کہ مہندی پر کوئی چیز لگنے سے ٹوٹ گیا تھا.. رضیہ بیگم نے اس دن کی بات بتاتے ہوئے کہا جو رامین نے اپنے ماں اور بابا جان کو کہا تھا..

بلکل.. وہی.. میں نے ورکشاپ پر گاڑی دینے سے پہلے گاڑی کو چیک کروایا تھا.. تو آج مجھے اس کی رپورٹ ملی ہے کہ وہ شیشہ پسٹل کے پیچھلی والی سائیڈ سے توڑا گیا تھا..

جبار صاحب کی یہ بات سن کر رضیہ بیگم واک کرتے وہی روک گئی..

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں..

ٹھیک کہہ رہا ہوں اور اس پر دو سے تین لوگوں کے ہاتھوں کے نشان بھی ملے ہیں..

جبار صاحب بھی اب واک کرتے روک گئے تھے..

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ مہندی پر کسی نے فائرنگ کی ہو اور یہ سب ہو گیا ہو..

رضیہ بیگم نے خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا..

ہو سکتا ہے پر ہمیں اس کو اتنا ایزی نہیں لینا چاہیے.. جبار صاحب نے کہا..

لیکن ہم ایسے رامین سے تو نہیں پوچھ سکتے وہ کچھ غلط نا سمجھ لے..

اسی بات پر تو پریشان ہوں.. اللہ کرے کچھ ایسا نہ ہو.. جبار صاحب نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا..



صبح ہوئی تو لیری بلیک کی آنکھ کھولی.. اس نے اپنے آپ کو بیڈ پر پایا.. پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اس نے اپنے اوپر کسی کا ہاتھ محسوس کیا..

لیری بلیک نے فوراً چہرے کو دوسری جانب کرتے ہوئے دیکھا تو مایا تھی جس کا ایک ہاتھ لیری بلیک کے سینے پر تھا..

لیری بلیک نے مایا کا ہاتھ غصے سے پیچھے کیا...

لعنت ہو مجھ پر جو میں اس کے ساتھ سو گیا..

لیری بلیک نے اٹھتے ہوئے شرٹ پہنتے ہوئے کہا..

مایا کی بھی آنکھ کھول گی..

وہ بڑے پیار سے لیری بلیک کی طرف دیکھ رہی تھی..

گڈ مارنگ.. مایا نے سوئی ہوئی آواز میں کہا..

لیری بلیک نے مڑتے ہو کھا جانی والی نظروں سے مایا کی طرف دیکھا...

کیا دیکھ رہے ہو؟؟ رات کو تو تمہیں مجھ پر بڑا پیار ا رہا تھا اور کہہ رہے تھے کہ مجھے چھوڑ کر نا

جانا... چھوڑ کر نا جانا.. اور اب ایسے دیکھ رہے ہو جیسے مجھے مار ڈالو گے.. مایا نے اپنے بال

سمیٹتے ہوئے کہا..

کاش میں تمہیں مار سکتا اور اپنی بکواس بند کرو ہمیں نکلنا ہے..

لیری بلیک نے شوز پہنے اور دروازے کی طرف مڑا..

میں آرہی ہوں میرا انتظار کرنا.. مایا نے جاتے ہوئے لیری بلیک کو آواز دی..

پتہ نہیں کیا ہوا ہو گا رات کو مجھے یاد کیوں نہیں ا رہا.. میں اس عورت کے ساتھ سو کیسے

گیا..

لیری بلیک گاڑی میں بیٹھے مایا کا انتظار کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے آپ کو کوس رہا تھا..
ہائے ڈارلنگ.. چلو چلیں... مایا نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا..

مایا سے آنے والی خوشبو پوری گاڑی میں پھیل چکی تھی بلیو کلر کا سکرٹ اور ساتھ بلیک کلر کی جینس پہنی ہوئی تھی.. مایا کی خوبصورتی کا ہر کوئی دیوانہ تھا اور آج بھی وہ قیامت ڈھا رہی تھی..

لیکن اب اس کی خوبصورتی کا اثر لیری بلیک پر نہیں ہوتا تھا جو کسی زمانے میں اس کا دیوانہ رہ چکا تھا..

لیری بلیک کو مایا پر اتنا یقین تھا کہ اس کی سانسوں کے ساتھ چلتا تھا لیری بلیک کا ماضی سے لے کر حال تک مایا کو پتہ تھا.. اس لئے مایا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی..
مایا جیل سے بھاگی ہوئی لڑکی تھی جو لوگوں کے پرس چوری کرتی تھی پاکستان سے بھاگ کر مایا کولمبو چلی گئی تھی اور اس کی ملاقات وہاں پر لیری سے ہو گئی تھی.. اور پھر لیری بلیک نے اسے ہر مشکل سے نکالا.. اور اس طرح لیری بلیک مایا کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا..

لیکن کہتے ہیں کہ جس کو پیسے کی لت لگ جائے وہ کسی کا نہیں رہتا..
کولمبو میں ہی مایا کی ملاقات لیری بلیک کے پارٹنر سے ہوئی.. مایا لیری بلیک کے کام کے سلسلے میں جے ڈی سے ملی اور پھر اس دن کے بعد مایا نے لیری بلیک سے کنارہ کر لیا..

جے ڈی صرف یہ جانتا ہے کہ مایا لیری بلیک کے پاس کام کرتی تھی.. جو مایا نے جے ڈی کو بتایا تھا.. اب مایا کے پاس پیسے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے نالیری بلیک کی محبت اور نا وہ احساس جو لیری بلیک مایا کا کرتا تھا..

اب مایا جے ڈی کی گرل فرینڈ ہے یا یوں سمجھ لیں کہ ایک رکھیل ہے.. مایا اب چاہ کر بھی جے ڈی سے اپنے تعلقات ختم نہیں کر سکتی..



بسمہ لان میں بیٹھے رابین کی امی کے ساتھ سر جوڑے باتوں میں مصروف تھی..

یہ کیا ہو رہا ہے آج میرے بغیر ہی باتیں ہو رہی ہیں.. رابین نے لان میں آتے ہوئے کہا.. رابین کو دیکھ کر رضیہ بیگم اور بسمہ خاموش ہو گئیں..

کیا میں آنٹی جی سے بات نہیں کر سکتی.. بسمہ نے کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا.. کر سکتی ہو کیوں نہیں کر سکتی.. پر یہ میرے آتے ہی تم چپ کیوں ہو گی ہو.. رابین نے اپنی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے کہا..

بات ختم ہو گئی تھی اس لیے.. بسمہ نے کرسی پر چوڑی مارتے ہوئے کہا.. رابین کو یہ شک ہوا کہ کہیں بسمہ امی کو کل والی بات تو نہیں بتا رہی.. رابین نے آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے بسمہ سے پوچھا..

بسمہ نے بھی تسلی بخش اشارہ کیا.. اور پھر دونوں میں اشارہ سے باتیں شروع ہو گئیں..

تم دونوں اشاروں سے باتیں نا کرو میں جا رہی ہوں تو آرام سے بیٹھ کر بول کر باتیں کر لو۔ رضیہ بیگم نے جب دونوں کو اشاروں سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو بول پڑیں۔

بسمہ اور راسین نے شرمندگی سے منہ نیچے کر لیا۔

رضیہ بیگم کے جاتے ہی راسین بسمہ پر پھٹ پڑی۔

کیا سرگوشی میں تم امی سے بات کر رہی تھی کیا تم نے کچھ بتا تو نہیں دیا امی کو۔ راسین نے بسمہ کے پاس آتے ہوئے کہا۔

ارے کیا ہو گیا ہے میں کیوں بتاؤں گی آنٹی جی کو۔ وہ تو اپنی کوئی بات کر رہی تھی۔ بسمہ نے خود کو محفوظ کرتے ہوئے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ پر بسمہ کیا ہم غلط کر رہے اپنے گھر والوں کو نہیں بتا کر۔ راسین کا لہجہ اس بار سنجیدہ تھا۔

شاید پر اب اگر بتا دیا تو بات اور بگڑ جائے گی پہلے ہم اس شیڈو مین کا پتہ کرواتے ہیں پھر اس بارے میں کچھ سوچتے ہیں۔

بسمہ نے راسین کو تسلی دی۔

ہاں بسمہ تم کہہ تو ٹھیک رہی یو لیکن ہم پتہ کیسے کروائیں گے وہ تو ہم سے پہلے ہی وہاں پہنچ جاتا ہے۔ راسین کو کل کے گاڑی پر رکھے ہوئے کاغذ کا یاد آگیا۔

راسین میرے پاس ایک پلان ہے پر تم ابھی ٹینشن نہ لو میں کچھ دن تک تمہیں بتاؤں گی۔

بسمہ نے راسین کی ٹینشن کو ختم کرنے کے لیے کہا۔

کیونکہ پرسوں رامین کی برتھ ڈے تھی.. اس لئے بسمہ نہیں چاہتی تھی کہ رامین ایسے پریشان رہے اور بسمہ رامین کو سرپرائز دینے کے لیے ہی رضیہ بیگم سے بات کر رہی تھی..
 رامین بسمہ کی بات سن کر خاموش ہو گئی..

چلو اندر چلتے ہیں..

رامین بسمہ کو لے کر اندر چلی گئی..



جبار صاحب کے آفس میں آج گرینڈ پارٹی تھی بزنس مین بھی تھے اور آرمی کے لوگ بھی جو جو
 جبار صاحب کے دوست تھے..

سب خوش دلی سے ایک دوسرے سے مل رہے تھے کئی جگہ پر لوگ بزنس کی باتوں میں بڑی
 تھے تو کچھ لوگ اچھے اچھے کھانے نوش فرما رہے تھے..

ہیلو محمد جبار صاحب....

فرقان صاحب نے آتے ہی چار لوگوں کے درمیان کھڑے جبار صاحب کو ہاتھ ملایا..
 جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے فرقان صاحب کو جواب دیا..

آپ نے شاید پہچانا نہیں مجھے.. فرقان صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا
 جبار صاحب نے فرقان صاحب کی طرف دیکھا اور کچھ یاد کرنے کی کوشش کی..
 پشاور بوائز ہو سٹل.. فرقان صاحب نے ایک ہی فقرے میں جبار صاحب کو یاد دلایا..
 اوہو ہاں یاد آگیا سید فرقان علوی.. جبار صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی..

کافی بدل گے ہو تم فرقان.. جبار صاحب نے بڑی بے تکلفی سے کہا..
 بس وقت کے ساتھ ساتھ سب بدلنا پڑتا ہے.. فرقان صاحب نے جواب دیا..
 اور کیا کر رہے ہو اج کل.. جبار صاحب نے باقی مہمانوں سے معذرت کی اور فرقان صاحب
 کے ساتھ چلتے ہوئے ایک ٹیبل کے پاس جا کر بیٹھ گئے..
 فرقان صاحب اپنے بزنس کے بارے میں بتانا شروع ہو گئے..
 اور جبار صاحب بھی اپنی اس کمپنی کے بارے میں..
 باتیں کرتے کرتے جبار صاحب نے فرقان صاحب کو اپنے گھر دعوت پر بلا لیا
 اور فرقان صاحب جو پہلے سے تیار تھے جبار صاحب کی دعوت کو فوراً قبول کر لیا..
 فرقان صاحب اور جبار صاحب کے درمیان کافی دیر تک بات چیت چلتی رہی دونوں اپنی پرانی
 یادوں کو تازہ کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ قہقہہ لگا رہے تھے..



تمہینہ بیگم بچوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھی..
 ارسل کبھی ایشال کو تنگ کرتا تو کبھی وہاج کو.. وہاج فون میں گھسے ارسل کی باتوں کا جواب
 دے رہا تھا..

تائی جان آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے بیٹے نے آپ کے لیے بہو ڈھونڈ لی ہے.. ارسل نے
 شرارتی انداز میں وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.. جو مسلسل فون پر بزی تھا..
 ارسل کی اس بات پر وہاج نے فوراً منہ اوپر اٹھایا..

کیا واقعی وہاج تم نے اپنے لیے کوئی لڑکی ڈھونڈ لی ہے تو ہمیں بھی بتاؤ.. تمہینہ بیگم نے وہاج کی طرف مسکراتے ہوئے کہا..

وہاج نے ہونٹوں کو دباتے ہوئے ارسل کی طرف دیکھا جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی کو کنٹرول کر رہا تھا..

وہاج نے اپنی ممی کی طرف دیکھتے ہوئے ابھی کچھ کہنا چاہ ہی رہا تھا کہ ایشال بول پڑی..
 سچ میں وہاج بھائی کیسی ہیں وہ مجھے بھی ملنا ہے ان سے.. تصویر تو ہوگی نا اپ کے پاس..
 کیا اپ روز ملتے ہیں..

وہ پیاری ہیں کیا.. ایشال نے وہاج کے سامنے سوالوں کے ڈھیر لگا دیے..
 ہاں.. ہاں کیوں نہیں.. ہے نا.. وہاج کے پاس تصویر وہاج کیوں نہیں دکھاتے ایشال کو اس کی بھابھی.. ارسل نے وہاج کو تنگ کرنے کے لئے بھابھی کے لفظ پر کافی زور دیا..
 تمہینہ بیگم اور ایشال بھی اسی انتظار میں تھی کہ وہاج اپنے موبائل سے تصویر نکال کر دکھائے گا..

ارسل تم باز نہیں آو گے نا.. وہاج نے کشن اٹھا کر ارسل کو دے مارا..
 ارسل کشن کو کچ کرتے ہوئے ہنس پڑا..

ممی ایسی کوئی بات نہیں ہے ارسل جھوٹ بول رہا ہے.. کوئی لڑکی نہیں ہے..
 وہاج نے گھبراتے ہوئے رضیہ بیگم کو کہا..

نہیں تائی جان وہاج جھوٹ بول رہا ہے یہ ابھی بھی فون پر اسٹی سے میسج پر بات کر رہا تھا..
 ارسل نے وہاج کے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا..

دیکھیں.. دیکھیں اب اسے پسینہ بھی ا رہا..

ایشال نے اٹھ کر وہاج کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا تو واقعی وہاج کو پسینہ آیا ہوا تھا..

وہاج بھائی اپکو تو اے سی میں بھی پسینہ ا رہا ہے..

وہاج کی گھبراہٹ کی تہمینہ بیگم کو عجیب لگی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہاج جیتا اوپن مائڈ ہے
 وہ ایسے نہیں گھبرا سکتا..

وہاج بیٹا اگر کوئی ہے تو ہمیں بتا دو ہم تمہاری خوشی میں خوش ہیں.. تم اتنا گھبرا کیوں رہے
 ہو.. تہمینہ بیگم نے وہاج کو آرام سے کہا..

ارے نہیں ممی آپ بھی ارسل کی باتوں میں اجاتی ہیں کوئی نہیں ہے اور جب کوئی ہو گی تو
 سب سے پہلے آپ کو بتاؤ گا اور آپ کو تو پتہ ہے کہ مجھے ابھی شادی نہیں کروانی بلکہ کروانی
 نہیں جب تک ڈیڈ میری بات نہیں مان جاتے...

وہاج نے اپنی پوزیشن کلیئر کرتے ہوئے کہا..

وہاج تم ضد کیوں نہیں چھوڑ دیتے تم جاتے تو رہتے ہو اب یہ ایک ساتھ اتنے لمبے عرصے کے
 لیے دوسرے ملک رہنا تمہارے ڈیڈ نہیں مانے گے.. تہمینہ بیگم بھی فرقان صاحب کے اگے
 ہار مان چکی تھی..

مجھے کچھ نہیں پتہ میں جاؤنگا گا اور جا کر دکھاؤں گا.. وہاں نے فون کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا..

کون کہاں جا رہا ہے..

فرقان صاحب نے ڈرائنگ روم میں آتے ہوئے کہا جو جبار صاحب کی دعوت سے واپس آگے تھے اور کافی اچھے موڈ میں تھے..

کچھ نہیں بس ایسے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے آپ بتائیں کیسی رہی آپ کی دعوت..

تمہینہ بیگم نے فرقان صاحب کے بیٹھتے ہی پوچھا..

اچھی رہی.. بلکہ بہت اچھی رہی.. اور ساتھ ہی ہمیں ایک اور دعوت مل گئی ہے.. فرقان صاحب کے چہرے پر خوشی تھی..

وہاں بھی بڑے غور سے اپنے ڈیڈ کو دیکھ رہا تھا کہ وہ آج اتنے خوش کیوں ہیں..

ارسل کے فون پر کال آگئی تھی وہ کال اٹینڈ کرنے باہر لان کی طرف چلا گیا..

فرقان صاحب نے تمہینہ بیگم کو بتایا کہ ان کے ایک پرانے دوست جبار صاحب سے ملاقات ہوئی ہے اور ان کے گھر ہی ہمیں دعوت پر جانا ہے

ہم سب چلیں گے.. فرقان صاحب نے وہاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

وہاں جو کافی دیر سے اپنے ڈیڈ کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا بول پڑا..

آپ لوگ چلے جانا میں نہیں جا رہا.. یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا..

اس لڑکے کو پتہ نہیں کس دن عقل آئے گی.. فرقان صاحب کے چہرے پر اب سولوٹیں اگی تھی..



لیری بلیک مایا کے ساتھ اپنے اڈے پر پہنچ چکا تھا..

اندر کمرے جاتے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا مایا ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی..

ہم یہاں کیوں آئے ہیں..

مایا نے لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

یہ وہ جگہ تھی جہاں لیری بلیک تب آتا تھا جب کسوی کا قتل کرنا ہوتا تھا اپنے اس اڈے کے

بیک سائیڈ پر اس نے قبرستان بنایا ہوا تھا.. جس کو بھی قتل کرتا وہی پیچھے دفن کر دیتا تھا..

اس لیے جو لوگ آج تک غائب ہوئے تھے ان کا کسی کو کوئی نشان تک نہیں ملا تھا...

مایا ہمیشہ اس جگہ پر آنے سے ڈرتی تھی..

تم چپ کر کے بیٹھو گی یا تمہیں بھی یہی دفن کر دوں.. لیری بلیک نے خونی آنکھوں سے مایا کی

طرف دیکھا..

مایا وہی چپ کر گئی..

اندر لے کر آؤ اسے..

لیری بلیک نے اپنے آدمی سے کسی کو اندر آنے کا کہا..

فقیروں جیسے حالت میں ایک آدمی اندر آیا..

مایا نے اسے غور سے دیکھا اس سے آنے والی بدبو بہت گندی تھی..

مایا نے فوراً اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا..

آؤ اندر اجاؤ. لیری بلیک نے اسے اپنے پاس بلایا..

ہاں بولو کیا خبر ہے.. لیری بلیک نے اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

وہ ایک میجر ہے.. آدمی نے کہا..

اور آگے بولتے جاؤ.. لیری بلیک نے اس آدمی کو آگے بولنے کا کہا..

جی.. وہ آرمی میں میجر ہے.. پر اس سے جرنیل اور کرنل مشن کرواتے ہیں اور اس کا ایک

دوست بھی ہے جب بھی کوئی مشن ہوتا ہے یہ دونوں مل کر کرتے ہیں..

آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا..

نام.... لیری بلیک نے ٹیبل پر رکھے پزل کو گھماتے ہوئے پوچھا..

میجر زارون اور اسکا دوست حمزہ....

جاری ہے * * * *

میجر زارون.... لیری بلیک نے اس لفظ پر کافی زور دے کر کہا...

اب تمہیں میرے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچائے گا..

لیری بلیک کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا...

اس کی کوئی تصویر لائے ہو.. لیری بلیک نے کہا..

نہیں باس میجر زارون کی کوئی تصویر نہیں ہے اور باس اپ میجر زارون کو نہیں پکڑ سکتے.. آدمی نے لیری بلیک کو کہا..

وہ کہاں ہوتا ہے اور اس کا گھر کہاں ہے کسی کو نہیں پتہ.. لیکن یہ حمزہ کی تصویر ہے.. آدمی نے حمزہ کی تصویر آگے کرتے ہوئے کہا..

لیری بلیک تصویر کو دیکھے بغیر اٹھا اور اس آدمی کے پاس آیا.. کیا کہا میں نہیں پکڑ سکتا.. یہ ہی کہانا تم نہیں لیری بلیک نے پسٹل اس آدمی کی کھوپڑی پر رکھتے ہوئے کہا..

معاف کر دیں باس.. مجھے معاف کر دیں.. اس آدمی نے معافی مانگتے ہوئے کہا..

اور اگلے ہی لمحے لیری بلیک نے گولی اس کے دماغ کے آر پار کردی...

ایسے بزدل لوگوں کو مر ہی جانا چاہیے اٹھا کر لے جاؤ اسے..

لیری بلیک نے پسٹل کے اشارے سے اس آدمی کی لاش کو اٹھانے کا کہا...

اور واپس آکر لیری بلیک نے ٹیبل پر پڑی حمزہ کی تصویر دیکھی..

اگر ہم حمزہ تک پہنچ جائے تو میجر زارون خود ہی ہمارے پاس آجائے گا..

وہ جہاں مرضی چھپ جائے پر لیری اسے پکڑ ہی لے گا..

مایا نے لیری کے ہاتھ سے حمزہ کی تصویر لی اور اسے کافی غور سے دیکھا..

لیری اگر یہ کام میں کروں مطلب حمزہ تک میں جاؤں گی اور میجر زارون تک تم...

مایا نے تصویر کو دوبارہ لیری بلیک کے اگے رکھتے ہوئے کہا..

ہاں آئیڈیا اچھا ہے تمہارا.. پر مجھے کوئی گڑبڑ نہیں چاہیے اگر ایسا کچھ ہوا تو تمہاری موت میرے ہاتھوں سے ہوگی..

لیری بلیک نے کرسی پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا..

کیونکہ وہ مایا کی فطرت کو اچھے سے جانتا تھا..

تم فکر نہ کرو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا یہ تو میرا دائیں ہاتھ کا کام ہے.. مایا نے حمزہ کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے تو تم آج سے ہی اس پر کام شروع کر دو.. لیری بلیک نے حمزہ کی تصویر پر پسٹل کی نوک رکھتے ہوئے کہا..



مسٹر اینڈ مسز فرقان علوی.. جبار صاحب کے گھر موجود تھے..

رضیہ بیگم اور جبار صاحب نے ان دونوں کا اچھے سے استقبال کیا..

جبار صاحب نے فرقان صاحب کے ساتھ گزرا ہوا ٹائم رضیہ بیگم کو بتایا..

آپ کی بیٹی نظر نہیں آرہی.. تمہینہ بیگم نے رضیہ بیگم سے پوچھا..

جبار صاحب پارٹی پر ہی فرقان صاحب کو اپنی فیملی ممبرز کے بارے میں بتا چکے تھے اور فرقان

صاحب نے بھی اپنے بیٹے وہاج اور ایشال کا بتایا تھا..

جی وہ یہی ہے اپنی دوست کی طرف گی ہے اس کا پاس ہی گھر ہے.. رضیہ بیگم نے مسز فرقان کو بتایا..

فرقان صاحب کیا کرتے ہیں آپکے بچے آپ کا بڑا بیٹا تو آپ کی طرح محنتی ہو گا کہتے ہیں کے بیٹے ہمیشہ باپ کی فوٹو کاپی ہوتے ہیں.. جبار صاحب نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا.. جی بالکل آپ نے ٹھیک کہا.. وہاں بہت محنتی ہے اب تو اس نے کافی میرے کام کور کیا ہوا ہے.. بات کرتے ہوئے فرقان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ غائب ہو گی تھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیا..

فرقان صاحب کے اس جواب پر تہمینہ بیگم ہلکی ہلکی رہ گی انہوں نے اپنی شرمندگی کو بڑی مشکل سے کور کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ فرقان صاحب نے اپنے دوست سے جھوٹ کیوں بولا ہے.. جب کہ سارے آفس کا کام تو ارسل نے سنبھالا ہوا ہے..

کافی دیر بات چیت چلنے کے بعد فرقان صاحب نے جبار صاحب سے اجازت لی اور اپنے گھر آنے کا کہہ کر وہاں سے نکل پڑے...

فرقان صاحب کے جاتے ہی رامین گھر آئی..

رامین میں نے کب سے تمہیں بلوایا تھا آپکے بابا جان کے دوست کی فیملی آئی تھی وہ آپ سے ملانا چاہتے تھے.. رضیہ بیگم نے رامین کو ڈانٹتے ہوئے کہا..

امی وہ بسمہ آنے ہی نہیں دے رہی تھی اس لیے.. رامین نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا..

کوئی بات نہیں رامین اب تو آنا جانا ہوتا رہے گا جاؤ تم شاباش اپنے کمرے میں.. جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا..

رامین چپ کر کے کمرے میں چلی گئی..

رضیہ بیگم آپ بھی کمال کرتی ہیں بچی کو اداس کر دیا ہے پتہ ہے نا اس کی سالگرہ ہے اور فرقان صاحب تو ہم سے ملنے آئے تھے کون سا وہ رامین سے ملنے آئے تھے.. جبار صاحب نے رضیہ بیگم کو کہا..

رضیہ بیگم جبار صاحب کی اس بات پر خاموش ہو گئی..

رامین برا سا منہ بنا کر اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی کھڑکی سے آنے والے تیز ہوا کے جھونکے رامین کے بالوں کو چھو رہے تھے.. رامین اپنے ہاتھ سے بالوں کو بار بار کانوں کے پیچھے کر رہی تھی..

ہوا میں آتی ہوئی خوشبو رامین کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی..

رامین بیڈ سے اٹھی اور کھڑکی کی طرف گئی جو باہر مین روڈ کی طرف تھی اور ساتھ ہی چھوٹا سا ٹریس تھا..

رامین نے کھڑکی کے پاس آتے ہوئے باہر کی طرف دیکھا..

اس کی نظر ٹریس میں رکھے ہوئے ٹیبل پر پڑی جس پر ایک کارڈ پڑا تھا..

رامین نے ڈرتے ہوئے وہ کارڈ پکڑا اس کو کھولتے ہوئے پہلا لفظ جو لکھا تھا وہ تھا smile..

آپ کے چہرے پر ادا سی اچھی نہیں لگتی اس لیے آپ مسکراتے رہا کریں..

فرم ایم زید..

رامین نے فوراً جھک کر پوری سڑک پر دیکھا تو کوئی نہیں تھا..

رامین دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں آگے کارڈ کو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے.. وہ بے بسی سے جھکتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئی آنکھوں میں نمی اچلی تھی..

اگر کسی کو مارنا ہو تو اسے سب سے پہلے دماغی طور پر مفلوج کر دو.. یہ بات رامین نے سنی ہوئی تھی..

لیکن اب رامین کے ساتھ حقیقت میں ایسا ہو رہا تھا.. وہ دن بہ دن شیڈو مین کی گرفت میں آتی جا رہی تھی..

وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی.. وہ نا تو اس کے سامنے اڑا تھا اور نا ہی اس کا پیچھا چھوڑ رہا تھا...



میجر زارون اور حمزہ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے لچ کر رہے تھے..

کھانے سے فارغ ہو کر میجر زارون نے چائے کا آرڈر کر دیا..

زارون میں سوچ رہا تھا کہ ہم نے لیری بلیک کا جو پلان ناکام کیا ہے.. تو اب وہ آرام سے بیٹھنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ اب پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گیا ہو گا..

اب وہ اپنی اس ناکامی کا بدلہ لینے کے کوئی نا کوئی پلان تو کر رہا ہو گا.. حمزہ نے میجر زارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ٹھیک کہا تم نے حمزہ.. یہ تو اب ہو گا ہی.. لیکن ہمیں پہلے سے زیادہ تیاری میں رہنا ہو گا ہر قدم بڑی سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا.. اور اس کے حملے کے لیے خود کو تیار کرنا ہو گا..

کہتے ہیں کہ زخمی شیر زیادہ خطرناک ہوتا ہے.. پر میرا کہنا ہے کہ اگر شیر زخمی ہو تو اسے پکڑنا اور بھی آسان ہوتا ہے..

میجر زارون نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا...

ویٹر چائے لے آیا ویٹر کے آتے ہی دونوں خاموش ہو گئے..

ویٹر نے چائے دونوں کے سامنے رکھی اور چلا گیا..

چھوڑو یار یہ لیری بلیک کو.. دیکھا جائے گا..

تم بتاؤ کیسی ہے ہماری بھابھی.. اظہار کیا تم نے کہ ابھی تک ڈر ہی رہے ہو..

میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

کہاں زارون یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھتے ہو.. اظہار محبت کرنے سے زیادہ آسان کسی

دشمن سے لڑنا ہے.. اس میں یہ تو پتہ ہوتا ہے نا کہ جیت ہماری ہی ہو گی محبت میں تو یہ بھی

نہیں پتہ کہ سلیکٹ ہونا ہے یا رنجیکٹ..

واہ حمزہ تم اتنے ڈرتے ہو یار.. مجھے نہیں پتہ تھا مجھے فون دو میں بھابی کو بتاؤں گا کہ میرا

بھائی آپ سے کتنا پیار کرتا ہے..

میجر زارون نے حمزہ کا فون پکڑتے ہوئے کہا..

نہیں.. نہیں یار یہ ظلم نا کرو.. جو تھوڑے بہت چانس ہیں وہ بھی تم ختم کر دو گے..
حمزہ نے فوراً موبائل زارون سے لے لیا..

ارے حمزہ تم بھی نا.. میجر زارون کے چہرے پر مسکراہٹ اگی..
جب تم پر وقت آئے گاتب تم سے پوچھوں گا میں.. ویسے تم اپنا بتاؤ کیا ارادہ ہے کوئی دھونڈو
گے بھی کہ نہیں. حمزہ نے میجر زارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
پتہ نہیں یار کوئی ہوگی بھی کہ نہیں اور کہاں ہوگی وہ..

میں یہاں چائے پی رہا ہو اور وہ بھی کہیں آسکریم کھا رہی ہوگی یا چائے پی رہی ہوگی.. آخر
میں میجر زارون کے چہرے پر مسکراہٹ اگی..

ویسے حمزہ لڑکیوں کو زیادہ کیا پسند ہوتا ہے چائے یا آسکریم..
میجر زارون نے ٹیبل پر کہنیاں رکھتے ہوئے حمزہ سے پوچھا..

یار زارون یہ تو میں بھی آج تک نہیں فائل کر پایا کہ زیادہ کیا پسند ہے ان لڑکیوں کو.. سچ پوچھو
تو وہ اس بات سے زیادہ خود complicated ہوتیں ہیں.. ان کو سمجھنا بہت مشکل ہوتا
ہے.. ان کے موڈ کا کچھ پتا نہیں ہوتا کب غصے میں آجائے..

حمزہ نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا..

ٹھیک کہا تم نے.. ان کے موڈ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا.. میجر زارون نے ایک مسکراہٹ کے
ساتھ چائے میں چینی ڈالتے ہوئے کہا..



وہاج اور ارسل اپنے دوستوں کو ملنے یونیورسٹی آئے ہوئے تھے...

وہاج آؤ میں تمہیں کسی سے ملواتا ہوں.. ارسل وہاج کو لے کر یونیورسٹی کی کافی شاپ پر آگیا...

ہیلو نشاء کیسی ہو..

ارسل نے ایک سلم سمارٹ لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا.. جو اپنی فرینڈز کے پاس کھڑی ہوئی تھی..

نشاء نے پیچھے مڑ دیکھا.. اوہو ارسل کیسے ہو.. نشاء نے ہاتھ بڑھا کر ارسل اور وہاج کو ہیلو کہا.. ارے نشاء یہ تم ہو.. وہاج نشاء کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا.. یہ وہی لڑکی ہے نا جس کو سب برگر بولتے تھے.. وہاج یہ بات کرتے ہوئے ہنس پڑا..

جی میں وہی ہوں.. نشاء نے برا سا منہ بنا کر کہا..

وہاج کی اس بات پر ارسل کی بھی ہنسی نکل گئی..

ارے یار تم نے کیسے خود کو اتنا سلیم کیا اب تو تم کیسی مس ولڈ سے کم نہیں لگ رہی.. وہاج نے نشاء کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا..

بس دیکھ لو... دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے.. نشاء نے فخریہ لہجے میں کہا..

تو کیا کر رہی ہو آج کل.. وہاج مسلسل نشاء میں دلچسپی لے رہا تھا..

کچھ خاص نہیں.. مئی ڈیڈ باہر گئے ہوئے ہیں تو بس میں ایسے ہی گھوم پھر کر ٹائم گزار رہی ہوں.. ویسے تم اتنا کیوں ہوچھ رہے ہو یونیورسٹی کے ٹائم میں تو تم کیسی کو منہ نہیں لگاتے تھے.. اور تو تم مجھے دیکھتے تک نہیں تھے. نشاء نے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

وہاج یونیورسٹی کا سب چارمنگ لڑکا تھا ہر لڑکی کی یہ ہی خواہش ہوتی کہ وہ وہاج سے بات کر سکے..

پر وہاج علوی کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا.. وہاج نے قسم کھائی تھی کہ خود سے کسی لڑکی سے بات نہیں کرے گا.. لڑکیوں کو پیچھے لگانا وہاج کی hobby تھی پر کسی لڑکی کے پیچھے جانا وہاج کی انسلٹ تھی..

پر آج نشاء کو دیکھ کر وہ وہاج نے وہ قسم توڑ دی تھی..

اوہو ہیلو میں بھی یہاں موجود ہوں.. ارسل نے دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھا تو بولا..

نشاء ارسل کی بات پر ہنس پڑی...

کوئی بات نہیں نشاء اب تمہیں دیکھ لیتا ہوں.. وہاج نے نشاء کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا...

وہاج کی اس بات پر نشاء کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی..

یونیورسٹی کا چارمنگ لڑکا آج اس سے بات کر رہا تھا یہ یہی سوچ کر نشاء خوش ہو رہی تھی..

آؤ کہیں بیٹھ کر بات کرتے اور ساتھ میں لنچ بھی کر لیں گے..

وہاج نے نشاء کو سیدھا لنچ کا پوچھ لیا..

لنچ.. اوکے.... نشاء نے کچھ سوچتے ہوئے کہا..

نا بھی میں نہیں جا رہا تم لوگوں کے ساتھ مجھے مارکیٹ میں کچھ کام ہے آپ لوگ چلے جاؤ..
ارسل نے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا..

اوکے ٹھیک ہے.. پھر تو چلیں نشاء.. وہاج نے نشاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اوکے چلتے ہیں.. نشاء بھی خوشی خوشی سے وہاج کے ساتھ چل پڑی..

ارسل کو مارکیٹ میں کام تھا جو شاپنگ مال فرقان صاحب نے کے تھے ان سب کی ذمہ داری
ارسل پر تھی اس لئے وہ ہفتہ میں دو سے تین بار سارے سسٹم کو چیک کرنے آتا تھا..

مارکیٹ کے کام سے فارغ ہوتے ہی ارسل کو وہاج کی کال آگئی کہ وہ رات کو لیٹ آئے گا
نشاء کے ساتھ ڈنر کا بھی پلان بن چکا ہے..

ارسل نے کال بند کی اور ایک گفٹ شاپ پر چلا گیا..



میں آپکو کہہ رہی ہوں نا کہ مجھے اسی طرح کا

ہی Teddy bear چاہیے.. میں پانچ منٹ کے لئے اے ٹی ایم پر کیا گی آپ نے اسے
بیچ دیا..

بسمہ نے رامین کو سالگرہ کا گفٹ دینے کے لئے Teddy bear پسند کیا تھا جو ابھی کچھ
دیر میں ہی سیل ہو گیا تھا..

بسمہ غصے سے لال ہو رہی تھی وہ شاپ میں سب سے الگ تھا اور بسمہ باتوں باتوں میں رامین سے اس کا کلر بھی پوچھ چکی تھی اور بس بسمہ کو یہی چاہے تھا..

دیکھیں مس آپ انتظار کریں ہم اپنی دوسری برانچ سے پتہ کروا لیتے ہیں وہاں موجود ہو گا آپ بیٹھ جائیں دوسرے کسٹمر نے بھی اپنا بل کروانا ہے.. بسمہ کی اس بحث کی وجہ سے کافی لائن لگ چکی تھی..

ہممم۔ اوکے ٹھیک ہے آپ اپنی برانچ سے منگوا کر دیں میں یہی ویٹ کر رہی ہوں..
یہ کہہ بسمہ جیسے واپس جانے کو مڑی ہائی ہیل کی وجہ سے اسکا پاؤں مڑ گیا.. اور وہ گرنے ہی لگی تھی کہ کسی نے بسمہ کو تھام لیا تھا..

اففف اللہ... بسمہ کے منہ سے درد سے چیخ نکلی..
بسمہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ ارسل کی بانہوں میں تھی..
تم... بسمہ نے ارسل کی طرف غصے سے دیکھا..
تم پھر میرا پیچھا کر رہے ہو..

نہیں.. بلکہ بھی نہیں.. اگر میں آپ کا پیچھا کرتا ہوتا تو اس طرح آپ کو گرنے سے نا بچاتا..
ارسل نے بسمہ کی طرف اشارہ کیا جو ابھی تک ارسل کی بانہوں میں تھی..
تم.. تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی.. چھوڑو مجھے.. بسمہ نے اپنے آپ کو ارسل کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی..

سوچ لیں اگر میں نے اِکُو چھوڑ دیا تو پھر دوبارہ کرنے سے نہیں بچاؤ گا.. ارسل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی..

میں کہہ رہی ہوں چھوڑو مجھے.. بسمہ ارسل پر چلائی..
اور ارسل نے بسمہ کو چھوڑ دیا.. جس سے بسمہ خود کو سنبھال نہیں پائی اور فرش پر گر گئی..
یہ لیں چھوڑ دیا..

ارسل بسمہ کے سامنے اب ہاتھ باندھے کھڑا تھا.. اور اس کے چہرے پر ہنسی تھی..
بدتمیز... بسمہ نے خود کو فرش سے اٹھاتے ہوئے کہا..
سارے لوگ بسمہ کو دیکھ رہے تھے.. بسمہ نے اپنے ارد گرد دیکھا تو سب لوگ ہنس رہے تھے..
تمہیں تو میں بعد میں دیکھ لو گی.. بسمہ نے ارسل کے قریب جاتے ہوئے کہا اور شاپ سے باہر آگئی..

مس تھینکس تو بولتی جائیں.. ارسل نے بسمہ کو پیچھے سے آواز لگائی..
بسمہ نے کھا جانی والی نظروں سے مڑ کر ارسل کی طرف دیکھا..
بسمہ کا اب دوبارہ ارادہ نہیں تھا اس شاپ پر جانے کا جو کچھ وہاں ہو چکا تھا..



رامین کی زندگی کا ایک نیا سال شروع ہو چکا تھا رامین کی اپنی زندگی کی آنے والی نئی صبح کیا لے کر آئے گی یہ رامین کو بھی نہیں پتہ تھا...

رضیہ بیگم نے صبح اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیٹی رامین کے لیے دعا کی کہ اس کی آنے والی زندگی خوشیوں سے بھری ہو۔

رضیہ بیگم نے جائے نماز ٹیبل پر رکھی اور رامین کو اٹھانے کے لیے چلی گئی۔

رامین اپنے کمرے میں اپنی سوچوں سے الجھتے ہوئے کب سوئی تھی یہ اسے بھی نہیں پتہ تھا اور اس سب پریشانیوں میں وہ اپنی سالگرہ کو بھی بھول چکی تھی۔

رضیہ بیگم نے اپنے کمرے سے نکلنے کے لیے دروازہ کھولا تو پورا حال سرخ گلاب سے سجا ہوا تھا اور یہ گلاب کے پھول رامین کے کمرے تک جا رہے تھے۔

رضیہ بیگم یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ بسمہ نے یہ سب کب کیا ہو گا اور ایسا سرپرائیز دے گی وہ رامین کو۔ سب کچھ سچ میں بہت اچھا لگ رہا تھا سرخ گلاب سے زمین کو کور کیا ہوا تھا ہر ٹیبل پر سفید گلاب پڑے تھے۔

رضیہ بیگم سب دیکھتے ہوئے باہر کی طرف آئی۔

بسمہ جبار صاحب کے گیٹ کے اندر کھڑی تھی اور اس کا منہ کھولے کا کھلا تھا۔ پورے گارڈن میں غبارے تھے اور زمین پر سرخ گلاب۔

بسمہ کے تو جیسے ہوش ہی گم ہو گئے تھے یہ سب دیکھ کر وہ سکتے میں کھڑی تھی باہر جب رضیہ بیگم نے بسمہ کو آواز دی تو وہ اپنے ہوش میں آئی۔

بسمہ یہ تم نے کب کیا۔ بہت ہی اچھا اور خوبصورت ہے رامین کو بہت پسند آئے گا۔ تم تو بڑی چھپی رستم نکلی ہو۔

آؤ اندر اجاؤ رامین ابھی سو رہی ہے.. رضیہ بیگم نے بسمہ کو اندر آنے کا کہا
بسمہ اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے اندر آئی..

جی آنٹی جی.. مجھے بھی نہیں پتہ تھا کہ اتنا سب کچھ ہو گا.. بسمہ نے اندر کی ڈیکوریشن دیکھتے
ہوئے کہا..

بسمہ ہکی ہکی کھڑی تھی.. یہ سب اس کی سوچ سے بھی باہر تھا..

کیا مطلب بسمہ یہ سب تم نہیں کیا.. رضیہ بیگم نے حیرانگی سے بسمہ سے پوچھا..

اوہو.. ہاں.. آنٹی جی میں نے ہی کیا ہے یہ سب.. بسمہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی
سے کہا..

تو پھر تم پریشان کیوں ہو گی ہو یہ سب کچھ دیکھ کر.. رضیہ بیگم کو اب شک ہونے لگ گیا
تھا..

ارے نہیں.. نہیں میں پریشان نہیں ہوں.. وہ دراصل.. بسمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ
کیا کرے..

ہاں.. آگیا یاد.. میں نے وائٹ گلاب کا زیادہ کہا تھا تو وہ مجھے زیادہ نظر نہیں آرہے.. اس لئے..
بسمہ نے اب اپنی پریشانی کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا..

بسمہ کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی..

کوئی بات نہیں بسمہ یہ سب بھی بہت اچھا مجھے تو بہت پسند آیا ہے اللہ تم دونوں کی دوستی
سلامت رکھے تم دونوں ایسے ہی خوش رہو.. رضیہ بیگم نے بسمہ کو دعائیں دیتے ہوئے کہا..

اب جاؤ اور اسکو اٹھاؤ ابھی تک سو رہی ہے۔۔

یہ کہہ کر رضیہ بیگم کچن کی طرف چلی گی۔ وہ ہمیشہ رامین کی سالگرہ پر خود اپنے ہاتھوں سے کیک بناتی ہیں۔

بسمہ نے خود کو کنٹرول کیا۔۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ رامین اپنی سالگرہ پر پریشان ہو اور گھر والے بھی اس کی وجہ سے ہو جائے۔۔

بسمہ رامین کے کمرے کے باہر کھڑی تھی۔ ایک گہرا سانس لینے کے بعد اس نے اپنے آپ کو نارمل کیا اور اپنے چہرے پر ہنسی لے کر آئی۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے بسمہ اندر آئی اور اس نے سوئی ہوئی رامین کے اوپر پانی کا گلاس انڈیل دیا۔۔

کون... کون.. کون ہے.. رامین ہڑبڑا کر اٹھ گی۔۔ آنکھوں کو مسلتے ہوئے رامین نے اپنے چہرے پر سے پانی کو صاف کیا۔۔

ہپی برتھ ڈے.. رامین... بسمہ رامین کے پاؤں کی طرف بیٹھی ہوئی تھی۔۔

بسمہ کی بچی یہ کیا طریقہ ہے.. رامین نے تکیہ اٹھا کر بسمہ کو دے مارا بسمہ نے خود کو بچاتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر باہر کو بھاگ گی رامین بھی اس کے پیچھے بھاگی۔۔

باہر نکلتے ہی رامین کے قدم روک گئے۔۔

باہر پورا گھر گلاب کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔۔ سامنے رامین کی امی اور بابا جان کھڑے تھے۔۔

سالگرہ مبارک ہو میری بیٹی.. جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

رضیہ بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے رامین کی طرف دیکھا..

یہ سب آپ لوگوں نے کیا ہے .. رامین دیکھ کر خوش ہو گی اسکے چہرے کی تمام ادا سنی اور پریشانی دور ہو چکی تھی..

یہ سب تمہاری دوست بسمہ نے کیا ہے ہم سب کو تو بہت پسند آیا ہے تمہیں کیا پسند آیا ہے رضیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے رامین کو بتایا..

سچ میں بسمہ تم نے کیا یہ سب.. بہت اچھا اور خوبصورت ہے مجھے بہت پسند آیا ہے رامین نے آگے بڑھ کر بسمہ کو گلے لگا لیا.. تم میری بیسٹ سے بھی بیسٹ فرینڈ ہو..

بسمہ کے چہرے پر پھلکی مسکراہٹ آگئی.. وہ رامین کو اتنا خوش دیکھ کر بتا ہی نہیں پائی تھی کہ یہ سب میں نے نہیں کیا.

لیکن بسمہ کا دل کر رہا تھا کہ وہ رامین کو سب بتا دے کہ یہ سب اسی شیڈوین نے کیا ہے یہ وہی ہے.. اور یہ سب وہی کر سکتا ہے..

لیکن رامین کی خوشی کے آگے وہ چپ کر گئی تھی..



مایا غصے سے لیری بلیک کے اڈے پر اس کا انتظار کر رہی تھی... ہاتھوں کو مسلتے ہوئے وہ چکر پر چکر لگا رہی تھی..

باہر آکر لیری بلیک کی گاڑی روکی.. مایا نے جلدی سے باہر دیکھا تو لیری بلیک گاڑی سے باہر نکل رہا تھا..

بلیک کلر کی شیلوار قمیض پہنے سینے کے اگلے بٹن کھولے ہوئے تھے آنکھوں پر گلاس سبز لگائے وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

لیری کہاں تھے تم۔ مایا نے باہر آتے ہی غصے سے لیری بلیک کو کہا۔
لیری بلیک نے کال بند کی اور آنکھوں سے گلاس سبز اتراتے ہوئے مایا کی طرف غصے سے دیکھا۔

میں جب کال پر بات کر رہا ہوں تو درمیان میں نہیں بولنا یہ میں نے تمہیں کتنی بار سہ۔ مجھایا ہے۔ لیری بلیک نے مایا کے بازو کو دبوچتے ہوئے کہا۔

اور ہاں میں تمہارا غلام نہیں ہوں کہ میں تمہیں ہر بات بتاؤں کہ میں کہاں تھا اور کیا کر رہا تھا تم اپنی حد میں رہو تو یہی تمہارے لیے بہتر رہے گا۔ لیری بلیک نے ایک جھٹکے سے مایا کو دور کیا۔

لیری میں تم سے بس یہ پوچھ رہی ہوں کہ تم کہاں تھے۔
جے ڈی مجھے کال کر رہا تھا رات سے تم غائب ہو تمہارا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔
تمہیں پتہ ہے کہ جے ڈی کو اگر کوئی غلط فہمی ہو گئی تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ میرا کیا حال کرے گا۔

مایا لیری بلیک کے پیچھے چلتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی۔
لیری بلیک کمرے میں اکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ موبائل اور گاڑی کی چابی کو سائینڈ پر رکھتے ہوئے اس نے مایا کی طرف دیکھا۔

ہاں اب بولو کیا کہہ رہی تھی تم.. لیری بلیک نے ٹیک لگاتے ہوئے کہا..
واٹ.. میں جو اتنی دیر سے تمہیں بول رہی تھی تم نے سنا ہی نہیں.. مایا نے حیرت سے لیری
بلیک کی طرف دیکھا..

ہاں تو نہیں سنا.. دوبارہ بتا دو.. لیری بلیک نے دھیمے لہجے میں مایا کو کہا..
لیری لگتا ہے تم پاگل ہو گے ہو.. میں تمہیں یہ کہہ رہی تھی کہ تم ساری رات کہاں تھے تمہارا
موبائل فون بھی آف تھا جے ڈی بھی تمہیں کال کر رہا تھا آج کے پلان کے بارے میں بتانا
تھا اور تم ہو کہ تمہیں کوئی ٹینشن ہی نہیں ہے مایا حیرت سے لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا..

لیری بلیک کرسی کو گھماتے ہوئے مایا کی بات سن رہا تھا..
جب مایا کی بات ختم ہوئی تو لیری بلیک آگے کی طرف جھکا اور ٹیبل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے
مایا کی طرف دیکھا..

تم اتنا ڈرتی ہو جے ڈی سے.. لیری بلیک نے اپنے آئی برو اوپر کرتے ہوئے کہا..
لیکن میں نہیں ڈرتا جے ڈی سے وہ میں اس لیے نہیں ڈرتا کیوں کہ میں اس کا کھاتا نہیں
ہوں اور نا ہی میں اس کا پالتو ہوں...

اور ویسے بھی تمہارا اس سے ڈرنا بنتا بھی ہے وہ تم پر پیسے جو خرچ کرتا ہے اور تم اس کی ضرورت
کو جو پورا کرتی ہو.. لیری بلیک کے لہجے میں زہر بھرا ہوا تھا..
شٹ اپ لیری... شٹ اپ.. مایا نے غصے سے لیری کو کہا..

اوہو تو تمہیں سچ سنا اچھا نہیں لگا... لیلیری بلیک اپنی سیٹ سے اٹھا اور مایا کے پاس آیا..
 مایا کے چہرے کو لیری بلیک نے غصے سے دبوچا.. ایک بات میری یاد دماغ میں فٹ کر لو.. آج
 کے بعد مجھ سے یہ مت پوچھنا.. میں کہاں تھا.. کیا کر رہا تھا.. مجھے اپنی لائف میں دخل اندازی
 پسند نہیں ہے.. اور نہ ہی تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم لیری بلیک سے سوال کرو.. لیری بلیک
 نے اپنے ہاتھ کی گرفت مایا کے چہرے پر مضبوط کرتے ہوئے کہا..
 یہ میں ابھی تمہیں پیار سے سمجھا رہا ہوں لیکن اگلی بار تم اس قابل ہی نہیں رہو گی کہ مزید کچھ
 پوچھ سکو..

لیری بلیک نے مایا کا منہ چھوڑتے ہوئے کہا..
 مایا کے چہرے پر اب لیری بلیک کی انگلیوں کے نشان پڑ چکے تھے..
 جاری ہے *****

رامین اور بسمہ ریسٹورنٹ میں ڈنر کے لیے بیٹھی ہوئی تھیں..
 بسمہ نے اپنے آپ کو بہت مشکل سے کنٹرول کیا ہوا تھا زندگی میں کبھی بھی نارامین نے بسمہ
 سے کچھ چھپایا تھا اور نا بسمہ نے اس لیے ابھی بسمہ کو بے چینی لگی ہوئی تھی کہ وہ کس طرح
 سے رامین کو بتائے..

بسمہ نے رامین کے چہرے کی طرف دیکھا جو خوشی سے دمک رہا تھا.. اپنے ہاتھوں کو مسلتے
 ہوئے بسمہ پھر چپ کر گئی..

بسمہ یار کیا ہے کب سے چپ بیٹھی ہو آج آر کیوں نہیں دے رہی کھانے کا۔ رامین نے مینو بک پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔ ہاں کیوں نہیں میں دیتی ہوں آرڈر ایک ہی تو دن ہوتا ہے جب تم سے اپنی پسند کا کھانا منگوا سکتی ہوں۔

بسمہ نے فوراً مینو کی طرف دیکھا۔

اور بسمہ نے ویٹر کو بلا کر کھانے کا آرڈر دے دیا

تھوڑی دیر بعد دونوں نے کھانا ختم کیا۔ اور بل کے لیے رامین نے ویٹر کو آواز دی

اکیسوزمی.... بل لے آئیں

ویٹر رامین کے پاس آیا۔

جی میڈم۔

اپ کو بل لانے کا کہا تھا آپ لے کر نہیں آئے کیا۔ اس بار بسمہ نے ویٹر کو جواب دیا۔

میڈم آپ کا بل ادا ہو چکا ہے۔ ویٹر نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

کیا۔ کیا کہا آپ نے یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے کیسی سے بل کیوں لیا۔ رامین نے غصے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

دیکھیں میڈم ان صاحب نے کہا کہ وہ آپ کے جانے والے ہیں تو بل وہ ادا کریں گے اور آپ

کو سر پرائزز دینا ہے تو ہم نے مان لی ان کی بات۔

کہاں ہیں آپ کے منیجر میں ان سے بات کرنی ہے۔۔ رامین نے غصے سے منیجر کی کمرے کی جاتے ہوئے کہا۔۔

رامین روک جاؤ۔ بسمہ نے پیچھے سے آواز دی
 رامین نے مڑ کر حیرت سے بسمہ کی طرف دیکھا جو چپ کھڑی تھی۔۔
 کیا۔۔۔ رامین نے ہاتھ کے اشارے سے بسمہ کو کہا۔۔

رامین اجاؤ ہم چلتے ہیں۔۔ بسمہ نے رامین کا اور اپنا پرس ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے کہا
 رامین ہکی ہکی وہاں کھڑی بسمہ کو دیکھ رہی تھی کہ آج بسمہ اتنی خاموش کیوں ہے۔۔
 اوکے آپ جائیں۔۔ بسمہ نے ویٹر کو جانے کا کہا اور رامین کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ریسٹورنٹ سے باہر آگئی۔۔

بسمہ تمہیں کیا ہو گیا ہے ایسے چپ کیوں کھڑی تھی وہاں بولی کیوں نہیں۔۔ وہ کون ہوتا ہے
 ہمارا بل دینا والا۔۔ رامین نے گاڑی کے پاس جاتے ہوئے بسمہ کو کہا۔۔

رامین ہم گھر چلتے ہیں میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔۔
 بسمہ نے سنجیدگی سے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

رامین بھی بسمہ کے اس جواب پر خاموش ہو گئی اور چپ کر کے دونوں گاڑی میں بیٹھ گئی
 سارے رستے رامین اور بسمہ میں خاموشی رہی۔۔

دونوں اب گھر پہنچ چکی تھی بسمہ رامین کے گھر آگئی تھی گھر میں داخل ہوتے ہی گلاب کی
 خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی

رامین نے بیڈ پر بیٹھتے ہی بسمہ کی طرف دیکھا..

ہاں بولو بسمہ کیا بات ہے تمہارا رویہ اتنا عجیب کیوں ہے صبح سے میں دیکھ رہی ہوں ایک تو تم نے یہ سب میرے لیے کیا اور مجھ سے ہی ٹھیک طرح سے بات نہیں کر رہی..
رامین نے ناراضگی سے بسمہ کی طرف دیکھا.

رامین یہ سب میں نے نہیں کیا.. بسمہ نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
کیا مطلب تمہارا کہ یہ سب تم نے نہیں کیا.. تو پھر کس نے ک.....یا..... رامین کے جسم میں سرد لہر اگی جب اس نے بسمہ کی طرف دیکھا اور اس کے منہ سے شیڈو مین کا نام تھا..
نہیں.. نہیں یہ ایسے نہیں ہو سکتا.. نہیں ہو سکتا.. رامین بیڈ سے اترتے ہوئے کہا وہ ٹینشن سے چکر لگانے لگ گئی..

یہ انسان کیا چاہتا ہے مجھ سے میری سمجھ سے باہر ہے یہ دیکھو بسمہ کل شام اس نے ٹریس پر یہ نوٹ بھی رکھا تھا رامین نے بسمہ کو وہ کاغذ تھماتے ہوئے کہا..
بسمہ کاغذ کو بغیر دیکھے اٹھی اور رامین کے کندھوں پر ہاتھ رکھے.. دیکھو رامین ہمیں اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے اور اب وقت آگیا ہے کہ گھر والوں کو سب بتا دیں کیونکہ کہ اب پانی سمر سے اوپر ہو چکا ہے.. بسمہ نے رامین کو سمجھاتے ہوئے کہا..

ہاں بسمہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو جو میرے گھر میں گھس کر اتنا سب کچھ کر سکتا ہے وہ کل کو کچھ بھی کر دے گا مجھے بابا جان کو سب بتا دینا چاہے پھر وہ موت کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائے گا..

رامین نے بسمہ کی ہاں میں ہاں ملائی..

کیا ہو رہا ہے میں نے تم دونوں کا ڈسٹرب تو نہیں کیا..

رضیہ بیگم نے کمرے میں آتے ہوئے کہا..

ارے آنٹی جی آپ کیسے ڈسٹرب کر سکتی ہیں ہم تو بس ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے.. بسمہ نے رضیہ بیگم کو جواب دیا..

امی یہ کیا ہے.. رامین نے جلدی سے رضیہ بیگم کے ہاتھوں سے پیکٹ پکڑا..

لگتا ہے آپ نے میرے لیے گفٹ لیا ہے رامین پیکٹ لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا..

ارے نہیں رامین ہماری طرف سے گفٹ تو تمہیں پتہ ہے کہ تم ساتھ چلتی ہو تو لیتی ہو.. یہ کوریئر والا آیا تھا تمہارے نام سے شاید تمہاری کسی فرینڈ نے بھیجا ہے.. دیکھ لو میں تب تک کھانا لگا لوں پھر اجانا تم دونوں.. یہ کہہ کر رضیہ بیگم وہاں سے چلی گئی..

رامین جو جلدی سے گفٹ کھول رہی تھی اس کا ہاتھ وہی ہی روک گیا..

اب بسمہ اور رامین ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں..

بسمہ نے گفٹ کو اوپن کیا..

اس کے اندر سے دو بکس نکلے ایک پر رامین کا نام تھا اور دوسرے پر بسمہ کا..

بسمہ اپنے نام کو دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا..

رامین نے جلدی سے اس کے اندر رکھے ہوئے کاغذ کو کھولا جس کے سب سے اوپر رامین کو سالگرہ کی مبارکباد دی ہوئی تھی..

امید کرتا ہوں کہ آپ کو یہ سب پسند آیا ہو گا آپکی خوبصورتی کے اگے یہ گلاب تو کچھ بھی نہیں ہے اور آج کا کھانا میری طرف سے تھا امید ہے آپ ناراض نہیں ہوں گی۔

اور ہاں آپکی دوست کو میں تھینکس بولو گا جس نے ہر چیز کو اچھے سے سنبھال لیا۔ ایک چھوٹا سا تحفہ ان کے لیے بھی۔

اور ہاں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گھر میں سے کسی کو بتانے کی غلطی مت کیجئے گا۔ کیونکہ میں غلطی کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا۔

فرم ایم زیڈ۔

کاغذ اور گفٹ کو سائیڈ پر رکھے راسین اور بسمہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بسمہ نے ہاتھ بڑھا کر گفٹ بکس اوپن کیے۔

راسین اور بسمہ دونوں کے گفٹ بکس ڈائمنڈ کے برسٹل تھے۔

راسین نے غصے سے بسمہ کے ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے دونوں کو دور پھینک دیا۔



ٹھیک ہے ہمیں اپنی اب تیاری مکمل کرنی چاہیے کوئی بھی پوائنٹ میس نہیں ہونا چاہیے یہ پارٹی

ہمارے لیے بہت اہم ہے

مجھے ایک ایک چیز پرفیکٹ چاہیے۔

ارسل نے اپنی ٹیم کو گائیڈ کرتے ہوئے کہا.. کل وہ جن کے ساتھ میٹنگ کرنے جا رہا تھا وہ دبئی کے بہت بڑے شیخ تھے ان کے ساتھ بزنس کر کے وہ اپنے فیملی کے بزنس کو دبئی میں بھی شروع کر سکتا تھا جو اس کے والد کا بھی خواب تھا..

سر آپ ٹینشن نہ لیں سب ٹھیک ہو گا اور وہ ہم سے ڈیل کیے بغیر رہ نہیں سکتے..
ارسل کے اسسٹنٹ ہمایوں نے کہا..

ارسل نے اپنی ٹائی کو ڈھیلا کیا اور کرسی کی پشت پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اپنی دونوں کہنیوں کو کرسی پر رکھتے ہوئے ہمایوں کی طرف دیکھا..
ہمایوں تایا جان آگے ہیں کیا آفس..

نہیں ارسل صاحب وہ ابھی نہیں آئے وہ دو دن سے تو آفس نہیں آرہے.. ہمایوں نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے میں دیکھ لیتا ہوں سب.. آپ یہ فائل تیار کر کے لے آئیں.. ارسل یہ کہہ کر کھڑکی کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا..

ارسل صاحب آپ سے ایک بات پوچھنا چاہ رہا تھا.. ہمایوں نے جاتے ہوئے ارسل کو کہا..

ارسل جو گہری سوچ میں چل گیا تھا ہمایوں کی آواز پر پیچھے مڑ کر ہمایوں کی طرف دیکھا..

ہاں ہمایوں بولو کیا بات ہے ارسل نے اپنے انگوٹھے سے ماتھے کو کھجاتے ہوئے کہا..

ارسل صاحب کوئی پریشانی چل رہی کیا کیونکہ فرقان صاحب بھی آفس نہیں آرہے اور آپ بھی پریشان لگ رہے ہیں آپکی آنکھیں بھی سرخ ہیں جیسے آپ ساری رات سو نہیں سکے..

ہمایوں نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں.. نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ہمیں اپنے کام پر زیادہ دھیان دینا چاہیے باقی تایا جان کی بات تو وہ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں.. تم بس یہ فائل دھیان سے تیار کر کے لے آؤ..

ارسل نے ہمایوں کو کہا اور دوبارہ کھڑکی کی طرف مڑ کر کھڑا ہو گیا..
ہمایوں اب کمرے سے باہر آگیا تھا..

ارسل نے کچھ سوچا اور اپنا کوٹ اٹھایا اور آفس سے باہر نکل آیا...

ارسل گاڑی چلاتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے تایا جان اس سے اتنے خفا کیوں رہتے ہیں وہ ہر طرح سے ان کا خیال رکھتا ہے کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا پھر بھی.. اور اب بھی آفس نہیں آرہے اب کم از کم بتا تو دیتے میں آفس والوں کو کتنا جھوٹ بولو.. یہی سوچ ارسل کو تنگ کر رہی تھی..

اففف اتنا رش.. کراچی کی ٹریفک کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی.. ارسل نے سمٹنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

ارسل کے سامنے گاڑیوں کی لائنز لگی ہوئی تھی..

ارسل نے بیک شیشے سے پیچھے دیکھا اور گاڑی کو دوسری طرف مڑتے ہوئے رستہ تبدیل کیا..

گرمی سے ارسل کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا گاڑی کو ایک سو چالیس کی رفتار پر رکھ کر ارسل گاڑی کا سرک پر دوڑا رہا تھا۔ اچانک اسے ایمرجنسی بریک لگانی پڑی جب اس نے سامنے پولیس سٹیشن سے فرقان صاحب کو نکلتے ہوئے دیکھا۔

ارسل نے فوراً گاڑی کو پولیس سٹیشن سے تھوڑا پیچھے کر کے کھڑا کیا۔ آنکھوں سے گلاسینز اتار کر بڑی حیرت سے اپنے تایا جان کو دیکھ رہا تھا۔ کہ ایسا کیا ہوا ہو گا کہ تایا جان پولیس سٹیشن آئیں ہیں۔

ارسل نے باہر جانے کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا لیکن لگے ہی لمحے وہ وہی روک گیا جب اس نے تایا جان کے ساتھ ثاقب نثار صاحب کو بھی دیکھا۔

وہ دونوں بڑے خوشی خوشی سے ایس ایچ او صاحب سے مل رہے تھے۔

ارسل نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

فرقان صاحب ایس ایچ او صاحب سے ملنے کے بعد ثاقب نثار صاحب کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر چلے گئے۔

ارسل نے بھی گاڑی سٹارٹ کی اور فرقان صاحب کی گاڑی کے پیچھے نکل پڑا۔

فرقان صاحب کی گاڑی سیدھی آفس کے رستے پر جا رہی تھی ارسل نے جب دیکھا کہ تایا جان آفس جا رہے ہیں ارسل نے اپنا رستہ تبدیل کیا اور مارکیٹ کی طرف نکل گیا۔

سارے رستے ارسل کو یہ بات تنگ کر رہی تھی کہ تایا جان پولیس سٹیشن کیا لینے گئے تھے کیا وہ کسی مشکل میں ہے یا کچھ ایسا ہوا جس کا ہمیں علم نہیں ہے.. وہ ہم سے کیا چہا رہے ہیں



وہاج تمہیں مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا کیا.. نشاء نے وہاج کے قریب آتے ہوئے کہا...
 اوئے نہیں.. نہیں.. یہ پیار ویاں میرے بس کی بات نہیں ہے ہاں تمہارے ساتھ دل لگی ضرور ہے.. وہاج نے نشاء کے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا..
 وہاج تم بھی نا.. اگر میں تمہیں پسند ہوں تو کیا ہم شادی کر لیتے ہیں نشاء نے وہاج کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا..

نا بھی میں شادی کے چکروں میں میں پڑنے والا نہیں ہوں.. یہ میں تمہیں پہلے ہی بتا دوں اگر ایسے چل سکتی ہو میرے ساتھ تو ٹھیک ہے.. وہاج نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا..
 وہاج نشاء کے ساتھ ایک cafe میں بیٹھا اپنا ٹائم پاس کر رہا تھا پر نشاء مکمل طور پر وہاج میں involve ہو رہی تھی..

کیا مطلب تمہارا.. وہاج کی اس بات پر نشاء وہاج سے دور ہو گی.. تو کیا تم میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے تھے.. نشاء نے غصے سے وہاج کی طرف دیکھا..

تو اور کیا تمہیں کیا لگا کہ میں سیریس ہوں.. وہاج نے اپنے آئی برو کو اوپر کرتے ہوئے کہا..
 انتہائی گھٹیا انسان ہو تم... نشاء نے اپنا بیگ اٹھایا اور وہاں سے نکل گی..

عجیب سہی بات ہے لڑکیوں کو سچ بات بتاؤ تو غصہ کرتی ہیں اور جھوٹ پر سب کچھ لٹا دیتی ہیں..

وہاج نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے کہا..

وہاج نے موبائل فون کو دیکھا جس پر ارسل کی کال آرہی تھی..

ہاں ارسل بولو..

وہاج نے فون اٹھاتے کہا..

میں cafe میں ہوں اجاؤ مل کر لینچ کرتے ہیں..

یہ کہہ کر وہاج نے ارسل کی کال بند کر دی..

تھوڑی دیر بعد ارسل وہاج کے پاس موجود تھا.

کیا بات ہے نشاء سے بنی نہیں کیا..

ارسل نے بیٹھتے ہوئے کہا..

چھوڑو یار کوئی اور بات کرو.. وہاج نے گلاس کے کنارے کو چھوتے ہوئے کہا..

کیوں کیا ہوا ہے بتاؤ تو سہی.. ارسل نے مینو کو دیکھتے ہوئے کہا..

یار ارسل وہ شادی کا کہہ رہی تھی you can believe کہ شادی کرو میں.. وہاج نے

غصے سے کہا..

ہاں تو وہاج اچھی تو ہے نشاء اب تم نے کبھی نا کبھی تو شادی کرنی ہے نا تو اس کو چانس دینے میں کیا حرج ہے.. ارسل نے منیو کو سائیڈ پر رکھا اور کرسی کی پشت پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا..

شادی اور میں.. کبھی بھی نہیں میں نا شادی پر یقین رکھتا ہوں اور نا مجھے کرنی ہے جب باہر سے بریانی مل رہی ہے تو پھر گھر کے دال چاول کیوں کھاؤں میں.. وہاج نے ارسل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا..

بہت بری بات ہے یار وہاج.. کب سدھرو گے تم.. ارسل نے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اتنے میں ویٹر آڈر لینے آگیا..

سر کیا لینا پسند کریں گے..

وہی جو ہر بار کھاتے ہیں.. ارسل نے ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اوکے سر... یہ کہہ کر ویٹر وہاں سے چلا گیا..

وہاج اور ارسل اکثر اسی cafe لنچ کرنے آتے تھے اور پاستا کیسٹرا چیز کے ساتھ کھاتے تھے اس لیے ویٹر یہ سن کر وہاں سے چلا گیا..

وہاج آجکل تایا جان نظر نہیں آرہے کیا کوئی مسئلہ چل رہا ہے ارسل نے پاستا کا چمچ لیتے ہوئے وہاج کی طرف دیکھا..

ارسل کی اس بات پر وہاج نے چونک کر ارسل کی طرف دیکھا.

کیا واقعی وہ تمہیں بھی نظر نہیں آرہے کیا.. مجھے لگا کہ صرف مجھے ہی نظر نہیں آتے.. وہاں نے ہنستے ہوئے کہا..

ارے یار تم بھی ہر بات کو مذاق میں لے لیتے ہو.. ارسل نے وہاں کی طرف دیکھا..
جو مزے سے پاستا کھا رہا تھا..

کیا مجھے وہاں کو بتانا چاہے کہ میں نے تایا جان کو آج پولیس سٹیشن دیکھا تھا یا میں پہلے خود پتہ کروا لو پھر بتا دوں گا یہ صحیح رہے گا ارسل پاستے میں چچ کو گھماتے ہوئے سوچ رہا تھا...



میں نے جو تمہیں کام دیا تھا وہ کہاں تک پورا ہوا..
لیری بلیک نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

کل وہ حمزہ تمہارے پاس ہو گا پھر تم جانو اور وہ.. لیکن میرے کام کے پیسے مجھے پہلے مل جانے چاہیے.. مایا نے نفرت بھری نظروں سے لیری بلیک کی طرف دیکھا اسے اپنی کل کہ بے عزتی یاد آگئی تھی جو لیری بلیک نے سب کے سامنے اس کی تھی..

گڈ ہو گیا... جب وہ میرے پاس آئے گا تب ہی تمہارے کام کے پیسے تمہیں مل جائیں گے اس پہلے سوچنا بھی نا.. اور کہاں ہے تمہارا باس جے ڈی آیا نہیں ابھی تک کل کا جو پلان ہے اس کے لیے اس نے تیاری کر لی ہے کیا.. لیری بلیک نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

لیری بلیک اور جے ڈی نے مل کر پلان کیا تھا کہ کراچی میں ہونے والے فیسٹیول پر بم دھماکہ کرنا ہے اس فیسٹیول پر امیر گھرانے کے لوگ آرہے اور لیری بلیک کو امیروں سے سخت

نفرت تھی اس لیے اس میں کس کس کی جان جائے گی اسے اس کی زرا بھی پرواہ نہیں تھی.. وہ بس اپنی نفرت کے نشے میں تھا اور اس کام کے لیے اسے اوپر سے بھاری رقم مل رہی تھی..

پتہ ہے اس کو وہ کل ہی پارٹی کے ٹائم آئیں گے کام ہونے سے پہلے.. میں اب چلتی ہوں کل کی پلاننگ بھی کرنی ہے یہ کہہ کر مایا وہاں سے اٹھ گی... لیری بلیک نے حیرت سے مایا کی طرف دیکھا اور پھر شراب کے گلاس کو ہونٹوں کے ساتھ لگا لیا..



یار زارون کہا تم میں اتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا حمزہ نے زارون کو آتے دیکھا تو کہا..

اب آگیا ہوں نا.. تمہیں تو پتہ ہے ہمارا کام کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے تو بس اسی کی تیاری کر رہا تھا اس لیے دیر ہو گی مجھے.. اچھا اب بتاؤ کیا کیا خبر ہے.. میجر زارون نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا..

ہمیں خبر ملی ہے کہ لیری بلیک کے آدمی کل کراچی میں کسے جگہ کو ٹارگٹ بنانے والے ہیں..

حمزہ نے میجر زارون کو بتاتے ہوئے کہا..

کس قسم کا ٹارگٹ کیا وہ لوگوں کو اغوا کریں گے یا قتل.. میجر زارون نے کہا..

یہ نہیں پتہ پر جہاں لوگ زیادہ ہوں گے وہی ان کی ٹارگٹ کی جگہ ہوگی حمزہ نے بتاتے ہوئے کہا..

تو اس کا مطلب رش والی جگہ ہوگی اور وہ کسی بمباری کا سوچ رہے ہیں ہمیں کل ہر جگہ اپنی نفری تعینات کرنی ہوگی پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بھی الرٹ کر دو وہ بھی اپنے اپنے علاقوں میں تمام جگہوں کو چیک کر لیں کچھ جگہوں کو تم کور کرو گے اور کچھ کو میں.. ہم نے ہر حال میں لیری بلیک کی اس کوشش کو ناکام بنانا ہے.. میجر زارون نے حمزہ کو کہا..

ٹھیک ہے ہم پوری طرح سے تیار رہیں گے... حمزہ نے سیلوٹ مارتے ہوئے کہا..

حمزہ یہ پہن لو.. میجر زارون نے حمزہ کی طرف ایک تعویذ کرتے ہوئے کہا..

میری ماں نے کہا تھا کہ اس کے پہنے سے کوئی مشکل پریشانی نہیں آتی..

لیکن زارون اس کی تمہیں زیادہ ضرورت ہے حمزہ نے میجر زارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

میجر زارون نے اپنی شرٹ کے اندر سے ایک اور تعویذ نکالا کر دکھایا..

یہ دیکھو میرے پاس بھی.. آؤ میں تمہیں یہ پہنا دوں.. یہ کہہ کر میجر زارون نے حمزہ کے گلے میں وہ تعویذ ڈال دیا..

چلو اب تم کل کی تیاریاں کرو میں بھی کرنل صاحب سے مل کر آتا ہوں یہ کہہ کر میجر زارون وہاں سے چلا گیا اور حمزہ اپنے کام مکمل کرنے کے لیے چلا گیا..

ایم سوری حمزہ مجھے تم سے جھوٹ بولنا پڑا پر یہ تعویذ ہی تمہیں محفوظ رکھے گا.. میجر زارون نے جاتے ہوئے حمزہ کو دیکھ کر کہا...

حمزہ اپنا سارا کام مکمل کر کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

رستے میں حمزہ کو یاد آیا کہ آج کے کھانے کے لیے کچھ لیا نہیں ہے اس لیے وہ رستے میں آتے ہوئے مال پر روک گیا۔

حمزہ مال میں جیسے انٹر ہوا اسکی ٹکر ایک لڑکی سے ہو گئی۔

اوہو ایم سوری۔۔ حمزہ نے اس کے ہاتھوں سے گرتے ہوئے سامان کو زمین سے اٹھانا شروع کر دیا۔

اڑس اوکے میں کر لوں گی۔۔ اس لڑکی نے سامان اٹھاتے ہوئے کہا۔

نہیں نہیں میں آپ کی مدد کر دیتا ہوں حمزہ نے اس لڑکی کی طرف بغیر دیکھے سامان اٹھانا شروع کر دیا۔

یہ لیں آپکا سامان حمزہ نے جب اس لڑکی کو سامان پکڑایا تو وہ حمزہ کی طرف دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

شکریہ۔۔

حمزہ کو تھوڑا عجیب لگا پر وہ اگنور کر کے وہاں سے آگے چلا گیا۔

اس لڑکی نے ساتھ ہی کسی کو فون ملا دیا۔

ہاں وہ مال میں ہے اجاؤ۔۔

یہ کہہ کر اس لڑکی نے فون بند کیا اور باہر کی طرف نکل گئی

حمزہ نے گھر کے لیے کچھ چیزیں لی اور لفٹ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

لفٹ کے کھولنے پر حمزہ اندر چلا گیا.. پلیز پلیز اسے ابھی روکے..

حمزہ نے لڑکی کی آواز سن کر فوراً لفٹ سٹاپ کر دی...

بھاگتی ہوئی لڑکی جو لفٹ کی طرف آرہی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ مایا تھی..

شلوار قمیض پہنے وہ جلدی سے لفٹ کے اندر آگئی..

حمزہ نے اس پر ایک سرسری سی نظر ڈالی اور پھر سائیڈ پر کھڑا ہو گیا

مایا نے حمزہ کو تھینکس بولا..

اڑس اوکے.. حمزہ نے رسمی طور پر کہا اور پھر اپنے اترنے کا انتظار کرنے لگا..

ابھی لفٹ ایک فلور نیچے گی ہوگی کہ اس کا دروازہ کھولا اور تین سے چار لوگ اندر داخل ہو گئے

جن کے منہ بلیک کپڑے سے کور تھے..

حمزہ نے ان سب کو دیکھا تو اسے کچھ غلط لگا..

وہ سب کے سب حمزہ کے اردگرد جمع ہو گئے..

حمزہ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور پھر مایا کی طرف جواب ہنس رہی تھی.. کون ہو تم سب؟

حمزہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ان پانچ لوگوں میں اب حمزہ اکیلا تھا اور پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں تھا اس لیے

حمزہ نے فوراً اپنا فون نکالا..

اتنے میں مایا نے بیہوشی کا انجکشن نکال کر حمزہ کی گردن میں لگا دیا حمزہ کے سامنے اب سب

کچھ دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا..

مایا اور اس کے آدمیوں نے حمزہ کو ایک بڑے بکس میں ڈالا اور مال کے بیک گیٹ سے نکل گئے۔۔



ارسل گھر آگیا تھا۔۔ اور وہ گھر میں فرقان صاحب کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔

ارسل کس کو ڈھونڈ رہے ہو۔۔ تمہینہ بیگم نے ارسل کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

کچھ نہیں تائی جان وہ تایا جان نظر نہیں آرہے ان سے کچھ پیپرز پر سائن کروانے تھے۔۔

ہاتھ میں فائل پکڑے ارسل تمہینہ بیگم کو بتا رہا تھا۔۔

بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہیں انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ آرام کر رہے ہیں۔۔

تمہینہ بیگم نے ارسل کو کہا۔۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے میں بھر صبح ہی کروالوں گا ارسل یہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

کمرے میں جاتے ہی ارسل نے فائل کو سائیڈ پر رکھا اور خود سسٹمی ٹیبل کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔

کچھ تو ہے جو تایا جان ہم سے چھپا رہے ہیں۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تائی جان کو بھی پتہ ہو۔۔

لیکن وہ گھر سے تو آفس کا کہہ کر نکلتے ہیں پر دو دن سے آفس کیوں نہیں آرہے۔۔ یہ سب

سوال ارسل کو پریشان کر رہے اب اس کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔

وہ کرسی سے اٹھا اور کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا۔۔

واپس آکر اس نے اپنے موبائل پر دیکھا تو رات کے آٹھ بج چکے تھے..
 کھانا کھانے کی بھوک نہیں تھی اسے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے وہ موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا کہ
 دیکھتے دیکھتے اس کی ہنسی نکل گئی..

یہ اس دن کی فوٹج تھی اس شاپ کی جس دن بسمہ ارسل سے لڑ رہی تھی..
 بسمہ کے جاتے ہی ارسل نے شاپ والے سے اس دن کی فوٹج لے لی تھی..
 کتنی پاگل لڑکی ہے.. موبائل کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا..



آج کا دن سب کے لیے بھاری تھا جو لیری بلیک کرنے جا رہا تھا اس سے پورا کراچی کو خبر
 نہیں تھی... ہر کوئی اپنے اپنے کام کے لئے نکل چکا تھا...

میجر زارون حمزہ کو صبح سے کال کر رہا تھا ہر اسکا نمبر بند جا رہا تھا.. گھر کے نمبر سے بھی کوئی
 نہیں اٹھا رہا تھا کیونکہ کہ وہ یہاں اکیلا ہی رہتا تھا اسکی فیملی گاؤں میں ہوتی ہے..

میجر زارون نے وقت ضائع کیے بغیر مشن پر کام سٹارٹ کر دیا سب کو ہائی الرٹ کر دیا..
 ہر جگہ کی چھان بین شروع ہو گئی...

دوسری طرف لیری بلیک اپنے ناپاک ارادوں کو مکمل کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا..
 جے ڈی بھی لیری بلیک کے اڈے پر اچکا تھا.. مایا وہاں موجود نہیں تھی وہ اپنا کام مکمل کر
 رہی تھی..

لیری بلیک نے پورا پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا شراب کی بوتلیں اور ساتھ باری کیو کا انتظام.. کمرے میں لگے بڑے ٹی وی پر وہ اس خبر کا انتظار کر رہا تھا جس کے سنتے ہی اس نے پارٹی کو شروع کرنا تھا..

اتنے میں مایا بھی وہاں آگئی.. اس نے آتے ہی لیری بلیک کو اطلاع دی کہ حمزہ اب اس کی گرفت میں ہے..

لیری بلیک نے ایک زور سے قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی شراب کی محفل چل پڑی... میجر زارون کو کال آئی کہ کراچی میں ہونے والے فیملی فیسٹیول میں ابھی تک کوئی پولیس نہیں پہنچی..

یہ ایریا حمزہ کو دیا گیا تھا.. پر حمزہ کا کچھ آتا پتہ نہیں تھا..

میجر زارون نے جلدی سے گاڑی نکالی اور اس گراؤنڈ کی طرف چل نکلا جہاں یہ فیسٹیول ہو رہا تھا.. رستے میں جاتے ہوئے میجر زارون نے حمزہ کو کئی بار ٹرائی کیا پر اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا...

میجر زارون ابھی گراؤنڈ سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ اسے زوردار دھماکہ ہوتا ہوا نظر آیا.. آگ کے شعلے آسمان کو چھو رہے تھے..

میجر زارون اور اسکی ٹیم نے فوراً گاڑی کو روکتے ہوئے کانوں ہر ہاتھ رکھ کر گاڑی کی سیٹیں سے نیچے ہو گئے..

لوگوں کی چیخیں رونے کی آوازیں اب ہر طرف آرہی تھیں ابھی جہاں کچھ دیر پہلے سب لوگ اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ ہنسی خوشی ایک دوسرے سے مل رہے تھے اب ہر جگہ لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں.. جیسے خون کی ہولی کھیلی گئی ہو..

میجر زارون نے فوراً گاڑی سے نکل کر سب کو ایبولینس بولنے کا کہا.. لیکن اندر جا کر میجر زارون نے جو منظر دیکھا تو وہ خود پر بھی قابو نہیں رکھ سکا اور اسکی آنکھوں میں نمی آگئی..



آج کی بریکنگ نیوز..

کراچی کی بڑی گراؤنڈ میں ہونے والے فیملی فیس ٹیول میں بم دھماکا ہوا ہے جیسے کہ آپ دیکھ رہے نہیں یہاں لاشوں کے ڈھیر لگے ہیں جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں.. ٹی وی پر خبر چلتے ہی لیری بلیک اور جے ڈی کے قہقہے پوری فضا میں گونج رہے تھے.. آج وہ پھر انسانوں کے خون کو شراب سمجھ کر اپنی پیاس بجھا رہا تھا..

جاری ہے * * * * *

حمزہ کے آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے لیری بلیک کے اڈے پر پہنچا دیا گیا تھا.. مایا گن لیے اس کے سر پر کھڑی تھی...

تو ہمارے مہمان کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی.. لیری بلیک نے آتے ہوئے حمزہ کو دیکھ کر کہا...

کون ہو تم لوگ اور کیا چاہتے ہو مجھ سے.. حمزہ کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی پر لیری بلیک اسے بولنے دے رہا تھا..

اتنی بھی کیا جلدی ہے بتا دیتے ہیں.. لیری بلیک نے حمزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا مجھے تو تم کوئی بزدل لگتے ہو جو سامنے نہیں آرہے اتنا ڈرتے ہو کیا.. حمزہ نے طنزیہ انداز میں کہا وہ جانتا تھا کہ یہ کام صرف لیری بلیک ہی کر سکتا ہے اس لیے وہ لیری کو جوش دلوانے چاہ رہا تھا تاکہ اس کا چہرہ دیکھ سکے..

حمزہ کی اس بات پر لیری غصے میں آگیا..

کیا بکو اس کر رہے ہو تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے کہ تم مجھے دیکھ سکو اور میں کیا ہوں یہ ابھی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بزدل کون ہے.. لیری بلیک نے حمزہ کے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا..

حمزہ کے چہرے پر مسلسل مسکراہٹ تھی جو لیری بلیک کو غصہ دلا رہی تھی.. جب تک تم لوگ میرا مال واپس نہیں کر دیتے تمہیں یہاں سے کوئی چھوڑا کر نہیں لے کر جاسکتا..

یہ تمہاری بھول ہے لیری بلیک مجھے پتہ تھا کہ یہ تم ہی ہو..

اور تم یہ بھول جاؤ کہ تمہیں تمہارا مال واپس ملے گا اور رہی میری بات تو میں اگر مر بھی جاؤں گا تو مجھے کوئی دکھ نہیں ہے آرمی کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا پر تم مرو گے اور تمہارا نام لینے والا کوئی نہیں ہو گا.. حمزہ نے فخر سے لیری بلیک کو کہا..

بڑی زبان ہے تمہاری ابھی سب کی سب بہادری نکل جائے گی تمہاری..
 لے کر آؤ گرم سسلاخ آج اس کی بہادری کا بھی دیکھ لیتے ہیں جاؤ ویڈیو بناو اس کی اور بھیج دو
 ہیڈ کوارٹر اور چوبیس گھنٹوں کا ٹائم دینا اگر نہیں مال آتا تو مار کر پھینک دو اسے..
 لیری بلیک کا ایک آدمی موبائل سے ویڈیو بنا رہا تھا اور دوسرا گرم سسلاخ سے حمزہ کے جسم کو جلا
 رہا..

حمزہ گرم سسلاخ کی تیپش کو بھی ہنس کر برداشت کر رہا تھا..
 لیری بلیک کرسی پر بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا..
 ♥♥ — — — — ♥♥

کراچی کے حالات خراب ہو چکے تھے ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا.. سب لوگ بے چین
 اور ڈرے ہوئے تھے.. بس ایک انسان خوش تھا اور وہ لیری بلیک تھا آج اس کی زندگی کا بہت
 بڑا دن تھا ایک طرف انسانوں کا خون بہا کر دوسری طرف حمزہ کو پکڑ کر..
 میجر زارون حمزہ کو کال پر کال کر رہا تھا پر اس کا نمبر بند جا رہا تھا.. دھماکے میں لاشیں پڑی
 تھی کسی کی بھی پہچان نہیں ہو رہی تھی...

میجر زارون کو ہیڈ کوارٹر سے کال آئی کی وہ جلد ہی پہنچے..
 کال سنتے ہی میجر زارون ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا..

جی سر آپ نے بلایا تھا.. میجر زارون نے کرنل صاحب کو سیلوٹ مارتے ہوئے کہا..
 میجر زارون ہم آپکو کچھ دیکھنا چاہتے ہیں پر ہمیں امید ہے کہ

آپ اسے تھیلے سے اور صبر سے دیکھیں گے۔ کرنل صاحب نے میجر زارون کو تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

جی سر... میجر زارون نے جواب دیا۔

اسکے بعد کرنل صاحب نے لیپ ٹاپ پر لیری بلیک کی طرف سے بھیجی گئی سی ڈی لگائی جس میں حمزہ کی ویڈیو تھی میجر زارون وہ ویڈیو دیکھ رہا تھا جس میں لیری بلیک کا آدمی حمزہ کو گرم سلاخوں سے ٹارچ کر رہا تھا اور ساتھ ہی اس نے چوبیس گھنٹوں کا ٹائم دیا تھا اگر اسکا مال واپس نا دیا گیا تو وہ حمزہ کو مار دے گا۔

ویڈیو دیکھ کر میجر زارون کی آنکھوں میں نمی آگئی۔ اور ساتھ ہی غصہ سے میجر زارون کی آنکھوں میں لیری بلیک کے لیے آگ کے شعلے بھرک اٹھے۔

سر ہم حمزہ کو بھی کچھ نہیں ہونے دیں گے اور نا ہی لیری بلیک کو اس کا مال ملے گا۔ میجر زارون نے سینہ تان کر کرنل صاحب کو جواب دیا۔

میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں چوبیس گھنٹوں سے پہلے ہی حمزہ کو آپکے پاس لے آؤ گا۔ میجر زارون نے کرنل صاحب کو سیلوٹ کیا اور کمرے سے باہر آگیا۔ میجر زارون کی آنکھوں کے سامنے حمزہ کا چہرہ بار بار اربا تھا اور اسکے جسم سے نکالتا ہوا خون...

میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا لیری بلیک تمہاری موت میرے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہے تم نے حمزہ کو پکڑ کر اچھا نہیں کیا۔

میجر زارون نے اپنی پوری ٹیم کو بولا لیا۔



تو پھر حمزہ کیا ارادہ ہے تمہارا ابھی بتاؤ گے یا تمہاری زبان پر بھی سسلاخ لکھ دوں.. لیری بلیک نے گرم سسلاخ حمزہ کے سینے پر لگاتے ہوئے کہا...

حمزہ درد سے چیخ اٹھا...

کتنی محبت ہے نا تمہیں اپنے دوست زارون سے اس کے لیے اپنی ڈیوٹی چھوڑ دیتے ہو اور دیکھو وہ تو آیا ہی نہیں تمہیں چھڑانے.. وہ کسی بھگی بلی کی طرح چھپ کر بیٹھ گیا ہے.. لیری بلیک نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا..

وہ نہیں چپھا بزدل انسان... تم چھپ رہے ہو کسی چوہے کی طرح دیکھنا وہ تمہارا کیا حشر کرتا ہے.. حمزہ نے گہری سانس لیتے ہوئے لیری بلیک کو کہا..

او.. او.. او.. میں تو ڈر گیا.. وہ آگیا میجر زارون اور ساتھ ہی لیری بلیک نے قہقہہ لگایا.. اپنی بکواس بند کرو نہیں تو تمہاری زبان کھینچ لو گا.. تم ابھی تک زندہ ہو یہی لیری بلیک کا تم پر احسان ہے ورنہ جتنی تم بکواس کر رہے ہو اب تک قبر میں پہنچ گے ہوتے.. لیری بلیک نے حمزہ کے بالوں کو پیچھے کی جانب کھینچتے ہوئے کہا..

اس پر کڑی نظر رکھو.. میں کل صبح آؤں گا مرنے نہیں دینا اسے سمجھ آئی..

لیری بلیک اپنے آدمیوں کو کہہ کر وہاں سے چلا گیا...

حمزہ کے جسم سے خون نکل کر فرش پر پھیل رہا تھا.. حمزہ کے ارد گرد کمرے میں آٹھ آدمیوں کا پہرہ تھا..

اور باقی باہر پہرہ دے رہے تھے..

حمزہ کو جہاں رکھا گیا تھا یہ ایک پرانا کھنڈر تھا جہاں پر کوئی نہیں آتا تھا ایک دو بار یہاں سے آدمیوں کی لاشیں ملی تھیں اس لئے شہر سے دور ہونے کی وجہ سے کوئی یہاں کا رخ کرنے کا سوچتا بھی نہیں تھا....



میجر زارون نے حمزہ کے گلے میں جو تعویذ ڈالا تھا اس میں ایک چپ تھی جس سے حمزہ کی لوکیشن کا پتہ کیا جاسکتا تھا..

جب سے لیری بلیک کا مال پکڑا گیا تھا تب سے پورے ڈپارٹمنٹ کو الرٹ کر دیا گیا تھا.. ہر کسی کو بغیر بتائے کوئی نا کوئی سیفیٹی دی گی تھی.. اسی طرح حمزہ اور میجر زارون کے گلے میں بھی یہ چپ لگائی گی تھی..

میجر زارون نے اس چپ سے حمزہ کی لوکیشن معلوم کر لی تھی اب وہ اپنی پوری ٹیم کو تیار کر رہا تھا تمام ہدایات دی گی اس جگہ کو نقشہ کی مدد سے دیکھ لیا تھا دشمن کہاں کہاں کھڑے ہوں گے اور ان پر کیسے حملہ کرنا ہے..

میجر زارون نے تمام سپاہیوں کو ساتھ لیا اور پوری تیاری کے ساتھ اس جگہ پر جانے کے لیے روانہ ہو گیا...

لگے دن چار بجے تک کا ٹائم تھا میجر زارون کے پاس اگر وہ ابھی کچھ نہیں کر پایا تو وہ اپنے اچھے دوست اور ایک بہادر سپاہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا..

رات کی تاریکی میں جب لیری بلیک نشے کی حالت میں کلب میں اپنی کامیابی کا جشن منا رہا تھا تب میجر زارون اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں کھنڈر میں پہنچ چکا تھا۔
میجر زارون نے اپنے کچھ سپاہیوں کو کھنڈر کی پیچھلی جانب جانے کا کہا جہاں لیری بلیک کے آدمی پہرہ دے رہے تھے۔

میجر زارون کے سپاہیوں نے ایک ایک قدم بڑی احتیاط سے بڑھایا اور کھنڈر کے پیچھلی سائیڈ پر کھڑے لیری بلیک کے آدمیوں کو ختم کیا اب باقی سامنے کھڑے آدمی تھے میجر زارون نے اپنے سپاہیوں کو آگے بڑھنے کا کہا اور یہ کہا کہ کسی کو چھوڑنا نہیں ہے اور خود کھنڈر کی پیچھلی سائیڈ سے کمرے کی طرف چلا گیا۔

سپاہیوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ سامنے کھڑے دو آدمیوں کو مار دیا ان کے مارنے سے باقی سارے لیری کے بندے حرکت میں آگے۔

پھر دونوں میں جھڑپیں شروع ہو گئی۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر کمرے میں موجود لیری بلیک کے آدمیوں نے دروازہ کھول کر باہر آگے۔

آدمیوں کے باہر آتے ہی میجر زارون کمرے کے اندر چلا گیا۔

میجر زارون نے جلدی سے حمزہ کے ہاتھوں کو کھولا اور آنکھوں سے پٹی بی کھول دی۔
میجر زارون کو سامنے دیکھ کر حمزہ نے میجر زارون کو گلے لگا لیا۔

تم کیا۔ مجھتے تھے کہ میں اپنے یار کو ایسے اکیلا چھوڑ دوں گا کبھی بھی نہیں.. یہ کہہ کر میجر زارون نے حمزہ کو پھر گلے لگا لیا.. حمزہ کی آنکھوں میں نمی آگئی اس کے زخموں سے مسلسل خون نکل رہا تھا..

حمزہ تم کھنڈر کی پیچھلی سائیڈ سے نکل جاؤ میں تمہیں ہیڈ کوارٹر میں ملو گا.. میجر زارون نے حمزہ کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا..

نہیں زارون میں تمہیں ایسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا یہ لوگ بہت خطرناک ہیں.. حمزہ نے میجر زارون کی بات پر اتفاق نہیں کیا..

دیکھو حمزہ تمہیں اللہ پر یقین رکھنا چاہیے جب میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ میں ہیڈ کوارٹر میں ملو گا تو جاؤ یہاں سے وہ لوگ یہاں آرہے ہوں گے..

میجر زارون نے حمزہ کو باہر کی جانب دھکیلتے ہوئے کہا...

جاؤ حمزہ جاؤ یہاں سے.. میجر زارون نے چلاتے ہوئے کہا..

حمزہ وہاں سے کھنڈر کی پیچھلی سائیڈ کی طرف چلا گیا...

اجاؤ کمینوں.. اب تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا..

یہ کہہ کر میجر زارون باہر کی طرف نکل گیا اور جو رستے میں آیا اسے گولیوں سے چھلنی کر رہا تھا..

لیری بلیک کے کچھ آدمی ڈر کر بھاگ گئے اور کچھ کو میجر زارون اور اس کے سپاہیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا...

میجر زارون نے کمرے کی دیوار پر کچھ لکھا اور پھر اپنے سپاہیوں کو لے کر وہاں سے نکل پڑا...



صبح لیری بلیک مایا کے ساتھ کھنڈر کی طرف نکلا رستے میں وہ گانے گنگناتے ہوئے اربا تھا اسے پورا یقین تھا کہ اس کا مال آج واپس مل جائے گا..

لیری بلیک نے جیسے گاڑی روکی تو اس کے سامنے اپنے آدمیوں کی لاشوں کے ڈھیر پڑے نظر آئے..

لیری بلیک پاگلوں کی طرح ان لاشوں سے ہوتا ہوا کمرے کی طرف دوڑا...
کمرے کا دروازہ کھلا تھا...

مایا بھی گھبراتی ہوئی لیری بلیک کے پیچھے آئی..

کمرے میں حمزہ نہیں تھا.. لیری بلیک نے غصے سے کرسی کو اٹھا کر دیوار میں دے ماری...
میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا میجر زارون نہیں چھوڑوں گا..

لیری بلیک غصے سے چلا رہا تھا جب مایا نے لیری بلیک کی توجہ دیوار پر لکھی تحریر کی طرف کی..
میرے دوست حمزہ کے جسم سے نکلے خون کی ایک ایک بوند کا حساب لوں گا تم سے اب یہ جنگ میرے اور تمہارے درمیان ہے...

اس تحریر کو پڑھ کر لیری بلیک کی آنکھوں میں خون اتر آیا..

کمینہ انسان مجھے دھمکی دیتا ہے میں تیرے وجود کو چھلنی چھلنی کر دوں گا خبث انسان...

لیری بلیک کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھی اسکی رگیں پھٹنے والی ہوئی تھی..
 آج پھر میجر زارون نے لیری بلیک کو ناکام اور کمزور کر دیا تھا..



میجر زارون اب حمزہ کے گھر بیٹھے اسکے زخموں پر مرہم پٹی کر رہا تھا...
 حمزہ زیادہ درد تو نہیں ہے کیا.. میجر زارون نے حمزہ کے جلے ہوئے جسم پر مرہم لگاتے ہوئے
 کہا..

نہیں زارون یہ زخم تو کچھ بھی نہیں ہے میری جان بھی حاضر ہے اپنے ملک کے لئے..
 حمزہ نے مسکراتے ہوئے کہا..

میں چھوڑوں گا نہیں اس خبث لیری کو اس کو قبر تک گھسیٹ کر لے کر جاؤ گا..
 میجر زارون کی اب نفرت اور بڑھ گئی تھی...

اچھا حمزہ تم نے کسی کی شکل دیکھی تھی کیا جو جو تمہارے پاس تھا..
 میجر زارون نے حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں.. میری آنکھوں پر انہوں نے پٹی باندھی ہوئی تھی اس لیے میں نہیں دیکھ سکا.. پر ہاں جو
 لڑکی مجھے لفٹ میں ملی تھی اسکی شکل اچھے سے یاد ہے مجھے اسی نے مجھے بیہوش کیا تھا.. حمزہ
 کو مایا کا چہرہ یاد آگیا تھا..

اوکے.. یہ تو بہت اچھا ہو گیا.. میں ابھی سیچ بنواتا ہوں اور ساری جگہ اسکی تصویر پھیلا دیتا
 ہوں.. وہ لیری بلیک کی کوئی خاص ہوگی اسی وجہ سے لیری نے یہ کام اسے دیا ہو تھا..

میجر زارون کے ہاتھ میں اب لیری بلیک کو پکڑنے کا ذریعہ آگیا تھا...
 لیری بلیک اب تمہارے دن ختم ہو گے ہیں بہت خون بہا دیا تم نے لوگوں کا اب تمہاری باری
 ہے..

میجر زارون اب پہلے سے زیادہ پر عزم تھا..
 ♥ ♥ — — — — ♥ ♥

فرقان صاحب کے گھر جبار صاحب کی فیملی آئی ہوئی تھی
 ایصال بڑے سلیقہ سے سب سے ملی.. اتنے میں وہاج باہر سے آگیا..
 اپنے سامنے آئے ہوئے مہمانوں کو دیکھ کر اس نے فوراً اپنے پاؤں پیچھے کو مڑ لیے..
 ارے آؤ وہاج بیٹا ان سے ملو.. فرقان صاحب نے وہاج کو آتے دیکھ لیا تھا اس لئے اسے آواز
 دے دی..

اب یہ کیا نیا تماشا ہے.. وہاج نے برا سا منہ بنایا اور ڈرائنگ روم کی طرف چلا گیا..
 یہ میرا بیٹا وہاج علوی ہے.. فرقان صاحب نے وہاج کا تعارف کروایا..
 وہاج نے بھی چہرے پر رسمی مسکراہٹ سے ان کو ہیلو بولا..
 آؤ بیٹھو بیٹا.. جبار صاحب نے وہاج کو کہا جو جانے کے لیے پر تول رہا تھا جبار صاحب کے کہنے
 پر وہاج کو بیٹھنا پڑا...

وہاج بیٹا یہ جبار صاحب ہیں جن کا میں نے ذکر کیا تھا جرنیل ریٹائرڈ جبار صاحب..
 فرقان صاحب نے وہاج کو یاد کروانے کی کوشش کی..

او اچھا.. جی جی یاد آگیا.. آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی.. وہاں نے بھی اپنے ڈیڈ کی ہاں میں ہاں ملا دی..

اور پھر چائے کے ساتھ باتوں کا سلسلہ جاری ہو گیا..

وہاں مسلسل جبار صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ ان کو بہت پہلے سے جانتا ہو.. آپ نے اپنے بھتیجے کا ذکر کیا تھا وہ نظر نہیں ا رہا جبار صاحب نے فرقان صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

جی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ گیا ہوا ہے بس ہر انسان کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے شوق ہوتے ہیں اب کیا کریں کسی کو روک تو نہیں سکتے..

فرقان صاحب نے فوراً ارسل کی برائی شروع کر دی..

تمہینہ بیگم فرقان صاحب کی بات سن کی حیران رہ گئی کیونکہ ارسل آفس کے کام سے ہی گیا ہوا تھا..

جی فرقان صاحب یہی تو عمر ہوتی ہے بچوں کی وہ انجوائے کر سکیں پھر ذمہ داریاں پڑ جاتی ہیں اور کہاں پھر ٹائم نکلتا ہے

جبار صاحب نے فرقان صاحب کی بات کو ہلکے مذاق میں لے لیا...

وہاں تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا..

فرقان صاحب جتنا جبار صاحب پر مہربان ہو رہے تھے اس سے تمہینہ بیگم کو کچھ اور ہی شک ہو رہا تھا..

پر وہ اپنے شوہر کے اگے کچھ بول نہیں سکتی تھی اس لئے چپ رہی
کچھ دیر دونوں فیملیز میں بات چیت ہوتی رہی پھر جبار صاحب نے فرقان صاحب سے اجازت لی
اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

جبار صاحب کے جاتے ہی تہمینہ بیگم نے فرقان صاحب سے پوچھ ہی لیا۔۔۔
فرقان صاحب آپ جبار صاحب کے سامنے وہاج کو اس طرح کیوں پیش کر رہے ہیں جب کہ
آپ کو پتہ ہے کہ وہاج آفس کے کاموں میں زرا سی بھی دلچسپی نہیں لیتا۔۔
تہمینہ بیگم کی اس بات پر فرقان صاحب نے پہلے ان کی طرف دیکھا پھر کچھ دیر خاموشی کے
بعد بولے۔۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ جبار صاحب کی بیٹی سے وہاج کی شادی ہو جائے۔۔ اور ایسا ہی ہو گا تم
دیکھ لینا۔۔

فرقان صاحب نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔۔
لیکن وہاج اس کے لیے تیار نہیں ہے۔۔ تہمینہ بیگم کو اب ٹینشن ہو رہی تھی۔۔
نہیں تیار تو اسے ہونا پڑے گا وہاج کی شادی جبار صاحب کی بیٹی سے ہی ہو گی۔۔
فرقان صاحب نے کسی جج کی طرح اپنا فیصلہ سنا دیا۔۔

وہاج جو سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا یہ سن کر ڈرائنگ روم کی طرف آگیا۔۔۔
آپ کیسے میری زندگی کا فیصلہ کر سکتے ہیں آج تک آپ کی ہی تو بات مانی ہے پر اب نہیں۔۔
اب میں آپ کو آپ کی من مانی نہیں کرنے دوں گا یہ میری زندگی کا فیصلہ ہے۔۔

وہاج نے آتے ہی اپنے ڈیڈ پر چڑھائی کر دی..

وہاج کی اس بات پر فرقان صاحب غصے میں آگے..

تمہینہ بیگم نے وہاج کو سمجھانے کی کوشش کی..

وہاج ایسے بات نہیں کرتے میں بات کرتی ہیں تمہارے ڈیڈ سے..

نہیں کوئی مجھ سے بات نہیں کرے گا یہ شادی ہوگی اور بہت جلد ہوگی.. فرقان صاحب نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا..

تو میرا بھی یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں یہ شادی نہیں کروں گا.. اپ سب سن لیں.. یہ کہہ کر وہاج جانے کے لیے مڑا..

اگر تم نے یہاں شادی نہیں کی تو میں تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا..

فرقان صاحب کی اس بات پر وہاج کے باہر کو جاتے ہوئے قدم وہی روک گئے..

فرقان صاحب کی یہ بات سن کر تمہینہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے..

جاری ہے * * * * *

فرقان صاحب کی بات سن کر وہاج کی آنکھیں سرخ ہو گئی وہ غصے سے فرقان صاحب کی طرف مڑا..

میری ماں کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنے منہ سے ناکالنا.. وہاج نے غصے سے فرقان صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

تمہینہ بیگم نے فوراً آگے بڑھ کر وہاج کو روکا...

ٹھیک ہے.. تو پھر کل تیار رہنا میں کل جبار صاحب سے بات کر کے بتا دوں گا یہ شادی جلد از جلد ہو جانی چاہیے.. فرقان صاحب کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی..

وہاج نے اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور وہاں سے چلا گیا..

باہر جاتے ہوئے وہاج کو ارسل نے دیکھا جو گھر ا رہا تھا..

کیا ہوا وہاج اتنے غصے میں کیوں ہو.. ارسل نے وہاج کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا..

یار ارسل چھوڑ دو مجھے میرے رستے میں نا آؤ.. وہاج نے غصے سے ارسل سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا..

وہاج کے اس رویہ سے ارسل کو بڑی حیرانگی ہوئی..

وہاج غصے سے باہر نکل گیا..

ارسل نے وہاج کی طرف دیکھا اور پھر اندر چلا گیا..

کیا ہوا ہے وہاج کو تائی جان..

ارسل نے اندر آتے ہی تمہینہ بیگم سے پوچھا..

جو پریشانی میں سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی.. فرقان صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے تھے..

ارسل کے پوچھنے پر تمہینہ بیگم نے ارسل کو ساری بات بتادی..

ہمممم.. تو یہ بات ہے.. ارسل نے سوچنے کے انداز میں کہا..

ارسل بیٹا میں بہت پریشان ہوں وہاں کچھ کرنا بیٹھے تم اس کے پیچھے جاؤ۔۔ تمہینہ بیگم نے پریشان ہو کر کہا۔۔

نہیں تائی جان آپ ٹینشن نہ لیں وہاں کچھ نہیں کرے گا میں اسے اچھے سے جانتا ہوں وہ اس ٹائم کہاں ہو گا یہ بھی میں جانتا ہوں۔۔ مجھے تھوڑا کام ہے میں واپسی پر وہاں کے ساتھ ہی ہوں گا اس بات کی آپ ٹینشن نہ لیں۔۔

ارسل نے تائی جان کو تسلی دی اور پھر فرقان صاحب کے کمرے کی طرف دیکھا۔۔۔
اچھا تائی جان میں اب چلتا ہوں رات کو مجھے دیر ہو جائے گی آپ فکر نہ کریں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ارسل نے تمہینہ بیگم سے اجازت لی اور گھر سے نکل گیا۔۔



جی ایس ایچ او صاحب۔۔

کیا آپ مجھے اس شخص کی فائل دے گے جن سے سید فرقان علوی صاحب ملنے آئے تھے۔۔۔
ارسل اس وقت اپنے دوست کے ساتھ پولیس سٹیشن بیٹھا تھا۔۔
ایم سوری ہم آپکو کسی کی انفارمیشن نہیں دے سکتے۔۔ ایس ایچ او نے ارسل کو بتانے سے صاف انکار کر دیا۔۔

ہممم۔۔ اچھا تو یہ بات ہے۔۔ ارسل نے اپنے چہرے پر سائل لاتے ہوئے کہا۔۔

ارسل کا ساتھ بیٹھا دوست بھی ہنس پڑا۔۔

ایس ایچ او صاحب دونوں کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

ایس ایچ او صاحب لگتا ہے آپ کے تھانے کا فون خراب ہے..
 ارسل کے دوست نے فون کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی فون کی گھنٹی بج گئی..
 ہیلو.. ایس ایچ او صاحب نے فون اٹھاتے ہوئے کہا..

جی سر....

اوکے سر..

جو آپ کہیں...

اور ساتھ ہی ایس ایچ او صاحب نے فون بند کر دیا..

ارسل اور اسکا دوست بمشکل اپنی ہنسی کو کنٹرول کر کے بیٹھے ہوئے تھے..

کال کے بعد ایس ایچ او صاحب کے پسینے چھوٹ رہے تھے.. ایس ایچ او صاحب نے اس ملزم کی فائل نکال کر ارسل کے سامنے رکھ دی..

ملزم کا نام... محمد ظفر

جرم.... قتل کا الزام

ارسل نے اس بندے کی ساری فائل پڑھ لی.. اور ایس ایچ او کو واپس کر دی..

شکریہ آپ نے ہمارے ساتھ اتنا تعاون کیا.. ارسل نے اٹھتے ہوئے کہا..

اور ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں آنے کا آپ کسی کو نہیں بتائیں گے اور نا ہی

سید فرقان علوی صاحب کو.. کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ گواد میں ڈیوٹی کافی مشکل ہوتی

ہے..

ایس ایچ او صاحب نے ارسل اور اسکے دوست سے ہاتھ ملایا اور اس بات کا بھی یقین دہانی کرائی کہ وہ کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔۔

ارسل اور اس کا دوست پولیس سٹیشن سے باہر آگے۔۔

ارسل تم نے تو ڈائریکٹ ہی دھمکی دے دی ایس ایچ او صاحب کو... ارسل کے دوست نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

کیا کریں آجکل کا دور ہی ایسا ہے شرافت کی زبان تو کوئی سمجھتا نہیں ہے۔۔ ارسل نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سرک کی طرف دیکھا۔۔

چلو اب کچھ کھا لیتے ہیں پھر اس بارے میں سوچتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہے... ارسل کے دوست نے ارسل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔



میجر زارون نے حمزہ کے بتائے ہوئے حلیہ کے مطابق مایا کا سکیچ بناوا لیا تھا گڈ اب یہ کہاں چھپے گی اب اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔ میجر زارون نے مایا کی بنائی گی تصویر کو دیکھ کر کہا۔۔

یہ تصویر ہر تمھانے میں ہر چینل پر ہر جگہ بھیج دو اس کا سانس لینا ہی مشکل ہو جائے اور یہی ہمیں لیری بلیک تک لے کر جانی گی۔۔

میجر زارون نے مایا کی تصویر کو ہر جگہ wanted کا کہہ کر پھیلا دیا... حمزہ بھی اب کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا اس کے زخم بھر گئے تھے۔۔

مایا کی تصویر اب ہر ٹی وی چینل پر موجود تھی...

لیری بلیک اپنی ناکامی برداشت نہیں کر پا رہا تھا اسی غصے میں لیری بلیک نے وہاں باقی بچے ہوئے آدمیوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا...

لیری بلیک اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا مایا بھی اس کے ساتھ تھی.. دونوں کو سب مجھ نہیں آرہی تھی کہ میجر زارون کو حمزہ کا کیسے پتہ چلا یہ وہ جگہ تھی جہاں کسی کا گمان نہیں جاتا.. لیری بلیک نے مایا کی طرف غصے سے دیکھ رہا تھا..

کیا... اسے مجھے کیا دیکھ رہے ہو.. مایا نے گھبراتے ہوئے کہا..

سچ سچ بتاؤ مجھے میجر زارون کو اس جگہ کا کیسے پتہ چلا ٹیبل پر رکھے مایا کے ہاتھ لیری بلیک کی سخت گرفت میں تھے...

وہ مایا کی نرم روئی جیسی انگلیوں کو غصے سے مروڑ رہا تھا..

لیری میرے ہاتھ چھوڑو مجھے نہیں پتہ کیا ہوا ہے مجھے درد ہو رہا ہے..

مایا درد سے چلا رہی تھی پر لیری بلیک کے دماغ غصے سے پاگل ہو رہا تھا...

یہ سب کیا ہو رہا ہے.. جے ڈی نے کمرے میں آتے ہی لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

جے ڈی کو دیکھ کر لیری بلیک کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور جاتے ہی جے ڈی کا گریبان پکڑ لیا..

تم لے کر آئے تھے نا اسے دیکھو اس نے کیا کر دیا ہے اپنی نادانی سے سارا کھیل خراب کر دیا ہے....

کھیل تو اب خراب ہونے جا رہا ہے.. جے ڈی نے ایک جھٹکے سے لیری بلیک سے اپنا گریبان چھڑایا..

کیا مطلب تمہارا کہنے کا.. جے ڈی کی بات پر لیری بلیک نے حیرت سے دیکھا..
مایا بھی اپنے ہاتھ دباتے ہوئے کھڑی ہو گئی..

جے ڈی نے آگے بڑھ کر ٹی وی آن کیا یہ دیکھو.... ٹی وی پر خبر چلی رہی تھی..

کراچی کے دھماکے میں ملوث لیری بلیک اور جے ڈی کی اس سیسٹنٹ wanted ہے اور سنے میں آیا ہے کہ اسی نے آرمی کے ایک کمانڈر کو اغوا کیا تھا جو آرمی کی کوششوں سے بازیاب کرا لیا گیا ہے.. آپ کو جہاں یہ شیکل نظر آئے ہمیں فوراً اس نمبر پر رابطہ کریں... اور ساتھ ہی مایا کی تصویر دکھائی جا رہی تھی...

گھٹیا لوگ.. لیری بلیک نے ٹیبل پر موکا مارتے ہوئے کہا..

لیری تم تو بہت بنتے تھے نا اب کیا ہو گیا ہے تمہیں اتنے کمزور تو نہیں تھے ایک میجر نے اکر تمہاری لینٹ سے لینٹ بجا دی ہے..

جے ڈی نے لیری بلیک کے قریب آتے ہوئے کہا...

اپنی بکواس بند کرو لیری بلیک نے جے ڈی کو کالر سے پکڑتے ہوئے کہا..

بس کر دو تم لوگ.. لڑتے جا رہے ہو میں اب کیا کروں میری تو تصویر بھی ان کے ہاتھ لگ گئی ہے اب تو میں باہر تک نہیں نکل سکتی.. مایا نے اگر دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتے ہوئے کہا..

جے ڈی نے اپنا کالر ٹھیک کیا اور جا کر کرسی پر بیٹھ گیا..

تم نے جو کام خراب کرنا تھا کر دیا اب جاؤ بھاڑ میں.. لیری بلیک نے غصے سے کہا..
تم بھول رہے ہو اگر میں پکڑی گئی تو بچ کر تم لوگ بھی نہیں جا سکتے.. مایا نے لیری بلیک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا...

لیری بلیک مایا کی اس بات پر خاموش ہو گیا..

ہمیں کچھ دن کے لیے کہیں چلے جانا چاہیے اپنی تمام پلاننگ کو روک دینا چاہیے جب تک یہ معاملہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا کوئی اور کاروائی کرنا بیوقوفی ہو گی.. لیری بلیک نے دھیمے لہجے میں جے ڈی اور مایا کو کہا..

ہممم.. ٹھیک کہا تم نے یہ میجر زارون تو ہمارے پیچھے ہی پڑ گیا ہے.. جے ڈی نے لیری بلیک کی ہاں میں ہاں ملائی..



فرقان صاحب نے فون پر جبار صاحب سے ملنے کا ٹائم لے لیا تھا.. آج ان کی آفس میں میٹنگ تھی فرقان صاحب بڑے خوش لہجے کے ساتھ جبار صاحب سے ملے...

دونوں میں کافی گپ شپ ہونے کے بعد فرقان صاحب نے جبار صاحب سے ان کی بیٹی رامین کا رشتہ مانگ لیا۔

جبار صاحب میرا یہاں آنے کا ایک مقصد تھا میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری دوستی اور پکی ہو جائے اس لیے میں اپنے بیٹے وہاج کے لیے آپکی بیٹی رامین کا رشتہ مانگ رہا ہوں امید کرتا ہوں آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔

فرقان صاحب کی اس بات پر جبار صاحب نے خاموشی اختیار کر لی۔

فرقان صاحب میں آپکے اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں پر میں کوئی بھی فیصلہ اپنی فیملی سے پوچھے بغیر نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ مجھے کچھ دنوں کا ٹائم دیں میں آپ کو فیملی سے مشورہ کر کے بتا دوں گا۔

جبار صاحب نے بڑے تحمل سے فرقان صاحب کو جواب دیا۔

پھر اسی بات کے بعد دونوں میں ہمہر باتیں شروع ہو گئی۔

فرقان صاحب گھر کے لیے روانہ ہو گئے تھے اور جبار صاحب اپنے گھر کے لیے۔

جبار صاحب نے گھر آکر کھانے سے فارغ ہو کر رضیہ بیگم سے فرقان صاحب والی بات کی۔
لوگ تو اچھے ہیں ان کا لڑکا وہاج بھی اچھا ہے مجھے کوئی خامی نظر نہیں آئی۔ جبار صاحب نے رضیہ بیگم کو کہا۔

آپ کی بات ٹھیک ہے پر یہ فیصلہ ہم رامین سے پوچھے بغیر نہیں کر سکتے۔ رضیہ بیگم نے جبار صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک کہا آپ نے ہمیں راسین سے پہلے پوچھ لینا چاہیے.. جبار صاحب نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

بسمہ اور راسین کمرے میں سر جوڑ کر بیٹھی تھیں کہ اب کیا کریں اس شیڈو مین سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے.. کافی دماغ لڑانے کے بعد بھی کوئی حل سامنے نہیں آیا.. اتنی خبر تو راسین اور بسمہ کے گھر والے نہیں رکھتے تھے جتنی وہ راسین کی خبر رکھتا تھا.. دونوں اسی پریشانی میں سر جوڑ کر بیٹھی تھی کہ جبار صاحب اور رضیہ بیگم کمرے میں داخل ہوئے..

ماشاء اللہ آج تو ہماری دونوں بیٹیاں موجود ہیں.. جبار صاحب نے کمرے میں آتے ہوئے کہا.. اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ.. بسمہ نے جبار صاحب کو دیکھتے ہی سلام کیا.. چلو اچھا ہوا تم بھی یہاں ہو آج راسین سے ہم نے بات کر نی تھی تو یہ بھی ہمیں پتہ تھا کہ وہ تم سے پوچھے بغیر جواب نہیں دے گی اب تم یہاں ہی موجود ہو تو ابھی جواب مل جائے گا.. جبار صاحب نے بسمہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا.. جی بابا جان کیا ہوا ہے.. راسین نے ٹینشن میں کہا...

راسین اور بسمہ کو لگا تھا کہ شاید بابا جان کو کچھ پتہ چل گیا ہے.. سب ٹھیک ہے راسین فکر نہ کرو.. رضیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا..

رامین بیٹی ہمارے ایک دوست ہیں بہت اچھے دوست ہیں انہوں نے اپ کے لیے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگا ہے وہ اپنے بیٹے کی شادی اپ سے کرنا چاہتے ہیں تو آپکی رائے معلوم کرنی تھی.. جبار صاحب نے بڑے پیار سے رامین کو کہا..

شادی کا نام سن کر رامین اور بسمہ کے دماغ کی گھنٹی بجی.. یہ تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اگر شادی ہو جائے تو پھر شیڈو مین رامین کا پیچھا چھوڑ دے گا.. رامین اور بسمہ نے اشاروں سے ایک دوسرے کو ہاں ہر راضی کر لیا.. رامین بتاؤ پھر کیا تم مرضی شامل ہے یا تم آگے کچھ کرنا چاہتی ہو.. رضیہ بیگم نے رامین سے پوچھا..

بابا جان اور امی جان.. آج تک اپ دونوں نے میرے لیے جو کیا ہے وہ میرے لیے سب سے بیسٹ رہا ہے.. تو ابھی بھی اگر اپ دونوں کو رضامندی اسی میں ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے..

رامین نے اپنی امی کا ہاتھ تھما کر کہا...

جی.. جی انکل مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے بسمہ نے بھی بڑی خوشی سے جواب دیا..

جبار صاحب نے آگے بڑھ کر رامین کے سر پر پیار دیا..

مجھے فخر ہے اپنی بیٹی پر.. اور رامین کے ماتھے کو چوما..

چلو اب تم دونوں باتیں کرو.. یہ کہہ کر جبار صاحب اور رضیہ بیگم کمرے سے باہر آگے...

ارے رامین یہ تو کمال ہو گیا اللہ نے ہماری سن لی.. دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگاتے ہوئے کہا..

جاری ہے * * * *

آج فرقان صاحب نے گھر آتے ہی سب کو خوشخبری سنائی کہ جبار صاحب نے شادی کے لئے حامی بھر لی ہے...

ایشال کی تو خوشی کی انتہا نہیں تھی.. تہمینہ بیگم کے چہرے پر خوشی اور پریشانی کے ملے جلے اثرات تھے..

گھر میں جو سب سے زیادہ خوش تھا وہ فرقان صاحب تھے...

ارسل گھر آیا تو اسے بھی یہ خوشخبری سنائی گئی..

سچ میں تائی جان یہ کب ہوا.. ارسل نے حیرت سے تہمینہ بیگم کی طرف دیکھا کہ دو دن میں بات پکی ہو گی یہ کیسے ممکن ہے..

ہاں ارسل بیٹا مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ تمہارے تایا جان کیا چاہ رہے ہیں میں تو ان کے غصے کے آگے بے بس ہوں مجھے تو بس وہاج کی فکر ہو رہی ہے کہ وہ پتہ نہیں کیا کرے گا.. تہمینہ بیگم نے پریشانی سے کہا..

ہمممم.. کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں تائی جان.. ویسے وہاج ہے کہاں.. ارسل نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کہا..

وہ اپنے کمرے میں ہے جب سے تمہارے تایا جان نے اکر بتایا ہے اس نے سن لیا ہے اور خود کو کمرے میں بند کیا ہوا ہے..

تمہینہ بیگم نے ارسل کو پریشانی میں بتایا..

آپ فکر نہ کریں میں بات کرتا ہوں وہاج سے.. یہ کہہ کر ارسل وہاں سے اٹھ گیا...
تو جناب اب کسی اور کے ہونے جا رہا ہیں.. ارسل نے وہاج کے کمرے میں آتے ہی کہا جو کسی کے ساتھ فون پر مصروف تھا.. ارسل کو اتنا دیکھ کر وہاج نے فوراً فون بند کر دیا...
کیا میرے بھائی اتنا پریشان کیوں ہو شادی تو ایک نا ایک دن ہونی ہے نا جیسے موت کا دن مقرر ہوتا ہے ویسے ہی شادی کا دن بھی مقرر ہوتا ہے.. ارسل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جب وہ وہاج سے بات کر رہا تھا..

ارسل کی اس بات پر وہاج کی بھی ہنسی نکل گئی..

یار ارسل تم بھی نا.. وہاج نے موبائل سائیڈ پر رکھا اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا..

وہاج دیکھو تمہارے اس رویے کی وجہ سے تائی جان کتنی پریشان ہیں اب جبکہ تایا جان نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو وہ اس کو پورا کر کے رہیں گے اس لیے خود بھی تھوڑا ریلیکس رہو اور اپنی ممی کو بھی.. ارسل نے وہاج کو سمجھاتے ہوئے کہا..

وہاج غور سے ارسل کی باتیں سن رہا تھا.. ٹھیک کہا ارسل تم نے.. چلو باہر چلتے ہیں کچھ موجد مستی کرتے ہیں..

وہاج نے اٹھتے ہوئے کہا..

ارسل نے وہاج کو ایک سماءل دی اور پھر وہاں سے اٹھ گیا..



رامین اور وہاج کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گی تھی تین دن بعد نکاح تھا اور پھر اس کے بعد رخصتی...

دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھی..

رامین مایوں بیٹھ گی تھی.. بسمہ رامین کی شادی کی تیاریوں میں پیش پیش تھی..

شام کا وقت تھا رامین کھڑکی کے پاس کھڑی گہری سوچ میں تھی.. اس کی زندگی کی شروعات اس کے ماں باپ کے گھر سے ہوئی اور اب وہ کسی اور کی ہونے جا رہی ہے ایک لفظ قبول ہے بول کر اسکا حق دار تبدیل ہو جائے گا اس کی زندگی کا دوسرا حصہ شروع ہو جائے گا جہاں ماں باپ سے ملنے کے لیے بھی اس انسان سے پوچھنا پڑے گا جس کے حق میں آئے اسے کچھ دن ہی ہوئے ہوں گے..

ایک گہری سانس کے ساتھ رامین اپنی سوچوں سے واپس آئی..

لیکن کیا کر سکتے ہیں اسی میں اللہ کی خوشی ہے.. اور رامین خوش ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں سے دور جانے کا غم بھی تھا..

خوش وہ اس بات پر تھی کہ شادی کے بعد اب اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں ہو گا ناشیڈو مین اور نا کوئی اور.. شوہر کا ساتھ ہی کسی محافظ سے کم نہیں ہوتا..

کافی دنوں سے شیڈو مین کی طرف سے رامین کو کوئی خط یا کوئی پارسل وصول نہیں ہوا تھا۔ اس لئے رامین اور بسمہ اس کو ماضی کا قصہ سمجھ کر بھول چکی تھیں...

پر کچھ ماضی ایسے بھی ہوتے ہیں جو مرتے دم تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے...

نکاح کا دن قریب آگیا تھا۔ فرقان صاحب کے گھر والے اس وقت مسجد میں موجود تھے جہاں وہاج اور رامین کا نکاح ہونا تھا رامین اپنے گھر والوں کے ساتھ فیمیلز کی طرف تھی۔ اور وہاج علوی اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود تھا۔

نکاح شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا جب کسی چھوٹی سی لڑکی نے آکر رامین کو ایک لفافہ دیا۔ رامین اور بسمہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

کیا ہے رامین بیٹی۔ رضیہ بیگم نے رامین سے پوچھا۔

کچھ نہیں آنٹی جی وہ ہماری ایک فرینڈ نہیں آئی بس اس نے شادی کی مبارک باد دینے کے لیے کارڈ بھیجا ہے رامین کی جگہ بسمہ نے رضیہ بیگم نے جواب دیا۔

اچھا۔ چلو تم لوگ باتیں کرو میں پتہ کر کے آتی ہوں کتنی دیر لے نکاح میں۔ تمہینہ بیگم اور رضیہ بیگم یہ کہہ کر باہر کی طرف چلی گئی۔

دونوں کے جاتے ہی بسمہ نے فوراً وہ لفافہ کھولا۔ اس کے اندر ایک نوٹ تھا۔ جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔

تم شادی کر کے اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کر رہی ہو.. اس لیے تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے اس شادی سے انکار کر دو نہیں تو جو ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی تمہارے قبول ہے کہنے کے بعد جو ہو گا وہ تم سوچ بھی نہیں سکتی..

فرم ایم زیڈ...

نوٹ پڑھنے کے بعد رامین کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی اور تیزی تیزی سے سانس لینے لگ گئی اس کے آنکھوں میں خوف اور آنسو بھی تھے اس کی زندگی کا آج بہت بڑا دن تھا اور وہ آج بھی اس کے ساتھ تھا ہر بات کی خبر رکھنے والا..

ابھی رامین اسی کشمکش میں مبتلا تھی کہ قاری صاحب نکاح کے لئے آگے... رامین کی دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئی.. اس کے کانوں میں شیڈو مین کے الفاظ گونج رہے تھے..

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے.. قاری صاحب نے رامین کو دو سے تین بار کہا رامین ایک بت کی طرح بیٹھی تھی.. اس کی آنکھوں سے آنسو کی بارش ہو رہی تھی عین نکاح کے وقت شیڈو مین نے اس کی خوشیوں کو آگ لگا دی تھی..

رامین بیٹی بولو.. رضیہ بیگم بھی رامین کے اس طرح خاموش رہنے پر پریشان ہو گئی تھی جبار صاحب نے آگے بڑھ کر رامین کے سر پر پیار سے ہاتھ پھرا..

رامین بیٹی کیا ہوا ہے قاری صاحب آپ سے کچھ پوچھ رہے ہیں..

رامین کے کانوں میں اپنے بابا جان کی آواز پڑی تو اس نے چہرہ اٹھا کر جبار صاحب کی طرف دیکھا رامین کا چہرہ آنسو سے بھگیا ہوا تھا..

ارے میری بچی کیا ہوا ہے جبار صاحب نے آگے جھک کر رامین کو گلے لگا لیا.. رامین جبار صاحب کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گی یہ سب دیکھ کر بسمہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگے..

جاؤ بسمہ پانی لے کر آؤ.. جبار صاحب نے بسمہ کو پانی لانے کے لیے بھیج دیا اور خود رامین کو سمجھانے لگ گئے..

بسمہ پانی لینے باہر گی تو باہر ارسل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا.. ارسل کو دیکھ کر بسمہ وہاں روک گی..

تم... تم یہاں کیا کر رہے ہو.. بسمہ نے ارسل کے سامنے آتے ہوئے کہا..
سفید رنگ کی شیلوار قمیض میں ارسل کی رنگت اور نکھر رہی تھی آستینوں کو اوپر کیے ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھا..

اور اگر یہی سوال میں آپ سے کرو تو.. ہاتھوں کو پیچھے کی طرف باندھ کر ارسل نے بڑے پرسکون انداز میں بسمہ سے کہا..

یہ میری فرینڈ کا نکاح ہے.. بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
اور یہ میرے بھائی کا نکاح ہے ارسل نے بسمہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا..

واٹ وہاج بھائی آپ کے بھائی ہیں۔۔ ارسل کی بات سن کر بسمہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔

اس لیے آپ ہمارا پیچھا کرتے تھے او مائی گوڈ۔۔ بسمہ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔ ہیلو مس میں نے پہلے ہی آپ کو کہا تھا کہ میں آپ کا پیچھا نہیں کرتا اور یہ صرف اتفاق ہے کہ آپکی فرینڈ اور میرے بھائی کا نکاح ہو رہا ہے۔۔ ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھا اور کہا۔۔ نکاح ہو رہا تھا پر اب نہیں ہو گا اگر آپ ایسے ہیں تو آپ کا بھائی کیسا ہو گا میں یہ نکاح نہیں ہونے دوں گی۔۔ ابھی میں انکل سے بات کرتی ہوں۔۔ یہ کہہ کر بسمہ فوراً واپس جانے کو مڑی۔۔

ارے روکیں آپ۔۔ ارسل نے بسمہ کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔ بسمہ گھوم کر ارسل کے ساتھ جا لگی۔۔ بسمہ کے کھولے بال ارسل کے چہرے کو چھوتے ہوئے پیچھے کو چلے گئے۔۔

ارسل سے آنے والی خوشبو سے بسمہ کی سانسیں روک سی گی ارسل بڑے غور سے بسمہ کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت بلش کر رہی تھی۔۔

اب بھی آپ کا نکاح روکنے کا ارادہ ہے۔۔ ارسل نے اپنے ہونٹ بسمہ کے کان کے پاس لا کر کہا۔۔

بسمہ نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔ بسمہ نے ارسل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔۔

ہممممم.. یہ لیں.. ارسل نے اپنے ہاتھ کی گرفت سے بسمہ کا ہاتھ چھوڑ دیا..

بسمہ جلدی سے واپس جانے کے لیے مڑی..

جاتے جاتے بسمہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی..

اور ارسل جیبوں میں ہاتھ ڈالے بسمہ کو جاتے دیکھ کر مسکرا رہا تھا..

بسمہ بھاگ کر اندر کمرے کی طرف چلی گی اندر جاتے ہی نکاح شروع ہو چکا تھا..

کیا آپ کو وہاج علوی نکاح میں قبول ہے...

بسمہ فوراً راسین کے پاس جا کر بیٹھ گی...

جی قبول ہے..

راسین نے کیکپاتی آواز میں کہا...

کیا آپ کو وہاج علوی نکاح میں قبول ہے قاری صاحب نے پھر کہا..

جی قبول ہے..

یہاں پر دستخط کر دیں.. قاری صاحب نے راسین کی طرف پن کیا راسین نے کانپتے ہاتھوں سے

نکاح نامہ پر دستخط کر دیئے..

مبارک ہو.. مبارک ہو.. ہر طرف سے آوازیں سنائی دینے لگ گی..

قاری صاحب جبار صاحب کے ساتھ باہر آگے جہاں وہاج علوی نے نکاح نامہ پر دستخط کرنے

تھے..

نکاح نامہ پر راسین کے دستخط دیکھ کر وہاج کا خون خول رہا تھا..

سید وہاج علوی آپکو رامین جبار اپنے نکاح میں قبول ہے..

قاری صاحب نے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

وہاج کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نکاح نامے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے پر وہ مجبور تھا..

بلیک کلر کی شیلوار قمیض میں وہاج کی غصے سے بھری آنکھیں کسی شیر کی طرح لگ رہی تھی

ہاتھوں کو غصے سے مروڑتے ہوئے دانتوں کو چباتے ہوئے وہاج علوی نے قاری صاحب کو

جواب دیا..

قبول ہے...

وہاج علوی کے قبول کرنے پر فرقان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی..

سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور دعا کی...

تو جبار صاحب اب رامین بیٹی ہماری امانت ہے آپ کے پاس کل ہم اپنی بیٹی کو آپ سے لے

جائیں گے.. فرقان صاحب نے جبار صاحب کو گلے لگاتے ہوئے کہا..



رامین سرخ جوڑا پہن کر شیشے سامنے بیٹھی بارات کے لیے تیار ہو رہی تھی چہرے پر خوشی لیکن

آنکھوں میں اداسی تھی اور دل میں خوف.. اور اس خوف میں تب اضافہ ہوا جب رامین کے فون

پر میسج کی کی ٹون بجی..

رامین نے موبائل فون اٹھایا تو اس پر کسی نئے نمبر سے میسج آیا ہوا تھا..

رامین نے میسج کو فوراً اوپن کیا..

ضدِی لڑکیاں مجھے پسند نہیں.. اب آنے والے حالات کی تم خود ذمہ دار ہو گی جو میرا ہوتا ہے اسے مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا... مجھے دوسروں سے چھینا آتا ہے..

فرم ایم ذیڈ..

سیج پڑھ کر رامین کی آنکھوں سے آنسو نکل کر موبائل فون کی سکریں پر گر پڑے..

بارات اچکی تھی رامین تیار ہو کر برائیڈل روم میں بھیٹی تھی. دیوار پر نظریں جمائے وہ خیالوں میں گھم تھی..

دوسری طرف شروانی پہنے آنکھوں میں انتقام لیے وہاں سیج پر بیٹھا تھا..

بسمہ کسی تیتلی کی طرح ادھر ادھر مہمانوں کو دیکھ رہی تھی..

لانگ فراک پہنے ایک ہاتھ سے فراک کو پکڑے وہ حال میں ہر مہمانوں کے پاس جا رہی تھی

ارسل کی نظریں مسلسل بسمہ کا تعاقب کر رہی تھی بسمہ بھی آتے جاتے چوری چوری ارسل کو دیکھ رہی تھی. کل تک وہ ارسل پر غصہ کرتی تھی اور آج اسکو ارسل کی ایک نظر کا انتظار تھا..

مہمانوں کے پاس کھڑے وہ بار بار ارسل کو دیکھ رہی تھی ٹوپیس سوٹ میں ارسل کی شخصیت کافی رعب دار لگ رہی تھی..

بسمہ آپی یہ گفٹ پیک کہا رکھو.. ایان نے آکر بسمہ کو کہا..

ہاں ایان جاؤ یہ روم میں رکھ آؤ.. بسمہ نے ایان کو یہ کہہ کر سامنے کی طرف دیکھا جہاں ارسل کھڑا تھا لیکن اب وہ وہاں موجود نہیں تھا..

اففف.. یہ ایان بھی نہ.. بسمہ نے حال میں ادھر ادھر نظر ڈالتے ہوئے کہا...

ہنم ہنم ہنم... آپ شاید کسی کو ڈھونڈ رہیں ہیں.. ارسل نے بسمہ کے پیچھے اکر گلے کو صاف کرتے ہوئے کہا..

ہائے اللہ... بسمہ ارسل کی آواز پر چونک گی..

توبہ ہے آپ نے تو مجھے ڈرا دیا ہے کوئی کسی کو ایسے تھوڑا ڈراتا ہے اور میں آپ کو کیوں ڈھونڈوں گی ہاں..

بسمہ نے اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے ارسل کو کہا..

ارے میں نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ آپ مجھے ڈھونڈ رہی تھی..

ارسل نے شرارتی نظروں سے بسمہ کو دیکھتے ہوئے کہا..

ارسل کہ اس بات پر بسمہ شرم سے سرخ ہو گی..

جاری ہے * * * *

میرا رستہ چھوڑیئے... بسمہ نے ارسل کو پیچھے کرتے ہوئے کہا..

کیوں نہیں.. ارسل مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا.. پاگل لڑکی..

بسمہ کو جاتے ہوئے دیکھ کر وہ مسکرا رہا تھا..

بسمہ رامین کے پاس برائیل روم میں چلی گئی..

رامین آنکھوں میں اداسی لیے بیٹھی تھی..

ارے میری شہزادی اتنی اداس کیوں ہے بسمہ نے رامین کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا..

بسمہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے.. رامین نے بسمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا..

رامین ڈرو نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا میں ہونا تمہارے ساتھ کچھ نہیں ہو گا تم پریشان نہ ہو.. بسمہ نے رامین کو تسلی دیتے ہوئے کہا حالانکہ کہ وہ خود ڈری ہوئی تھی..

بسمہ یہ دیکھو جب میں سیلون میں تھی تو مجھے یہ میسج آیا تھا رامین نے موبائل بسمہ کی طرف کرتے ہوئے کہا..

بسمہ نے رامین سے موبائل فون پکڑا اور میسج کو پڑھنے لگ گئی...

ہممم... تو اس میسج میں کیا ہے رامین مجھے تو کچھ ایسا نہیں لگا جس سے ڈرا جائے.. بسمہ نے میسج پڑھ کر بہت نارمل ساری ایکشن دیا..

بسمہ کے اس طرح بات کرنے سے رامین کو بہت حیرت ہوئی اسے لگا ہی نہیں تھا کہ بسمہ ایسا کہے گی..

رامین بسمہ کو حیرت سے دیکھ رہی تھی..

ہاں نا رامین ایسے کیوں دیکھ رہی ہو.. میری جان.. دیکھو وہ شیڈو مین یا جو بھی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا.. مجھ آئی.. اگر اس نے کچھ کرنا ہوتا تو اب تک تمہاری شادی بھی نا ہوتی اور تو اور تمہارا نکاح بھی نا ہونے دیتا وہ وہاں آتا اور کچھ بھی کر کے تمہارا نکاح روک سکتا تھا.. پر اس نے کچھ ایسا نہیں کیا.. وہ بس ہمیں ڈرا رہا ہے اور ہم ڈر رہیں ہیں.. تو آج سے ڈرنا نہیں ہے تم جرنیل کی بیٹی ہو کیا تم بھول گئی ہو.. بسمہ نے رامین کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا..

بسمہ کی بات سن کر رامین کو تھوڑا حوصلہ ہوا اور رامین کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی..

یہ ہوئی نامیری پیاری سی بہادر لڑکی... چلو چلو اب زیادہ سوچنا نہیں اور اپنی شادی کو انجوائے کرو اور فون کو بند کر دو.. میں باہر مہمانوں کو دیکھ لو رضیہ آنٹی اکیلی ہیں.. اوکے.. بسمہ نے مسکراتے ہوئے کہا..

اوکے ٹھیک ہے.. رامین نے گہرا سانس لیا اور موبائل کو بند کر کے کلچ میں رکھ لیا.. بسمہ سے بات کر کے رامین اب اپنے آپ کو کافی پرسکون محسوس کر رہی تھی.. اس کے دل پر جو بوجھ سا تھا وہ ختم ہو گیا تھا..

بسمہ نے باہر جاتے ہوئے مڑ کر رامین کی طرف مسکرا کر دیکھا اور باہر چلی.. باہر نکلتے ہی بسمہ نے جو اپنے آنسو روکے ہوئے تھے وہ اس کی آنکھوں سے باہر آگئے.. وہ اندر رامین کو حوصلہ تو دے آئی تھی پر وہ خود اس بات پر پریشان ہو گئی تھی.. وہ میسج.. وہ دن بادن رامین کے قریب ا رہا تھا اب تو اس کے پاس رامین کا نمبر بھی آگیا تھا.. پر وہ خود کو پریشان کر کے رامین کو مزید پریشان نہیں کر سکتی تھی اور اب اس وقت جب کہ رامین کی رخصتی کا ٹائم قریب ا رہا تھا..

اپنے آنسو کو چھپاتے ہوئے وہ جلدی سے واش روم کی سائیڈ کی طرف چلی گی.. ارسل جو اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا.. بسمہ کو ایسے روتے ہوئے جاتے دیکھ کر پریشان ہو گیا..

آپ لوگ انجوائے کرو میں آتا ہوں.. ارسل نے ڈرنک کا گلاس ٹیبل پر رکھا اور بسمہ کے پیچھے چلا گیا..

بسمہ سینک پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی... کسی کے آنے کی آہٹ کو محسوس کر کے بسمہ نے فوراً اپنا منہ دیوار کی طرف کر کے آنسو صاف کیے..

آپ ٹھیک تو ہیں نا.. ارسل کی آواز سے بسمہ چونک گئی.. اس نے جلدی سے اپنے چہرے کو صاف کیا اور گہرا سانس لیتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ لے کر پیچھے کو مڑی..

آپ.... آپ یہاں لیڈیز واش روم میں کیا کر رہے ہیں.. بسمہ نے خود کو ارسل کے سامنے نارمل محسوس کروایا..

وہ مجھے لگا شاید آپ کسی پریشانی میں ہے اس لیے میں آپ سے پوچھنے آگیا... ارسل نے بسمہ کے قریب آتے ہوئے کہا..

نیں.. نہیں.. مجھے کیا ہونا ہے اس بار بسمہ کی آواز بھر آئی..

آپ کو تو جھوٹ بھی ٹھیک سے بولنا نہیں آتا.. ارسل نے بسمہ کے چہرے کو اوپر کرتے ہوئے کہا..

بسمہ کا چہرے اوپر ہوتے ہی بسمہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اسکے رخسار پر گر گئے...

ارے آپ تو رو رہی ہیں اتنی پیاری آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے..

ارسل نے اپنے ہاتھ سے بسمہ کے چہرے پر سے آنسو کو صاف کیا..

اب بتائیں کیا ہوا ہے.. ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں وہ بس رامین کی وجہ سے تھوڑی ٹینشن میں تھی اس لیے..

بسمہ نے خود کو ریلیکس کرتے ہوئے کہا..

اوکے.. بس اتنی سچی بات تھی.. اچھا چلیں میں آپ سے پرومیں کرتا ہوں کہ آپکی فرینڈ کا خیال رکھوں گا ایک بھائی کی طرح ویسے تو وہاں بھی اس کا خیال رکھے گا پر ایک بھائی کی حیثیت سے راسین کا خیال میں رکھو گا.. اب آپ خوش ہیں نا.. ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ہمممم... تھنک یو.. لیکن اگر اسے کچھ ہوا تو میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں.. بسمہ نے آئی برو اوپر کرتے ہوئے کہا..

جی جی.. جو سسزا ہوگی مجھے قبول ہے... ارسل ہنس پڑا.. بسمہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ اگی...



راسین اپنے والدین کی دعائیں لے کر رخصت ہو کر سید وہاں علوی کے گھر پہلا قدم رکھ رہی تھی..

یہ گھر راسین کے لیے خوشیاں لے کر آتا یا دکھ یہ راسین کو بھی نہیں پتہ تھا.. راسین نے دھڑکتے دل کے ساتھ گھر میں پہلا قدم رکھا..

ایشال نے راسین کے ساتھ تھی.. آجائیں بھابھی یہاں بیٹھیں..

ایشال نے راسین کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا..

راسین ایک مسکراہٹ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی..

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو رامین بیٹی.. تمہینہ بیگم نے رامین کا صدقہ اترا اور ملزمہ کو دے دیا...

فرقان صاحب کے گھر کی چھوٹی چھوٹی رسموں کو پورا کرتے رات کے ایک بج گئے تھے تمہینہ بیگم نے ایشال کو کہا کہ وہ رامین کو کمرے میں لے جائے ایشال رامین کو لے کر وہاج کے کمرے میں چلی گئی.. جس کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا..

رامین اب بیڈ پر بیٹھی وہاج کا انتظار کر رہی تھی... آنکھوں میں خواب تھے جو ہر لڑکی کی زندگی کے ہوتے ہیں آج وہ کسی اور کے نام سے جوڑ چکی تھی اور اپنے زندگی کے نئے ہمسفر کا انتظار کر رہی تھی...

رامین کو وہاج کا انتظار کرتے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے لیکن وہاج کمرے میں نہیں آیا.. رامین نے گھڑی کی طرف دیکھا تو رات کے تین بجے چلے تھے...

رامین نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی اور آنکھیں دروازے پر.. وہاج کے انتظار میں وہ بیٹھی تھی... ارسل پانی لینے کے لئے کچن کی طرف گیا.. جاتے ہوئے اس کی نظر سٹڈی روم کے اندر پڑی جس کی لائٹ آن تھی..

اس ٹائم کون ہے سٹڈی روم میں..

ارسل چلتا ہوا سٹڈی روم کی طرف گیا..

دروازہ کھولتے ہی ارسل کو سامنے وہاج بیٹھا نظر آیا جو ڈرنک کا گلاس ہاتھ میں پکڑے آنکھیں بند کیے کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا..

وہاج تم یہاں کیا رہے ہو۔ ارسل نے وہاج کو دیکھتے ہی کہا..

ارسل کی آواز پر وہاج سیدھا ہو کر بیٹھ گیا..

وہاج میں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں ارسل نے اپنی بات کو دوہراتے ہوئے کہا..

پلیز ارسل یار مجھے اکیلا چھوڑ دو اور جاؤ یہاں سے.. وہاج نے بڑی بے رخی سے جواب دیا..

نہیں.. نہیں.. میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک تم اپنے کمرے میں چلے نہیں جاتے..

ارسل کو وہاج پر اب غصہ آگیا تھا..

ارسل میں کہہ رہا ہوں نا کہ جاؤ یہاں سے تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آرہی.. وہاج کا لہجہ

اس بار ارسل پر سخت تھا..

وہاج تم بہت غلط کر رہے ہو تم ایسے تو نہیں تھے اور اس لڑکی کا کیا قصور ہے جو تمہارے

انتظار میں بیٹھی ہے جس کو تم اپنے نکاح میں قبول کر کے لے کر آئے ہو..

ارسل کی آواز اب وہاج پر اونچی ہو گئی تھی...

وہاج نے ارسل کو آج پہلی بار کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا...

یہاں تو اب سانس لینا بھی مشکل ہے.. یہ کہہ کر وہاج وہاں سے اٹھ گیا..

سیدھا اپنے کمرے میں جانا.. ارسل نے وہاج کو پیچھے سے آواز دی...

وہاج کی اس حرکت پر ارسل کو بھی پریشانی ہو گئی تھی اسے بسمہ سے کیا ہوا وعدہ یاد آگیا...

وہاج غصے سے چلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا...

قدموں کی آہٹ سن کر رامین جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گی نظر گھڑی پر پڑی جہاں چار بج گئے تھے

وہاج نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آگیا..

وہاج کے قدموں کی آہٹ قریب آرہی تھی اور رامین کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی.. وہاج اکر بیڈ پر بیٹھ گیا...

اسکی نظر رامین پر پڑی ایک لمحہ کے لئے وہاج کو لگا کہ وہ دینا کا خوش قسمت انسان ہے جیسے اتنی پیاری بیوی ملی ہے..

لیکن اگلے ہی لمحے وہاج کی اندر کی نفرت اس پر حاوی ہو گئی..

وہاج نے اپنی انگلی کے ساتھ رامین کا چہرہ اوپر کیا جو نظریں جھکائے بھیٹی تھی... وہاج کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں..

رامین نے آنکھیں اوپر کرتے ہوئے وہاج کو دیکھا.. غصے پیلی آنکھوں کو اپنے طرف دیکھتے ہوئے رامین کی سانس روک گئی..

کسے خوش فہمی میں نہ رہنا کہ میں تمہارے نخرے اٹھاؤں گا.. ہماری شادی ایک سہ مجھوتہ کی شادی ہے اور ایسی شادی میں پیار اور محبت کہیں نہیں ہوتا... اس لیے مجھ سے کسی قسم کی کوئی امید ناکھنا.. وہاج نے اپنے دانتوں کو چباتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ سے اٹھ گیا...

رامین ہکی ہکی وہاج کو دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا ہو گیا ہے اور اس میں اس کا کیا قصور ہے.. رامین نے بڑی ہمت کر کے اپنے آنسو بھری آواز میں بولی..

اگر آپ کو یہ شادی قبول نہیں تھی تو آپ نے کی کیوں آپ انکار بھی تو کر سکتے تھے..
 راسین کے اس جواب سے وہاج نے مڑ کر دیکھا اسے توقع نہیں تھی کہ راسین پلٹ کر اسے
 جواب دے گی...

وہاج نے گھورتے ہوئے راسین کی طرف دیکھا اور مڑ کر دوبارہ اس کے پاس آیا..
 کیا کہا تم نے پھر سے کہنا.. وہاج نے راسین کو کلائی سے پکڑتے ہوئے کہا..
 وہاج کی گرفت راسین کی کلائی پر اتنی سخت تھی کہ راسین کی پہنی ہوئی چوڑیاں ٹوٹ کر اس کی
 کلائی میں جا لگی..
 سیسسس..... راسین درد سے بولی...

آج تم نے مجھے جواب دے دیا ہے آئندہ جواب دینے کی ہمت نا کرنا نہیں تو مجھ سے برا کوئی
 نہیں ہو گا.. اور تم اتنی خاص نہیں ہو کہ میں تمہیں بتاؤ کہ میں نے شادی کیوں کی..
 تم یہاں میری مرضی سے نہیں آئی بلکہ میرے سر پر تھونپ دی گئی ہو.. اب تمہیں تمہاری
 پوزیشن کا پتہ چل گیا ہو گا.. اس گھر میں تو تم علوی خاندان کی بہو بن سکتی ہو پر تم کبھی
 بھی وہاج علوی کی بیوی نہیں بن سکتی..

اور ایک جھٹکے کے ساتھ وہاج نے راسین کو بیڈ پر دھکیل دیا..
 راسین اپنے بازو کو پکڑے آنکھوں میں آنسو لیے وہاج کو دیکھ رہی تھی.. اس نے ایسی کیا غلطی
 کر دی تھی جس کی سزا اسے اب مل رہی ہے..

وہاج کپڑے لے کر واش روم میں تبدیل کرنے چلا گیا۔۔ رامین وہی بیٹھے یہ ہی سوچ رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے ایک مشکل سے نکلنے کے لیے دوسری دلدل میں پھنس گئی ہے جہاں سے واپسی کا کوئی رستہ نہیں تھا۔۔

وہاج واش روم سے باہر نکل آیا رامین کی طرف دیکھے بغیر اس نے باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا۔۔ اور ساتھ ہی مڑ کر رامین کی طرف دیکھا جو بازو سے نکلتے ہوئے خون کو دیکھ رہی تھی۔۔ ایک بات اور اگر تم نے کسی کو کچھ بتایا تو اس کا انجام تم خود سوچ لینا۔۔ یہ کہہ کر وہاج کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

اور رامین وہاں بے بس بھیٹی رہی جو خواب وہ سجا کر آئی تھی وہ اسکی چوڑیوں کی طرح ٹوٹ کر چکنا چور ہو چکے تھے۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ کمرے کی لائٹ آف ہوگی۔۔ رامین نے اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا اندھیرے کی وجہ سے رامین کو کچھ نظر نہیں ا رہا تھا۔۔ رامین جلدی سے اٹھی کہ وہ باہر جاسکے۔۔

اٹھتے ہی رامین کی ٹکر کسی مضبوط چیز سے ہوئی۔۔

رامین نے جب چہرہ اوپر کر کے دیکھا تو اندھیرے میں اسے وہی دو بلیو آنکھیں نظر آئیں جو اس رات اسے اندھیرے میں نظر آئیں تھیں۔۔

رامین کو اب کسی نے اپنے بازو میں دبوچا ہوا تھا۔۔

رامین کو اپنی سانس روکتی ہوئی لگ رہی تھی۔۔

کلک.. کلک.. کون ہو تم.. رامین نے ڈرتے ہوئے پوچھا..

چلو میرے ساتھ کہا تھا نا کہ مجھے اپنی چیزوں کو چھینا آتا ہے.. شیڈو مین نے اپنی گرفت کو اور مضبوط کرتے ہوئے کہا..

چھوڑو مجھے میں کہہ رہی ہوں چھوڑو مجھے میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤ گی چھوڑ دو مجھے رامین روتے ہوئے شیڈو مین کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی....
آواز ناکالو اور جانا تو تمہیں پڑے گا تمہیں میرے ساتھ.. شیڈو مین نے رامین کو اور اپنے قریب لاتے ہوئے کہا..

رامین کو اب شیڈو مین کی سانسوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی..
رامین نے جب اپنے آپ کو بے بس محسوس کیا تو چلائی..
بچاؤ.. کوئی ہے بچاؤ..

رامین کے اس طرح چلانے پر شیڈو مین نے رامین کے منہ پر ہاتھ رکھ رکھتے ہوئے اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا..

رامین کی آنکھیں خوف سے پھیل رہی تھی.. اور شیڈو مین کی آنکھیں رامین کے مزید قریب ارہی تھی رامین نے اپنے بچاؤ کے لیے شیڈو مین کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑ دیے اور شیڈو مین کو دھکا دیتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگی

جاری ہے *****

رامین کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہی کمرے کی لائٹ آن ہو گی..

راہین نے دڑتے ہوئے گردن کو پیچھے موڑ کر پورے کمرے میں دیکھا تو پورا کمرہ خالی تھا..
 راہین کی ہچکی بندھی ہوئی تھی اپنے ہاتھ کے پیچھلی سائڈ سے اپنے آنسو کو صاف کیا کا جل
 آنکھوں سے نکل کر رخسار پر پھیلا ہوا تھا تھوک کو نگلتے ہوئے راہین دروازے کا سہارا لیتے
 ہوئے زمین پر بیٹھ گئی کلائی سے خون نکل کر راہین کی مہندی کو چھا رہا تھا..
 راہین اپنے آپ کو اپنی بانہوں میں سمٹتے ہوئے وہ اپنے بابا جان کو یاد کر رہی تھی آنکھوں میں
 آنسو کسی بارش کی طرح برس رہے تھے..

بابا جان کہاں ہیں آپ مجھے یہاں سے لے جائیں
 آجائیں بابا جان آجائیں..

راہین نے روتے ہوئے کہہ رہی تھی.. وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی...



راہین بھا بھی.. اٹھ گئی ہیں آپ کیا.. ایشال نے اکر دروازے پر دستک دی..
 دروازے پر دستک کی آواز سے راہین کی آنکھ کھولی جو پتہ نہیں کب دروازے کے پاس ہی روتی
 ہوئی سو گئی تھی..

راہین بھا بھی.. ایشال نے دوبارہ دروازے پر دستک دی اور آواز دی..
 ایشال کی آواز پر راہین نے فوراً اٹھ کر اپنے آپ کو دیکھا دلہن کا سمرخ جوڑا ابھی تک اس کے
 زیب تن تھا...

گھبراہٹ سے رامین نے اٹھ کر دروازے کی طرف دیکھا اس کی سمجھ میں نہیں ا رہا تھا کیا کرے دروازہ کھولے یا رہنے دے...

اتنی دیر میں دروازے پر دستک بند ہو گئی شاید ایشال جا چکی تھی...
 رامین جلدی سے اٹھی اور سوٹ کیس میں سے کپڑے نکالنے لگ گئی..
 اففف.. کلائی کی درد سے وہ کسی چیز کو پکڑ نہیں پا رہی تھی..
 پھر بڑی مشکل سے اس نے سوٹ کیس کی زپ کھولی..

کوئی مل جائے فل آستینوں والا سوٹ.. سارے کپڑوں کو باہر نکالتے ہوئے وہ فل آستینوں والا سوٹ ڈھونڈ رہی تھی تاکہ اس کی کلائی کا زخم چھپ سکے...
 فریش ہونے کے بعد رامین نے اپنی کلائی پر پٹی باندھی اور اس کے اوپر قمیض کی آستین کر دی...

خود کو کھڑی شیشے میں دیکھ رہی تھی ساری رات رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سوج گئی تھیں..

سو جی ہوئی آنکھوں میں کاجل کی لائن لگاتے ہوئے رامین سوجن کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی..

خود میں حوصلہ پیدا کرتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آئی..
 لو دیکھیں رامین بھا بھی اگی.. ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی ایشال نے کہا...
 اسلام علیکم..

راسین ٹیبل کے پاس آتے ہی تمہینہ بیگم کو سلام کیا..
 وعلیکم السلام.. تمہینہ بیگم نے جواب دیا..
 آؤ راسین بیٹی.. تمہینہ بیگم نے راسین کو بیٹھنے کا کہا..
 وہاج بھائی کہاں ہیں راسین بھابھی.. ایشال نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا..
 راسین کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے..
 وہ.... ابھی راسین کچھ کہتی وہاج کی آواز اس کے کانوں میں پڑی..
 میں نے کہاں جانا ہے اپنی اتنی پیاری وائف کو چھوڑ کر..
 وہاج نے آتے ہی راسین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا..
 وہاج کی اس حرکت پر راسین کانپ گئی...
 کیوں مائی بیوٹی فلو وائف.. وہاج نے دانتوں کو دباتے ہوئے کہا..
 ہممممم.. جی.. راسین نے گھبراتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ دی..
 چلو آؤ اب بیٹھ جاؤ ناشتہ کر لو.. تمہینہ بیگم نے دونوں کو بیٹھنے کا کہا..
 وہاج نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے راسین کی طرف ترچھی نظر سے دیکھا.. راسین آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی..
 ارسل نظر نہیں اہا کہاں ہے.. وہاج نے اپنی ممی سے پوچھا..
 ناشتہ کی ٹیبل پر فرقان صاحب اور ارسل موجود نہیں تھے..

ارسال تمہارے ڈیڈ کے ساتھ گیا ہوا ہے آج شام کے فنکشن کی تیاری کے لیے.. تمہینہ بیگم نے بتاتے ہوئے کہا..

اوکے.. پھر مجھے بھی جانا چاہیے.. وہاں یہ کہہ کر اٹھ گیا..

تم کہاں جا رہے ہو ناشتہ تو کرتے جاؤ.. تمہینہ بیگم نے وہاں کو اٹھتے دیکھا تو بولی..

میں کہاں جا رہا ہوں.. وہاں بات کرتے ہوئے روک گیا..

وہ میں اپنی سویٹ وائف کے لیے کچھ لینے جا رہا ہوں اس سرپرائز.. وہاں نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو پلیٹ میں رکھے بریڈ پیس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر رہی تھی..

وہاں کی اس بات پر تمہینہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی..

رامین ہلکی ہلکی وہاں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کون سا سرپرائز ہے اور مزید کیا تکلیف دینے والا

ہے....



ولیمہ کی تقریب اچھے سے مکمل ہو چکی تھی رامین اپنے گھر والوں کے ساتھ آگئی تھی..

گھر آتے ہی رامین کی بہت اوجھلکت ہو رہی تھی...

رامین بیٹی ہم تو تمہارے بغیر ہی اداس ہو گئے ہیں ایک دن میں ہی یہ گھر سانس لگ رہا ہے

پتہ نہیں باقی کے دن کیسے گزرے گئے.. رامین کی امی نے رامین کو گلے لگاتے ہوئے کہا..

جبار صاحب جو پاس میں ہی بیٹھے تھے ان کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی..

ارے امی بابا جان میں زیادہ دور تھوڑی گی ہوں کراچی میں ہی تو ہوں کچھ منٹ کی دوری پر ہوں جب بھی دل کیا آپ سے ملنے اجایا کروں گی.. کوئی بھی نہیں روک سکتا.. مجھے آپ سے ملنے کو.. راین نے رضیہ بیگم کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا..

خوش رہو میری بیٹی.. جبار صاحب نے راین کو دعا دی..

لو جی میں اگی... بسمہ نے آتے ہی اونچی آواز میں کہا..

تقریب کے بعد بسمہ گھر میں کپڑے تبدیل کرنے چلی گی تھی..

ہاں جی پتہ چل گیا ہے تم اگی ہو.. راین نے بسمہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا..

میں یو میری جان... بسمہ نے راین کو اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے کہا..

چلو اندر چلتے ہیں.. راین بسمہ کو لے کر اندر کمرے میں چلی گئی...

بیڈ پر بیٹھتے ہی بسمہ نے راین کو کی طرف دیکھا..

راین کیا ہوا ہے تمہارے چہرے پر مسکراہٹ نہیں ہے پوری تقریب میں تم کھوئی کھوئی سی تھی..

بسمہ تم نے کبھی کسی کو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی قسمت جلاتے ہوئے دیکھا ہے... راین نے بڑی سنجیدگی سے کہا..

کیا مطلب راین میں سمجھی نہیں کیا کہنا چاہ رہی ہو بسمہ راین کی بات سمجھ نہیں پائی تھی..

بسمہ کبھی تم نے کسی کو اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے خواب جلاتے ہوئے دیکھا ہے.. راین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ مسلسل بسمہ سے سوال پہ سوال کرتی جا رہی تھی..

رامین کو اس طرح دیکھ کر بسمہ کا دل ڈوبنے لگ گیا..

رامین کیا ہوا مجھے بتاؤ تو سہی کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو.. بسمہ نے رامین کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا..

بتاؤ نا بسمہ میں نے جو پوچھا ہے... رامین نے بسمہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا...
نہن.. نہن... نہیں تو.. کون پاگل ہو گا جو اپنے خواب کو اور اپنے آپ کو جلائے.. بسمہ کی بات کرتے ہوئے سانس روک رہی تھی..

تو پھر بسمہ دیکھ لو تمہارے سامنے وہ انسان موجود ہے جس نے ایک آگ کے کنویں سے بچنے کے لیے خوشی خوشی خود کو دوسرے آگ کے دریا میں جھونک دیا وہ تمہاری دوست رامین ہے..
بات کرتے ہوئے رامین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے...

رامین کی یہ بات سن کر بسمہ کی تو جان نکل گئی..

کیا.. کیا.. رامین یہ کیا کہہ رہی ہو تم کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو.. بسمہ نے رامین کو کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا..

بسمہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا.. یہ شادی اس کے لیے ایک سمجھوتہ تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں... وہ نفرت کرتا ہے..

میں نے اپنے ہاتھوں سے ہی خود کی خوشیاں برباد کر دی..

سب کچھ ختم ہو گیا.. بسمہ سب کچھ ختم ہو گیا.. بس ساتھ نہیں چھوڑا تو اس رات ہونے والے واقعہ نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا..

رامین کی اس بات ہر بسمہ نے رامین کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا..
 کیا مطلب اس رات کا واقعہ... کیا ہوا ہے تم مجھے کھول کر کیوں نہیں بتا رہی۔ اس شیڈومین
 نے وہاں کچھ کیا تھا کیا....

کیا اس نے وہاں بھی کوئی پارسل چھوڑا ہے.. رامین کی باتیں سن کر بسمہ کی آنکھیں پھٹی کی
 پھٹی رہ گئی...

ہاں بسمہ وہ میرے پاس ہی ہے ہر طرف میرے مرنے کے بعد بھی شاید وہ میرے ساتھ ہی
 ہو... رامین نے روتے ہوئے کہا

رامین نے کل رات ہونے والے سارا واقعہ بسمہ کو بتا دیا..

رامین کی باتیں سن سن کر بسمہ کے پسینے چھوٹ رہے تھے..

یہ تھی میری شادی بسمہ... رامین نے اپنے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے کہا..

رامین کی باتیں سن کر بسمہ کی آنکھوں میں آنسو اچکے تھے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ رامین
 کو کیسے حوصلہ دے اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ حالات اتنے خراب ہو جائیں گے... کہ شیڈو
 مین شادی کے بعد اس کے گھر رامین کے سامنے چلا جائے گا..

بسمہ نے گہرا سانس لیا اور رامین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا..

بسمہ کے ہاتھ پکڑتے ہی رامین کے منہ سے درد سے آواز نکلی..

بسمہ نے حیرت سے رامین کو دیکھا اور پھر رامین کے بازو کو بسمہ نے رامین کی قمیض کی آستیں
 کو اوپر کیا تو وہاں پٹی بندھی ہوئی...

یہ... یہیہ... کیا ہے رامین.. بسمہ رامین کو ایسے دیکھ کر اپنے حواس کھو رہی تھی.. اسے ایک کے بعد ایک جھٹکا مل رہا تھا..

یہ میری شادی کا پہلا تحفہ ہے وہاج کی طرف سے... ارو رامین کے آنسو اس پٹی پر جا کر گر گئے...

واٹ... کیا بول رہی ہو رامین.. وہ انسان ہے یا کوئی جانور ہے.. اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں اس طرح اذیت دینے کی جاہل انسان میں نہیں چھوڑوں گی اسے میں انکل آنٹی کو بتانے جا رہی ہوں.. بسمہ فوراً باہر کی طرف مڑی..

نہیں بسمہ نہیں.. تم کچھ نہیں بتاؤ گی میں نہیں چاہتی کہ شادی کہ دوسرے دن ہی باباجان اور امی پریشان ہو جائیں.. رامین نے بسمہ کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا..

نہیں رامین تم مجھے روک نہیں سکتی یہ تو حد ہو گی ہے.. کوئی ایسے کسی پر ظلم کیسے کر سکتا ہے بہت ہی گھٹیا انسان ہی ایسی حرکتیں کرتا ہے اور وہاج تو پھر پڑھا لکھا انسان ہے تم مجھے نا روکو.. بسمہ نے رامین سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا. اور باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا...

بسمہ تمہیں میری قسم ہے تم نہیں جاؤ گی تمہیں ہماری دوستی کی قسم تم امی اور بابا جان کو نہیں بتاؤ گی.. رامین نے بسمہ کو پیچھے سے آواز دی

رامین کی بات سن کر بسمہ کے باہر جاتے ہوئے قدم روک گئے..

بسمہ نے بے بسی سے مڑ کر رامین کی طرف دیکھا.. جو آنکھوں میں آنسو لیے بسمہ کے پیچھے کھڑی تھی..

بسمہ نے آگے بڑھ کر رامین کو جلدی سے گلے لگا لیا۔

آؤ بیٹھو بسمہ میری بات سنو۔ رامین بسمہ کو لے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔

دیکھو بسمہ میں نے تم سے یہ سب اس لیے کہا کہ ہم نے کبھی بھی ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپائی۔ اور جو بات میں کسی سے نہیں کر سکتی وہ تم سے کر لیتی ہوں۔ پر یہ بھی بات اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ میرے ساتھ جو ہوا وہ غلط تھا اور ہے پر مجھے اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے دو۔

میں نکاح کر کے وہاج کو قبول کیا ہے اور اس پاک رشتے میں بہت طاقت ہوتی ہے کیونکہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہوتی ہے۔

میں باباجان اور امی کو یہ سب بتا کر اس رشتے پر اٹھنے والے سوال نہیں سن سکتی اس لیے مجھے یقین ہے کہ میں وہاج کی نفرت کو محبت میں بدل دوں گی اور اس میں اللہ بھی میری مدد کرے گا۔ بس تم خاموش رہو پلیز۔ سمجھ رہی ہوں نا تم۔

تم خود تو کہتی ہونا کہ میں جرنیل کی بیٹی ہوں اتنی جلدی تو ہار نہیں مانوگی نا۔ رامین نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

رامین کی ساری باتیں سن کر بسمہ بے جان سی ہو گئی۔

ہاں کہتی تو ہوں پر اب یہ معاملہ کچھ اور ہے رامین۔ بسمہ نے رامین کی طرف بے بسی سے دیکھا۔

پتہ ہے.. لیکن میرے پاس ہو نہ تم.. تو مجھے کس بات کر فکر.. یہ چھوٹے چھوٹے زخم تو پھر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے..

راین نے اپنی کلائی پر بندھی پٹی کو دیکھ کر کہا...
میں تمہارے ساتھ ہو ہمیشہ راین.. خود کو اکیلا نا سمجھنا.. بسمہ نے پھکی سنی مسکراہٹ کے ساتھ راین کو کہا..



اگلے دن راین وہاج کے گھر اچکی تھی.. سارا دن وہاج گھر نہیں آیا.. رات کے کھانے میں راین نے وہاج کو کھانے کی ٹیبل پر دیکھا...

وہاج بڑی بے فکری سے کھانا کھانے میں مصروف تھا جیسے کچھ ہوا نہیں تھا...
اتنا خود غرض انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا.. راین پلیٹ میں چاول ڈالتے ہوئے وہاج کی طرف دیکھ رہی تھی.. جس نے ایک نظر بھی نہیں راین پر ڈالی تھی..
کھانا ختم ہونے کے بعد.. راین اپنے کمرے میں چلی گئی..

اب راین کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب وہ کیا کرے وہ بسمہ کو کہہ کر تو آگی تھی کہ وہ اپنے طریقے سے سب کچھ ٹھیک کر دے گی پر اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے..
یہ ہی سوچتے ہوئے وہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی..

وہاج کے قدموں کی آواز سن کر راین جلدی سے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لی جیسے وہ سو رہی ہو..

وہاج نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آگیا..

اندر آتے ہی وہاج نے رامین کو بیڈ پر لیٹے ہوئے دیکھا..

ابھی جو انسان کچھ دیر پہلے آرام سے کھانا کھا رہا تھا رامین کو بیڈ پر لیٹے دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہو گیا...

وہاج چلتا ہوا رامین کے پاس آیا...

اٹھو یہاں سے... وہاج نے رامین کو غصے سے کہا..

رامین نے وہاج کی بات سن کر اگنور کر دی اور آنکھیں نہیں کھولی..

میں کہہ رہا ہوں اٹھو یہاں سے اور صوفے پر جا کر سو یہاں تم نہیں سو سکتی.. اس بار وہاج کی آواز اونچی تھی..

رامین نے آنکھیں کھولی تو اس کے سامنے وہاج کھڑا تھا.. آس-تینوں کو اوپر کیے جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ رامین کی طرف غصے سے دیکھ رہا تھا..

رامین بھی غور سے وہاج کی طرف دیکھ رہی تھی..

کیا دیکھ رہی ہو سمجھ نہیں آئی کہ اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے.. وہاج نے اپنی بات کو دوہراتے ہوئے کہا..

رامین اٹھ کر بیٹھ گئی اور سائیڈ سے تکیہ اٹھایا..

وہاج رامین کو تکیہ اٹھاتے دیکھ کر فاتحانہ انداز میں کھڑا ہو گیا اور چہرے پر ایک غرور والی مسکراہٹ اگی..

راہین نے تکیہ اٹھایا اور وہاج کی طرف اچھال دیا.. تکیہ وہاج کے منہ کو چھوتا ہوا اس کے ہاتھوں میں آگیا..

یہ کیا ہے.. وہاج نے غصے سے راہین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

تکیہ ہے اپکو نظر نہیں آتا کیا..؟ یا آپکی زبان میں اسے کچھ اور کہتے ہیں.. راہین نے اپنے آئی برو اوپر کرتے ہوئے وہاج کی طرف دیکھا اور کہا

تم یہاں سے اٹھو اور صوفے پر جا کر سو.. میں نے یہ کہا ہے تمہیں.. وہاج نے حیرت سے راہین کو دیکھ کر کہا..

نہیں میں یہاں سے نہیں اٹھو گی آپ وہاں صوفے پر جا کر سو جائیں آپ کی مرضی.. اور اگر آپ نے زبردستی کی تو میں باہر جا کر سب بتا دوں گی آگے جو ہوگا اسکے ذمہ دار آپ خود ہوں گے..

راہین نے اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ وہاج کو کہا اور پھر چہرے پر چادر اوڑھ کر لیٹ گئی.. راہین کو اپنے دل کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں جو دل تیز رفتار میں دھڑک رہا تھا.. راہین نے آنکھیں کھولی ہی رکھی تھی چادر میں سے وہاج کا عکاس ابھی ابھی اسے نظر آ رہا تھا.. جو ابھی تک راہین کی طرف دیکھ رہا تھا..

راہین کی اس طرح کے رویے کی وہاج کو بالکل امید نہیں تھی کہ وہ اس کو جواب دے گی.. اور اس کی بات نہیں مانے گی..

وہاج نے غصے سے تکیہ لیا اور بیڈ سے چادر اٹھا کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا.. وہاج غصے سے کبھی اپنے ہاتھوں کو مسل رہا تھا اور کبھی رامین کی طرف دیکھ رہا تھا.. تمہیں اپنے اس رویے کا حساب دینا ہو گا اب دیکھو میں کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ.. وہاج نے غصے سے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا..



رامین کی شادی کے بعد بسمہ اکثر جبار صاحب کے گھر ہی ہوتی تھی.. بسمہ کے امی ابو کو اکثر ڈاکٹر ٹریننگ کے لیے باہر کے ممالک جانا پڑتا تھا اس لیے.. اور اب بھی وہ ٹریننگ کے لیے گئے ہوئے تھے تو بسمہ اور ایان جبار صاحب کے گھر ہی تھے.. بسمہ رضیہ بیگم کے ساتھ کچن میں کھانے کی تیاری میں انکی مدد کر رہی تھی جب اس کے کانوں میں ارسل کی آواز پڑی..

یہ تو ارسل کی آواز ہے.. بسمہ نے دل میں سوچا.. آنٹی جی میں آتی ہوں.. بسمہ یہ کہہ کر کچن سے باہر آگئی.. ڈرائنگ روم کی طرف جاتے ہوئے اس نے دیکھا کہ ارسل جبار صاحب کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف جا رہے ہیں.. دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی.. جبار صاحب نے ارسل ساتھ بڑے ہنس کر بات کر رہے تھے.. جیسے دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہوں.. ارسل اور جبار صاحب ڈرائنگ روم جا کر بیٹھ گئے..

بسمہ فوراً دیوار کے پیچھے ہو گی۔۔

جبار صاحب ارسل کو بڑی توجہ سے کچھ بتا رہے تھے اور ارسل سر ہلاتے ہوئے خاموشی سے
جبار صاحب کی بات سن رہا تھا۔۔

بسمہ نے تھوڑا سا چہرہ دیوار سے باہر نکال کر دونوں کو دیکھا۔۔

ارسل نے جبار صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ان کو بات کرنے روک دیا۔۔

لگتا ہے کوئی ہمارے علاوہ بھی یہاں ہے۔۔ ارسل نے

جبار صاحب کو کہا۔۔

جبار صاحب ارسل کی بات پر فوراً خاموش ہو گئے۔۔

یہ سن کر بسمہ کی تو ہوائیں اڑ گئی۔۔ وہ واپس جانے کے لیے پلٹی۔۔

پلٹتے ہی بسمہ کی ٹکر ارسل سے ہو گئی۔۔

اچھا تو آپ جاسوسی بھی کرتی ہیں۔۔ ارسل جیبوں میں ہاتھ ڈالے بسمہ کی طرف مسکرا کر دیکھ رہا
تھا۔۔

ارسل کو دیکھ کر بسمہ کی آنکھیں پھیل گئی بسمہ آنکھیں چھپکنا بھول گئی اور اس کا سانس وہی
روک گیا۔۔

جاری ہے *****

نہیں میں کوئی جاسوسی نہیں کر رہی تھی اوکے۔۔۔

بسمہ نے برا سا منہ بنا کر ارسل کی طرف دیکھا اور جانے کی لیے مڑی.. ارسل نے فوراً بسمہ کو اپنی بانہوں کی حصار میں لے لیا دونوں ہاتھ دیوار پر رکھتے ہوئے ارسل بسمہ کو بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا..

ہاتھ پیچھے کریں مسٹر ارسل.. بسمہ کو ارسل کی طرف دیکھ کر راسین کی باتیں یاد آگئی تھیں.. آپ اتنے سخت لہجے میں کیوں بات کر رہی ہیں کیا ہوا ہے ارسل کو بسمہ کا لہجہ بہت عجیب لگا..

شادی پر تو ٹھیک تھی..

ارسل نے دل میں سوچا..

میں کیا کہہ رہی آپ ہاتھ پیچھے کریں.. بسمہ نے دوبارہ کہا..

ہمممم.. اوکے.. ارسل نے اپنے ہاتھوں کا حصار ختم کرتے ہوئے کہا..

لیکن آپ کیا مجھے بتائیں گی کہ کیا ہوا ہے آپ کو کیا ہوا ہے میری کوئی بات بری لگی ہے کیا.. ارسل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا..

یہ آپ اپنے آپ سے پوچھیں.. آپ بھی اپنے بھائی کی طرح ہیں جیسے وہ پاگل ویسے ہی آپ.. بسمہ نے جاتے ہوئے کہا..

ایک منٹ.. روکیں.. ارسل نے جاتے ہوئے فوراً بسمہ کا ہاتھ پکڑ لیا..

بسمہ کے ماتھے پر بل آگے.. میرا ہاتھ چھوڑیں ارسل صاحب..

نہیں جب تک آپ مجھے بتائیں گی نہیں میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔۔ ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

یہ بات آپ مجھ سے نہیں آپ اپنے بھائی سے جا کر پوچھئے۔۔
بسمہ نے ایک جھٹکے سے ارسل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچن کی طرف چلی گی۔۔

ارسل ہکا بکا وہاں کھڑا رہا اسے سمجھ نہیں رہی تھی کہ بسمہ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔۔
پھر اچانک ارسل شادی کی رات والی بات یاد آئی جب وہاں سٹڈی روم میں تھا۔۔
اففف۔۔ کیا وہاں.... یہ تم نے کیا کر دیا۔۔ ارسل نے پریشانی میں سر کو کھجلاتے ہوئے کہا۔۔
پتہ نہیں یہ بندہ کیا چاہتا ہے۔۔ ارسل کو جبار صاحب کی آواز آئی اور وہ جبار صاحب کے پاس چلا گیا۔۔



ممی آج میں نے اپنے کچھ دوستوں کو بلایا ہے وہ سب شادی کی پارٹی کا کہہ رہے تھے میں نے سوچا کہ گھر ہی بلا لوں۔۔

وہاں نے گھر آتے ہی تہمینہ بیگم کو کہا۔۔

ٹھیک ہے وہاں بیٹا کب آرہے ہیں تمہارے دوست۔۔

ممی آج ہی۔۔ رات کو ڈنر بھی ساتھ ہو جائے گا وہاں نے لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔

اوکے میں سسروئٹس کو کہہ دیتی ہوں وہ ابھی سے تیاریاں شروع کر دے۔۔ تمہینہ بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔

اباں۔۔ ہاں۔۔ نہیں مئی سسروئٹس کیوں۔۔ میں نے اپنے سب دوستوں کو کہا ہے کہ میری وائف ہی سب بنائے گی کیا راسین اتنا بھی نہیں کر سکتی میرے لیے۔۔ وہاں صوفے سے اٹھا اور راسین کو آواز دی۔۔

راسین۔۔۔ راسین۔۔۔ باہر آو۔۔

تمہینہ بیگم کھڑی وہاں کو دیکھ رہی تھی کہ یہ کرنا کیا چاہ رہا ہے۔۔

وہاں راسین اکیلے کیسے کرے گی سب۔۔ تمہینہ بیگم نے وہاں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

مئی آپ چپ رہیں دعوت میرے دوستوں کی ہے تو میرے بیوی کو ہی تیاریاں کرنی چاہیے نا آپ بھی تو ڈیڈ کے لیے کرتی آرہی ہیں نا۔۔

وہاں نے تمہینہ بیگم کو یہ کہہ کر چپ کروا دیا۔۔

جی آپ نے بلایا تھا مجھے۔۔ راسین آتے ہی وہاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جی مائی وائف۔۔ وہاں نے راسین کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اپنے پاس کیا۔۔

آپ کو پتہ ہے ناشادی کے بعد دعوتیں اور پارٹی ہوتی ہیں۔۔ تو آج گھر میں ایک چھوٹی سی پارٹی ہے میرے دوست آرہے ہیں۔۔ تو آپ نے سب انتظام کرنے ہیں۔۔

وہاں کی آنکھوں میں غصہ اور چہرے پر مسکراہٹ تھی جب وہ راسین سے بات کر رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں سب انتظامات کروا لوں گی۔۔ راسین نے جواب دیا۔۔

نہیں.. نہیں.. وائف کروالوں گی نہیں.. آپ نے خود کرنا ہے سب..

میں نے اپنے دوستوں کو کہا ہے کہ اپ کھانا بہت اچھا بناتی ہیں تو یہی میرے کوئی پچیس تیس دوست ارہے ہیں رات میں تو آپ نے خود کھانا بنانا ہے.. وہاج جیبوں میں ہاتھ ڈالے راسین کو بات کرتے ہوئے غور سے دیکھ رہا تھا..

راسین نے وہاج کی بات پر ایک نظر تھمینہ بیگم پر ڈالی جو بے بسی سے کھڑی تھی.. پھر وہاج کی طرف دیکھا...

مجھے پتہ ہے کہ آپ رات کا بدلہ لے رہے ہیں پر میں بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں.. راسین نے وہاج کی طرف دیکھ کر سوچ رہی تھی..

تو پھر کیا سوچ رہی ہیں آپ.. وہاج نے آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے راسین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے.. سب ہو جائے گا.. یہ کہہ کر راسین کچن کی طرف چلی گئی...

وہاج یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے وہ بچی سے اتنے لوگوں کا کھانا کیسے بنے گا.. تھمینہ بیگم نے پریشان ہو کر کہا..

بن جائے گا بہت تیز ہے مس راسین.. اور اس کی کوئی مدد نہیں کر لے گا اور ہاں آپ درمیان میں نا آئیں یہ ہمارا معاملہ ہے.. وہاج نے تھمینہ بیگم کو چپ کروا کے خود باہر چلا گیا..

تھمینہ بیگم صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی..



آخر یہ سہ مجھتا کیا ہے خود کو گھمنڈی کہیں کا.. اگر اس سے شادی نا ہوئی ہوتی تو اس کو خود اپنے ہاتھوں سے گولی مار دیتی..

رامین کچن میں جاتے ہی بول بول کر غصہ نکال رہی تھی..

ہائے رامین اب کیسے بنائے گی پچیس تیس لوگوں کا کھانا بول تو دیا ہے انا میں آکر اب اتنا کھانا کیسے بنے گا.. رامین نے کچن میں نظر ڈالتے ہوئے کہا..

چلو اب کہیں نا کہیں سے شروع تو کرنا ہے نا.. رامین نے بالوں کا جوڑا کرتے ہوئے دوپٹہ کو سائیڈ پر باندھ لیا اور کھانے کا سامان فریج سے نکالنا شروع کر دیا..

رامین کو کچن میں گے ہوئے چار گھنٹے ہو گے تھے وہ مسلسل کھانے بنانے پر لگی ہوئی تھی.. شام کے چھ بج گے تھے مہمان بھی آنا شروع ہو گے تھے وہاج نے اپنے تمام یونیورسٹی کے دوستوں کو بلایا تھا جس میں لڑکیاں اور لڑکے شامل تھے..

آتے ہوئے مہمانوں کو سمر وٹس ڈرنک سرو کر رہے تھے.. اونچی آواز میں میوزک لگا کر وہاج کبھی کسی کے ساتھ ہنس کر باتیں کر رہا تھا اور کبھی کسی کے ساتھ اس کے چہرے پر اتنی خوشی تھی جیسے کوئی قلعہ فتح کر کے آیا ہو..

تمہینہ بیگم اور ایشال کو وہاج نے پارٹی میں آنے سے منع کر دیا ایشال اپنی ممی کے ساتھ اپنے ماموں کے گھر چلی گئی تھی..

وہاج ہاتھ میں ڈرنک کا گلاس لیے کچن میں آیا..

چچ۔ پچھ... ابھی تک کھانا نہیں بنا کتنی بری بات ہے..

وہاج نے سیلپ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کباب فرائی کرنے میں مصروف تھی..

بس ہو گیا ہے.. رامین نے مختصر سا جواب دیا اور پھر کام میں مصروف ہو گئی..

وہاج کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آگئی اور وہ باہر کی طرف چلا گیا..

آٹھ بج چکے تھے رامین نے سارا کھانا بنا لیا تھا بس سرو کرنا باقی تھا..

وہاج دوبارہ کچن میں آیا.. اس کی نظر کچن میں رکھی ہر ڈش پر پڑی جو رامین نے بڑے سلیقے سے سجائی ہوئے تھیں..

واوہ... بڑی بات ہے.. سب بنا لیا.. وہاج نے سالاد میں سے کھیرے کا پیس کھاتے ہوئے کہا..

جی سب بن گیا ہے بس میں تیار ہو کر آتی ہوں پھر کھانا لگوا دوں گی رامین نے ہاتھ دھوتے ہوئے وہاج کی طرف بغیر دیکھے کہا...

نو.. نو... تیار ہونے کی کیا ضرورت ہے اتنی تو پیاری لگ رہو.. وہاج نے رامین کو سسر سے لے کر پاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

رامین کا کھانا بنا کر برا حال ہوا تھا کپڑے گھر والے ہی پہنے ہوئے تھے..

وہاج کی اس بات پر رامین نے حیرت سے وہاج کی طرف دیکھا..

ہاں تو ٹھیک کہا ہے چلو اب.. میرے سب دوست کب سے تم سے ملنے کے لیے بے تاب ہیں.. وہاج نے رامین کو کندھے سے پکڑتے ہوئے باہر کی طرف جانے کا کہا..
 رامین کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے رامین نے سائیڈ سے دوپٹہ کھولا اور وہاج کے ساتھ چل پڑی..

کچن سے باہر آکر رامین نے سب کی طرف دیکھا..
 لڑکیوں اور لڑکوں سے ڈرائنگ روم بھرا پڑا تھا..

وہاج اور رامین کے ڈرائنگ روم میں آتے ہی میوزیشن نے میوزک کو آہستہ کر دیا...
 ہیلو آئیوری ون.. وہاج نے اونچی آواز میں سب کی توجہ اپنی طرف کھینچی..
 سب جو باتوں میں مصروف تھے وہاج کی طرف دیکھنے لگ گئے..

ان سے ملیں.. یہ ہیں مسز رامین وہاج علوی...
 وہاج نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.. جو ان سب لوگوں میں اپنے آپ کو comfortable محسوس نہیں کر رہی تھی..

وہاج کہ یہ کہنے کے بعد سب لوگوں میں باتیں شروع ہو گئی
 جو لڑکیاں آئی تھیں وہ رامین کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے آپس میں باتیں کر رہی تھیں کچھ
 تو دیکھ کر ہنس بھی رہی تھیں...

رامین ان سب کے چہرے دیکھ رہی تھی جو اس پر ہنس رہے تھے..

وہاج رامین کا ہاتھ پکڑے سب کے درمیان میں آگیا۔

تو کیسا لگا آپ سب کو مسمر وہاج سے مل کر اور ہاں آج آپ ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا نہیں مل سکے گا کیونکہ ابھی تک وہ تیار نہیں ہو سکا اس لیے آپ سب کو میں باہر کھانے پر لے کر جاؤں گا۔ وہاج نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ وہاج کی اس بات پر سب ہنس پڑے۔

وہاج کی اس حرکت پر رامین کا دل کیا کہ زمین مچھے اور وہ اس کے اندر دھس جائے کبھی زندگی میں اس کی اتنی بے عزتی نہیں کی تھی کسی نے اپنے دوپٹے کو ٹھیک کرتے وہ خود کو اس زلت سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

رامین نے سہرا اٹھا کر وہاج کی طرف دیکھا جو صبح سے کچن میں لگی ہوئی تھی اس کا صلہ یہ دیا ہے اس نے رامین کی آنکھوں میں آنسو آگے... اس کا دل پھٹ رہا تھا۔ وہاج کے اونچے قہقہے اس کے کانوں میں کسی پگھلتے ہوئے سیسہ کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ارسل نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے سب سن لیا تھا۔

بند کرو یہ میوزک۔ ارسل نے غصے سے اونچی آواز میں کہا۔

تمہیں شرم آنی چاہیے وہاج۔ تم گھر کی عزت کو اس طرح اپنے آوارہ دوستوں کے سامنے بدنام کر رہے ہو۔ شرم آتی ہے مجھے تمہیں اپنا بھائی کہتے ہوئے۔

یہ سب سنتے ہی ارسل کا خون خول اٹھا تھا

ارسل نے وہاج کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ارسل تم ہمارے درمیان میں نا آؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ وہاج نے ارسیل کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا۔

کیوں نا آؤ میں درمیان میں ہاں۔۔ بتاؤ مجھے۔۔ اگر تم بے غیرت بن چکے ہو تو مجھ میں ابھی غیرت موجود ہے میں تمہارے جیسا بے حس انسان نہیں ہوں سمجھے تم۔۔

ارسیل کی غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ان دونوں کی باتوں سے پورے ڈرائنگ روم میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔

ارسل کی اس بات پر وہاج نے غصے سے اپنی مٹھی بند کی۔۔

اور آپ سب کیا تماشا دیکھ رہیں ہیں جاؤ یہاں سے پارٹی ختم ہو گی ہے تماشا دیکھنے آجاتے ہیں۔۔ ارسل نے اونچی آواز میں سب کو جانے کا کہا۔۔

رامین بھا بھی آپ اندر جائیں۔۔ ارسیل نے رامین کو بھی اندر جانے کا کہا رامین آنکھوں میں آنسو لیے اندر کمرے میں چلی گئی۔۔

وہاج کے سب دوست اب جا چکے تھے۔۔

وہاج میں تمہاری ساری حرکتوں پر چپ تھا کہ تمہاری پرسنل لائف ہے پر اب بات ہمارے خاندان کی ہے تم رامین کو ایسے سب کے سامنے بدنام کر کے کیا شو کروانا چاہ رہے ہو ہاں بولو۔۔

کیا تمہیں نہیں پتہ کہ اگر رامین کی عزت پر کوئی حرف آیا تو یہ سید علوی خاندان کی عزت پر حرف آئے گا کچھ تو خیال کر لو۔۔

ارسل نے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اپنا غصہ کنٹرول کیے کھڑا تھا.. اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ ارسل آجائے گا اور یہ سب ہو جائے گا..

آج تم میرے معاملے میں بول پڑے ہو لیکن آئندہ کبھی نہ بولنا. وہاج نے غصے سے گلاس فرش پر مارا اور اندر کمرے میں چلا گیا...

کیا... وہاج کی اس بات پر ارسل حیرت سے کھڑا تھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے..



رامین کمرے جاکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گی

رامین کے کانوں میں ان سب کی ہنسنے کی آواز ارہی تھی جو اسکی حالت دیکھ کر ہنس رہے تھے اور ساتھ ہی وہاج بھی..

وہاج نے کمرے میں آتے ہی غصہ سے زور سے دروازہ بند کیا.. اور رامین کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا..

وہاج کے کمرے میں آتے ہی رامین نے فوراً اپنے ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے...

خوش ہو نہ اس گھر میں تمہارا کوئی چاہنے والا آگیا ہے.. وہاج نے غصے سے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

رامین نے پہلے وہاج کی طرف دیکھا اور پھر اٹھ کر اس کے قریب گی..

میرا چاہنے والا.. رامین نے حیرت سے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ہاں تمہارا چاہنے والا.. اور ویسے بھی مجھے ذلیل کروا کر تم تو بہت خوش ہو رہی ہو گی.. وہاج نے رامین کے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے کہا..

آپ کو میں نے ذلیل کیا ہے کیا.. میں نے.. اور جو باہر آپ نے کیا میرے ساتھ وہ کیا تھا.. رامین آنکھوں میں آنسو لیے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی..

میں نے کچھ نہیں کیا.. مجھ آئی تمہیں وہاج نے اپنے ہاتھوں کی گرفت رامین کے بازوؤں پر سخت کرتے ہوئے کہا..

یہ کچھ بھی نہیں تھا کیا.. رامین نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے آپ کو وہاج کی گرفت سے چھڑایا..

میں مانتی ہوں کہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے پر جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں وہ غلط ہے.. میں آپ سے محبت نہیں عزت چاہتی ہوں سید وہاج علوی..

کیا آپ مجھے عزت بھی نہیں دے سکتے..

رامین بات کرتے ہوئے پوری کانپ رہی تھی..

آپ بے شک میرے ساتھ محبت سے پیش نا آؤ پر کم از کم عزت سے تو برتاؤ کرو کیا میں عزت کے قابل بھی نہیں ہوں..

بات کرتے ہوئے آنسو رامین کے رخسار پر گر رہے تھے..

وہاج نے رامین کو ایسے بولتے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا.. غصے سے اس کی رگیں پھول رہیں تھیں

رامین صاحبہ عزت بھی ان کی کہیں جاتی ہے جن سے محبت ہو...
 اور تم سے محبت کرنے سے بہتر ہے میں موت کو گلے لگا لو..
 اور میری ایک بات یاد رکھنا..

زبردستی نا محبت کی جاتی ہے نا عزت..

وہاج نے رامین کو بازوؤں سے پکڑ کر بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے کہا..
 بہتر یہی ہے کہ تم خود یہاں سے چلی جاؤ.. ورنہ جو ہو گا اس کے لیے تمہیں پچھتانا پڑے گا..

وہاج رامین کو یہ کہہ کر غصے سے دروازہ بند کرتے ہوئے باہر کو نکل گیا..
 رامین بیڈ پر پڑی آنکھوں میں آنسو لیے وہاج کو جاتے دیکھ رہی تھی..



سر ہمیں اس لڑکی کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے...
 سپاہی نے آکر میجر زارون کو بتایا..

اوکے مجھے اس کی تمام تفصیل بتا دو اور دیکھو حمزہ کہاں ہے میں نے اس سے بات کرنی ہے
 اسے جا کر بتاؤ..

میجر زارون نے سپاہی کو کہا اور وہ وہاں سے چلا گیا..
 کچھ دیر بعد حمزہ میجر زارون کے کمرے میں تھا..

حمزہ میرے سپاہیوں کے مطابق اس لڑکی کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے۔ تو ہمیں وہاں کارروائی بڑی احتیاط سے کرنی ہوگی۔ کوئی بھی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔ میجر زارون نے حمزہ کو کہا۔

وہ تو بات ٹھیک ہے لیکن ہمیں پہلے یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ وہ وہاں موجود ہے بھی کہ نہیں۔ ہم اگر وہاں کارروائی کر لیتے ہیں اور وہ وہاں موجود نہیں ہوتی تو اس سے لیری بلیک اور اسکے آدمی اور چوکنے ہو جائیں گے اور پھر ان سب کو پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔

حمزہ نے میجر زارون کو اپنی رائے دیتے ہوئے کہا۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔ ہمیں پہلے معلوم کرنا چاہیے ایسا کرو کہ پہلے اس کے گھر کسی کو بھیج کر معلوم کرو کوئی بھی ہو جائے فوڈ ڈلیور کرنے والا یا کوئی بھی اس طرح ہمیں پتہ چل جائے گا۔ میجر زارون نے حمزہ کو تجویز دی۔

ٹھیک ہے یہ آئیڈیا کام کرے گا میں کل ہی اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔۔۔

جاری ہے ****

باس مال آگیا ہے اگر آپ دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتے ہیں۔

لیری بلیک کے آدمی نے آکر لیری بلیک کو کہا۔

آج لیری بلیک لڑکیوں کی سہمگلنگ کر رہا تھا جس میں دس سال سے سولہ سال کی معصوم لڑکیاں تھیں جن کو کراچی کے مختلف علاقوں سے اغوا کیا گیا تھا۔

یہ ساری کاروائی میں جے ڈی کا ہاتھ شامل تھا جے ڈی لڑکیوں کو اغوا کرتا اور لیری بلیک اسے آگے سپلائی کرتا...

اوکے میں آتا ہوں.. لیری بلیک فون پر مصروف تھا.. کچھ دیر فون پر بات کرنے کے بعد لیری بلیک باہر کی طرف آیا جہاں لڑکیوں سے بھرا ہوا کنٹینر موجود تھا..
کھولو اسے.. لیری بلیک نے پسٹل کے اشارے سے کنٹینر کا دروازہ کھولنے کا کہا..
دروازہ کھولتے ہی اس میں بے شمار لڑکیاں موجود تھیں..

جو کچھ بیہوشی کی حالت میں تھی اور کچھ ڈر سے ایک دوسرے کے ساتھ چپکی ہوئی تھیں..
سب کو دیکھتے ہوئے لیری بلیک کی نظر ایک لڑکی پر روک گئی..
بلیک کلر کی شلوار قمیض میں دوپٹہ نہیں تھا شاید اغوا کے وقت اس کا دوپٹہ اس کی عزت کی طرح کہیں مٹی میں مل چکا ہو گا..

وہ لڑکی اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں غصہ لیے لیری بلیک کی طرف دیکھ رہی تھی..
وہ... وہ لڑکی.. جو بلیک سوٹ میں ہے.. اس کو باہر نکالو اور باقی کو لے جاؤ..
لیری بلیک نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو سہمی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی.. لیری بلیک کے اشارے پر اس کے آدمی نے اس لڑکی کو کنٹینر سے باہر نکالا..
اس کو میرے لیے تیار کرو.. لیری بلیک نے یہ کہا اور اندر چلا گیا..
لیری کے آدمی اس لڑکی کو بازو سے کھنچتے ہوئے اندر لے گیا...

یہ لو کپڑے اور اچھے سے تیار ہو جاؤ باس آنے والے ہیں۔ لیری بلیک کے آدمی نے لڑکی کی طرف کپڑے اچھالتے ہوئے کہا۔

اپنے حیوان باس کو کہو میں تیار نہیں ہوں گی۔ لڑکی نے کپڑوں کو دور پھینک کر کہا۔ دیکھو لڑکی جو کہا ہے وہ مان جاؤ نہیں تو تمہارا وہ حشر ہو گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ لیری کے آدمی نے لڑکی کے بالوں سے کھنچتے ہوئے کہا۔

لڑکی درد سے چلا اٹھی۔۔۔

لیری کا آدمی کہہ کر باہر چلا گیا۔ لڑکی نے اپنے آپ کو اپنے بازو میں سے میٹتے ہوئے بیڈ کے کونے میں سہم کر بیٹھ گئی۔

اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی لیری بلیک کمرے میں داخل ہوا۔

لیری بلیک کی آنکھوں میں شیطانیت اور دل و دماغ پر حیوانیت جھلک رہی تھی۔ لیری اس وقت کسی جانور سے کم نہیں لگ رہا تھا جو اپنے شکار کو دیکھتے ہی اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا۔

لیری بلیک اس لڑکی کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ لڑکی لیری کو دیکھ کر اور سمٹ گئی۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور بڑھ گیا تھا آج پھر لیری بلیک کے ہاتھوں اس لڑکی کی عزت تار تار ہونے جا رہی تھی۔ وہ پھول جیسی لڑکی کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔

کتنی ضری ہو تم۔ کپڑے تبدیل بھی نہیں کیے۔ لیری بلیک نے لڑکی کے بالوں کو چھونے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا لڑکی نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا۔

تمہیں پتہ ہے کہ مجھے ضدی لڑکیاں پسند نہیں ہیں.. اور ویسے بھی تم لڑکیاں تو دنیا میں آئی ہی ہمارے لیے ہو کبھی کھانا گرم کرنے تو کبھی بستر گرم کرنے کے لیے.. تم لوگوں کی بس یہی زندگی ہے تو پھر اتنا غرور کیوں...

لیری بلیک یہ کہتے ہوئے لڑکی کے مزید قریب آگیا.. لیری بلیک کو مزید قریب آتے دیکھ کر لڑکی نے لیری کے منہ پر تھوک دیا...

کمینی... تھوک پھینکتی ہے اور ساتھ ہی لیری نے لڑکی کو زور سے تھپڑ دے مارا.. لڑکی کے ناک سے خون نکل آیا... اسکی آنکھوں میں خوف اور درد کی ملی جلی کیفیت جھلک رہی تھی..

اب دیکھ میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں.. لیری بلیک نے لڑکی کو دھکا دے کر بیڈ پر دے پھینکا.. ایک اور کلی لیری بلیک کی ہوس کی بھینٹ چڑھ گی تھی..

لیری بلیک اپنی ہوس کو پورا کرنے کے بعد لڑکی کو بے دردی سے قتل کرتے ہوئے باہر آگیا...

اٹھا کر دفن کر دو اسے... لیری بلیک نے اپنے آدمی کو کہا اور گاڑی لے کر نکل گیا...

لیری بلیک کے بنائے گئے قبرستان میں ایک اور لاش کا اضافہ ہو چکا تھا..



وہاج ساری رات گھر نہیں آیا... رامین کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے..

اس نے فون اٹھایا اور ارسل کو کال ملا دی..

ارسل آفس میں میٹنگ میں مصروف تھا رامین کی کال آتی دیکھ کر ارسل نے سب سے معذرت کی اور فون لے کر کمرے سے باہر آگیا۔

جی رامین بھا بھی.. سب ٹھیک تو ہے نا.. ارسل نے فون ریسو کرتے ہوئے کہا
 ارسل وہ وہاج کا کچھ پتہ ہے کیا وہ ساری رات گھر نہیں آیا ابھی بھی دوپہر ہونے والی ہے
 اس کا کچھ پتہ نہیں ہے.. ارسل کے پوچھنے پر رامین نے کہا..

رامین بھا بھی آپ پریشان نا ہوں میں پتہ کرتا ہوں ویسے وہ آجائے گا وہاج کی عادت ہی ایسی
 ہے جب غصے میں ہوتا ہے تب گھر نہیں آتا اور جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اس کا تو گھر
 آجائے گا آپ پریشان نا ہوں میں پھر بھی پتہ کرتا ہوں.. ارسل نے رامین کو تسلی دی اور پھر
 فون بند کر دیا..

اتنا کچھ ہونے کے باوجود رامین کو وہاج کی فکر ہو رہی تھی ارسل نے تسلی تو دی تھی لیکن پھر
 بھی رامین کی بے چینی ختم نہیں ہو رہی تھی...

رامین اپنے کمرے سے نکلی تو سامنے سے گھر کی ملازمہ چائے لے کر جا رہی تھی..
 یہ چائے کس کے لئے ہے.. رامین نے جاتے ہوئے اسے روک کر پوچھا..

جی چھوٹی بی بی یہ چائے فرقان صاحب کے لیے ہے انہوں نے منگوائی ہے.. ملازمہ نے
 کہا..

او کے ٹھیک ہے یہ مجھے دے دو میں دے آتی ہوں تم رات کے کھانے کی تیاری کر لو...
 رامین نے چائے کا کپ ملازمہ سے لیا اور سٹڈی روم کی طرف چلی گی جہاں فرقان صاحب اپنے کاموں میں مصروف تھے..

رامین نے ابھی سٹڈی روم کے دروازے پر دستک دینے کے لیے ہاتھ ہی رکھا تھا کہ فرقان صاحب کی آتی آواز کو سن کر رامین وہی روک گی...

میں نے جب تمہیں کہا ہے کہ میں اپنے بچوں کو چھوڑ کر نہیں آسکتا تو بار بار مجھے کیوں تنگ کرتی ہو.. تم ابھی تک زندہ ہو یہ میرا احسان ہے تم پر مجھے مزید تنگ کیا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گی..

فرقان صاحب غصے میں کسی سے اونچی آواز میں بات کر رہے تھے ان کی آواز باہر تک آرہی تھی..

فرقان صاحب کی یہ باتیں سن کر رامین کے ہاتھ پاؤں سن ہو رہے تھے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ رامین کے کانپتے ہاتھوں کی وجہ سے آواز دے رہا تھا..

رامین نے گہرا سانس لیا اور خود کو سنبھالتے ہوئے دروازے پر دستک دی..

ہاں اجاؤ.. اندر سے فرقان صاحب کی آواز آئی..

رامین دروازہ کھول کر اندر چلی گی..

رامین کو اندر آتا دیکھ کر فرقان صاحب چونک گئے..

تم... تم چائے کیوں لے کر آئی ہو.. فرقان صاحب نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

وہ ملازمہ رات کے کھانے کا انتظام کر رہی تھی تو میں نے سوچا کہ میں آپ کے لیے لے آتی ہو۔۔

فرقان صاحب نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ رامین سے چائے کا کپ لے لیا۔۔
 آؤ بیٹھ جاؤ تمہاری آنٹی بھی گھر نہیں ہے اور ایشال بھی تو تم بور تو نہیں ہو رہی۔۔ فرقان صاحب نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے رامین کی طرف غور سے دیکھا۔۔ وہ رامین کے چہرے کے تاثرات سے معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ رامین نے کہیں ساری باتیں سن تو نہیں لی۔۔
 جی انکل۔۔ کوئی بھی نہیں ہے گھر میں تو میں بور ہو رہی تھی وہاں بھی کل سے گھر نہیں آئے فون بھی نہیں اٹھا رہے۔۔ آپ کو کچھ پتہ ہے کیا؟ رامین نے فرقان صاحب سے وہاں کا پوچھ لیا جس کام سے وہ فرقان صاحب کے پاس آئی تھی۔۔

رامین کی بات سن کر فرقان صاحب نے فوراً چائے کا کپ میز پر رکھا۔۔
 کیا مطلب رامین۔۔ کہاں ہے وہاں اور وہ ساری رات گھر نہیں آیا تو تم مجھے ابھی بتا رہی ہو۔۔
 فرقان صاحب نے کرسی سے اٹھتے ہوئے فون پر وہاں کو کال ملا دی۔۔
 فرقان صاحب کی اس بات پر رامین کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس نے کسی کو نہیں بتا کر غلط کیا ہے اسے بتا دینا چاہیے تھا۔۔

وہ فون نہیں اٹھا رہا۔۔ فرقان صاحب نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
 رامین چپ کر کے فرقان صاحب کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

رامین تم سے مجھے اتنی لاپرواہی کی امید نہیں تھی کم از کم مجھے بتا دیتی اگر گھر میں کوئی نہیں تھا..

فرقان صاحب نے رامین کو غصے سے کہا..

فرقان صاحب کے ایسے غصے سے بات کرنے کی وجہ رامین کو سمجھ نہیں آرہی تھی ایک طرف ارسل نے کہا کہ وہ ایسے ہی کرتا ہے دوسری طرف فرقان صاحب کا ایسے غصہ کرنا.. ایم سوری انکل مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ گھر نہیں آئیں گے آئندہ میں خیال رکھو گی.. یہ کہہ کر رامین وہاں سے اٹھ گی اور کمرے سے باہر آگئی..

رامین کے جاتے ہی فرقان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور گردن کو خم دیتے ہوئے فرقان صاحب نے چائے کا کپ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا..

انکل فرقان اتنے غصے میں کیوں آگے تھے بات تو کچھ بھی نہیں تھی اور غصہ مجھ پر کیوں کیا..

اور وہ کون تھی جس سے انکل فرقان ایسے بات کر رہے تھے.. کیا وہ ہم سب سے کچھ چچا رہے ہیں.. ان سب خیالوں میں گم ڈرائنگ روم میں صوفے پر بیٹھی رامین کو اس بات کو احساس نہیں ہوا کی ارسل کب سے اسے آواز دے رہا ہے..

ارسل نے مجبور ہو کر رامین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے جھنجھوڑا...

رامین جھاجھی... کہاں گم ہیں آپ.. میں کب سے آپ کو بولا رہا ہوں..

ارسل کو سامنے دیکھ کر رامین چونک گی..

ہاں.. وہ میں... رامین کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے ایک کے بعد ایک رامین کو کچھ نیا سننے کو مل رہا تھا..

سب ٹھیک تو ہے نا رامین بھابھی..

ارسل نے رامین کی حالت دیکھ کر کہا..

ہاں میں ٹھیک ہوں بس وہ کسی خیال میں کھو گئی تھی.. رامین نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا..

اچھا میں پریشان ہو گیا تھا کہ شاید کسی نے پھر کچھ کہہ دیا ہے..

نہیں.. ایسی کوئی بات نہیں ہے.. رامین نے ارسل کو سرسری سا جواب دیا..

دیکھیں رامین بھابھی اگر آپ وہاں کی وجہ سے پریشان ہیں تو اتنی پریشانی نالیں وہ آجائے گا گھر اور ویسے بھی جو اس نے کل کیا ہے شاید شرمندگی کی وجہ سے نہیں ا رہا.. جب اس کی عقل اپنی جگہ آجائے گی تو دیکھ لیجیے گا وہ خود ہی آجائے گا..

ارسل نے رامین کو حوصلہ دیا کیونکہ رامین کی حالت دیکھ کر ارسل بھی تھوڑا پریشان ہو گیا تھا..

بہممم.. شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو.. لیکن انکل فرقان تو کافی غصہ کر رہے تھے.. رامین سے

رہا نہیں گیا اس نے ارسل سے بات کر لی..

غصہ کر رہے تھے کس پر.. ارسل نے حیرت سے پوچھا..

مجھ پر.. رامین کا جواب دھیمّا تھا..

آپ پر لیکن وہ کیوں... ارسل کو یہ بات بہت عجیب لگی کہ

تایا جان کو وہاج کی حرکتیں پتہ ہے پھر رامین پر غصہ کیوں کیا..
 انہیں یہ برا لگا ہے کہ میں نے کسی کو نہیں بتایا.. رامین نے جواباً کہا..
 اوکے... میں سمجھ گیا.. آپ پریشان نہ ہوں تایا جان کی طبیعت کچھ سخت ہے اس لیے کہہ دیا
 ہو گا.. آپ نے ان کی باتوں کو دل پر نہیں لینا اوکے..
 اور ہاں آپ خود کو یہاں اکیلا نہ سمجھنا.. میں ہوں ابھی یہاں آپ مجھے اپنا بھائی سمجھ کر ہر
 بات شئیر کر سکتی ہیں..

ارسل نے رامین کی گھبراہٹ دیکھتے ہوئے اسے حوصلہ دیا اور یقین بھی دلایا..
 تھینکس ارسل.. اب میں تھوڑی ریلیکس ہوئی ہوں.. ارسل کی باتوں سے رامین کو کافی تسلی
 ہوئی تھی..

چلیں آپ کھانا لگو دیں بہت بھوک لگی ہے یہ کہہ کر ارسل کمرے کی طرف چلا گیا اور رامین
 کچن کی طرف..



کھانے کی ٹیبل پر ارسل اور رامین کے علاوہ کوئی نہیں تھا فرقان صاحب کسی کام کا کہہ کر
 گھر سے نکل گئے تھے اور تہمینہ بیگم اور ایشال ابھی ماموں کے گھر سے واپس نہیں آئیں
 تھیں...

کیا مجھے ارسل کو وہ بتا دینا چاہے جو میں نے سنا تھا..
 رامین نے کھانا کھاتے ہوئے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا..

پورے گھر میں تو مجھے یہ ہی انسان سمجھ دار لگ رہا ہے باقی تو سب کے دماغ ہی گھومیں ہوئے ہیں.. میرے خیال میں مجھے ارسل کو بتا دینا چاہیے..

رامین نے یہ سوچتے ہوئے خود کو تیار کیا کہ وہ ارسل کو سب بتا دے... وہ ارسل میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے.. رامین نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کھانا کھانے میں مصروف تھا

ارسل نے پانی کا گلاس اٹھایا اور پانی کا گھونٹ لینے کے بعد رامین کی طرف دیکھا.. جی بھابھی بتائیں کیا بات ہے ارسل نے اب کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا.. وہ ارسل آج میں جب انکل فرقان کو چائے دینے کے لیے گئی تھی تو وہ کال پر کسی سے بات کر رہے تھے..

رامین ابھی ارسل کو آدھی بات بتا پائی تھی کہ اس کے کانوں میں وہاج کی آواز پڑی جو ملازمہ کو دودھ کا گلاس لانے کا کہہ رہا تھا.. وہاج گھر آگیا ہے.. رامین فوراً کرسی سے اٹھ گئی..

کہاں جا رہی ہیں آپ؟؟
ارسل نے رامین کو کہا جو کچن کی طرف جانے لگی تھی..
میں وہاج کو دیکھ لو پہلے.. رامین یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی..

لیکن وہ بات.. ارسال کی بات درمیان میں ہی رہ گئی.. رامین کی ادھوری بات سے ارسال کو پریشانی ہو رہی تھی کہ کیا بات تھی تایا جان کس سے فون پر بات کر رہے تھے... اور کیا کون سی بات کر رہے تھے..

رامین کچن میں گی ملازمہ دودھ گرم کر رہی تھی..

چھوٹی بی بی وہاج صاحب کے سر میں درد ہے تو انہوں نے دودھ گرم منگوایا ہے
رامین کو آتا دیکھ کر ملازمہ نے بتایا..

اوکے ٹھیک ہے تم یہ مجھے دو میں لے جاتی ہوں...

رامین دودھ کا گلاس لے کر کمرے کی طرف چلی گئی..

کمرے کا دروازہ کھول کر رامین اندر آئی..

وہاج بیڈ پر لیٹا ہوا تھا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر...

یہ لیں گرم دودھ پی لیں سر درد کے لیے پی کر درد ختم ہو جائے گا..

رامین دودھ کا گلاس لیے وہاج کے پاس کھڑی تھی.. وہاج کے کانوں میں رامین کی آواز پڑ چکی تھی اس لئے وہ آنکھوں پر بازو رکھے رامین کو اگنور کر رہا تھا..

میں نے کہا نا کہ مجھے نہیں پینا اور وہ بھی تمہارے ہاتھ سے چلی جاؤ یہاں سے وہاج نے بغیر دیکھے رامین کو کہا..

میں بس آخری بار کہہ رہی ہوں آپ یہ گلاس مجھ سے لیں گے کہ نہیں.. رامین نے منہ کو مروڑتے ہوئے کہا..

میں تم سے فارسی میں نہیں کہہ رہا.. جو تمہیں سمجھ نہیں آرہی چلی جاؤ یہاں سے وہاج نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا..

ایک تو غلطی آپ کی اور اوپر سے چڑھائی بھی مجھ پر کر رہے ہیں..
مرضی ہے جانب کی مجھے کوئی مشرقی لڑکی نا سمجھنا جو ہاتھ میں گلاس پکڑے ساری رات کھڑے گزار دے گی نہیں پینا تو ناپیو... راسین برا سامنہ بنا کر صوفے پر بیٹھ گی..
اور دودھ کا گلاس مزے سے اپنے ہونٹوں پر لگائے پینا شروع ہو گی..

وہاج علوی حیرت سے راسین کو دیکھ رہا تھا.. کتنی ڈھیٹ لڑکی ہے اسکی جگہ کوئی اور ہوتی تو کب کی جا چکی ہوتی.. وہاج نے راسین کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا..

مجھے ڈھیٹ کہنے کی ضرورت نہیں ہے وہاج صاحب پہلے خود کو دیکھیں آپ پر تو ڈھیٹ پن کا پورا مضمون لکھا جا سکتا ہے.. راسین نے دودھ کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا...

تمہیں کیسے پتہ کہ میں نے تمہیں ڈھیٹ کہا ہے. وہاج نے اپنے آئی برو اوپر چڑھاتے ہوئے راسین کی طرف دیکھا

بس آپکی بیوی ہوں تو اتنا تو پتہ ہے نا اپنے شوہر صاحب کا.. راسین نے ترچھی نظروں سے وہاج کو دیکھا..

تم پاگل ہو.. وقت ضائع ہے تم سے بات کرنا.. وہاج یہ کہہ کر بیڈ سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا.

تو نا کریں بات خود ہی میرے کمرے میں آئے ہیں اور اوپر سے مجھے ہی سنارہے ہیں.. رامین نے پیچھے سے اونچی آواز میں وہاج کے زخموں پر نمک چھڑکا...
تمہارا کمرہ مائی فوٹ..

وہاج کے کانوں میں رامین کی آواز پڑی.. وہاج کہہ کر باہر گارڈن کی طرف چلا گیا..
جو آپ نے کیا ہے میرے ساتھ جب تک آپ کو اپنی غلطی کا احساس نہیں ہو گا تب تک میں آپکو اس کا احساس دلاتی رہوں گی..

رامین نے گلاس سائیڈ پر رکھا اور اٹھ کر کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھا..
وہاج باہر گارڈن میں جا کر بیٹھ گیا تھا...

کچھ دن اور باہر رہیں گے تو خود ہی عقل آجائے گی.. رامین نے پردہ آگے کیا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی..

تھوڑی دیر بعد وہاج دوبارہ کمرے میں آگیا.. رامین کتاب لیے پڑھ رہی تھی.. وہاج نے کمرے میں آتے ہی کمرے کی لائٹ بند کر دی کیونکہ وہاج نے دیکھ لیا تھا رامین کو کہ وہ کتاب پڑھ رہی ہے

لائٹ کے بند ہوتے ہی رامین نے وہاج کی طرف دیکھا جو صوفے پر لیٹ رہا تھا..
رامین اٹھی اور جا کر لائٹ آن کر دی.. وہاج نے غصے سے رامین کی طرف دیکھا..
رامین لائٹ آن کر کے واپس مڑی تو پیچھے سے وہاج نے پھر لائٹ آف کر دی..
رامین نے مڑ کر وہاج کی طرف دیکھا اور سوچ پر ہاتھ رکھ کر لائٹ کو آن کر دیا..

تمہیں نظر نہیں ا رہا میں نے سونا ہے سر میں درد ہے لائٹ آف کرو۔ وہاج نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا۔

میں نے بھی کتاب پڑھنی ہے آپ کو نظر نہیں ا رہا کیا۔ راسین نے بھی وہاج کو برابر جواب دیا۔

اگر تم نے کتاب پڑھنی ہے تو سسٹڈی روم میں جا کر پڑھو یہاں نہیں۔ وہاج نے آگے بڑھ کر لائٹ آف کر دی۔

راسین نے کچھ کہے بغیر سوچ آف کرنے کے لئے آگے بڑھی۔

راسین کا ہاتھ سوچ کی طرف جاتا۔ وہاج نے راسین کا ہاتھ پکڑ لیا۔

اور راسین کو اپنی طرف کھینچا۔ راسین سیدھا وہاج کے سینے سے جا لگی۔ وہاج کا ایک ہاتھ راسین کی کمر پر تھا۔ اندھیرے میں راسین کو اپنی اور وہاج کی سانسوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہاج راسین کو اور اپنے قریب کرتا جا رہا تھا راسین اب مکمل وہاج کی بانہوں میں تھی۔

راسین کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی اسے۔ مجھ نہیں ا رہا تھا کہ خود کو وہاج سے الگ کرے یا وہاج کی بانہوں کی آغوش میں ہی ساری رات گزار دے راسین کو ایک لمحے کے لیے وہاج کی ساری کی ہوئی زیادتیاں بھول گئی تھی۔

وہ وہاج کی بانہوں میں آتے ہی خود کے وجود کو پگھلتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

وہاج نے اپنی بانہوں کی گرفت راسین کی کمر پر مضبوط کرتے ہوئے راسین کو بیڈ کی طرف لے گیا۔ راسین اندھیرے میں بھی وہاج کی آنکھوں کی چمک کو دیکھ پا رہی تھی۔

بیڈ کے پاس آکر وہاج تھوڑی دیر کے لیے روکا پھر لگے لمحے راسین کو خود سے الگ کرتے ہوئے بیڈ پر دھکیل دیا.. راسین بیڈ کے اوپر گر گئی...

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تم سے پیار محبت کی باتیں کروں گا یا تمہیں اپنی بیوی مان لو گا یہ تمہاری سوچ ہے..

میں تمہیں مجبور کر دوں گا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ.. میرا پیار میری محبت تم کبھی بھی نہیں پا سکو گی سمجھ آئی.. اور ہاں اب لائٹ آن نا کرنا کیونکہ تم ابھی میرا سامنا نہیں کر سکتی.. گڈ نائٹ.. یہ سب کہہ کر وہاج دوبارہ صوفے پر جا کر لیٹ گیا..

وہاج کی کسی ہوئی باتیں راسین پر پہاڑ بن کر ٹوٹ رہی تھیں.. اور وہاج کی اس حرکت پر راسین کو خود سے نفرت سخی ہو رہی تھی کہ وہ کیوں وہاج کے قریب کیوں اس نے اپنے آپ کو اتنا گرا دیا کہ اپنی اتنی زلت کے باوجود وہ وہاج کے جھوٹے پیار کے ڈرامے میں پھنس گئی.. یہ سب سوچتے ہوئے راسین کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اسکے چہرے کو گیلا کر رہے تھے..



میجر زارون کی پلاننگ کے مطابق مایا کے گھر پیزا ڈلیوری بوائے بھیجا گیا.. لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ اس گھر کو بند ہوئے پانچ ہفتے ہو گئے ہیں.. مطلب جس دن سے حمزہ کو لیری بلیک کی قید سے چھڑایا تھا اسی کے دو دن کے بعد سے مایا اپنے گھر نہیں آئی تھی..

میجر زارون اور حمزہ کو اب مایا اور لیری بلیک کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا ہر طرف خاموشی تھی کوئی واردات نہیں ہو رہی تھی اور نا کوئی دھماکہ وغیرہ...

لیکن میجر زارون کو یہ نہیں پتہ تھا کہ لیری بلیک بڑی خاموشی سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

میجر زارون کو کوئی سہرا نہیں نظر ابا تھا کہ ان دونوں اور ان کے ساتھ جوڑے پورے گنگ کو کیسے پکڑا جائے۔

اتنے میں میجر زارون کے موبائل پر کال آئی۔

جاری ہے *****

صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی رامین گھر کی ملازمہ کو بتا کر اپنے بابا جان کے گھر چلی گئی۔ جاتے ہوئے رامین نے وہاج کی طرف دیکھا جو صوفے پر بے فکر سویا ہوا تھا جس کو اس بات کی پرواہ ہی نہیں تھی کہ اس نے کیا کیا ہے۔ وہ ایک

بے حس انسان کی طرح تھا جس پر کسی کی بات کا کسی کے جذبات کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ کسی کا دل توڑنا تو گناہ ہے اور میں تو وہاج آپ کی بیوی ہوں آپ پر تو میرا پورا حق ہے لیکن مجھے نہیں پتہ کہ آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔

رامین نے وہاج کی طرف دیکھتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی اور بیگ پکڑ کر گھر سے چلی گئی۔ ناشتہ کی ٹیبل پر ارسل آکر بیٹھا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا اب رامین بھی نہیں تھی ارسل نے ملازمہ کو آواز دی۔

ارسل کی آواز سن کر ملازمہ آگئی۔

سب کہاں ہیں اور رامین بھا بھی بھی نظر نہیں آرہی۔

ارسل نے ملازمہ سے پوچھا..

ارسل صاحب رامین بی بی تو صبح صبح اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہیں اور یہ کہا ہے کہ جب تک بڑی باجی گھر نہیں آجاتی تب تک وہ وہی رہیں گی..

اوکے ٹھیک ہے.. ارسل نے جواب دیا..

اچھا آپ میرا ناشتہ بھی رہنے دو میں آفس میں جا کر کچھ کھا لوں گا..

ارسل یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر سے چلا گیا..

آفس جاتے ہوئے ارسل سوچ رہا تھا کہ کوئی نا کوئی بات ہے جو گھر میں چل رہی اور مجھے نہیں پتہ رامین بھابھی کیا بتانا چاہ رہی تھی..

مجھے لگتا ہے کہ مجھے واپس سو پر جبار انکل کے گھر جانا چاہئے.. ارسل نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے سوچا اور پھر آفس کے لیے نکل گیا..



رامین اپنے گھر جانے کی بجائے بسمہ کے گھر روک گی تھی اتنی جلدی گھر جانا رامین نے مناسب نہیں سمجھا اس سے رامین کی امی اور بابا جان پریشان ہو جاتے...

اور وہ مزید وہاج کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی..

بسمہ ایان کو ناشتہ بنا کر دے رہی تھی جب اس نے رامین کو اندر آتے دیکھا..

رامین تم... بسمہ نے خوشی سے آگے بڑھ کر رامین کو گلے لگا لیا.

ارے بسمہ مجھے چھوڑو سانس بند ہو رہا ہے میرا.. راسین نے بسمہ کو کہا جو اس کو دبوچے کھڑی تھی..

یا رتھیں اس طرح اچانک دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے تم سوچ بھی نہیں سکتی ہم کتنے دنوں بعد ملے ہیں تم تو اب شیکل بھی نہیں دکھاتی.. بسمہ نے ایک ہی سانس میں سب باتیں کہہ دی بسمہ اپنی باتوں میں تو یہ بھول گئی تھی کہ وہ راسین سے پوچھ لے کہ وہ اتنی صبح آئی ہے وہ بھی اکیلی..

بیٹھو میں تمہارے لیے بھی ناشتہ لے کر آتی ہوں بسمہ یہ کہہ کر کچن کی طرف جانے لگی.. نہیں بسمہ مجھے بھوک نہیں ہے میں تھوڑی دیر آرام کرو گی پھر تم سے بات کرتی ہوں.. راسین نے بسمہ کو بوجھل آواز میں کہا..

راسین کے ایسے بولنے پر بسمہ کو ٹینشن ہوئی کہ لازمی کوئی بات ہے لیکن وہ اس وقت راسین سے پوچھ نہیں سکی..

راسین اندر روم میں چلی گی ساری رات کی جاگی راسین بیڈ پر لیٹتے ہی سو گی.. کچھ دیر بعد راسین کی آنکھ کھولی تو بسمہ اس کے سر کے پاس بیٹھی تھی.. راسین نے آنکھیں اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا...

بسمہ... راسین اٹھ کر بیٹھ گی.. ایسے کیوں بیٹھی ہو اور کب سے.. راسین نے اپنے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے کہا..

میں تب سے جب سے تم سو رہی تھی اور سوتے ہوئے عجیب عجیب سی باتیں کر رہی تھی..
 بسمہ نے رامین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جس میں ابھی تک سرخی تھی..
 کیا واقعی میں سوتے میں باتیں کر رہی تھی.. رامین بسمہ کی بات پر ہنس پڑی..
 ہاں تو اور کیا.. پتہ نہیں کیا کیا بول رہی تھی مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی.. بسمہ اب سیدھی
 ہو کر رامین کے سامنے بیٹھ گئی..

چلو اب مجھے جلدی جلدی سے بتاؤ کیا ہوا ہے تم اتنی صبح صبح کیسے اکیلی اگی ہو.. بسمہ نے
 رامین کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا..

بتاتی ہوں بسمہ ابھی تو میرا سر بھی گھوم رہا ہے ایک کپ چائے کا لا دو پہلے.. رامین نے بڑے
 پیار سے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

اوکے روکو میں ابھی لے کر آتی ہوں.. بسمہ یہ کہہ کر کچن کی طرف چلی گئی
 رامین اپنی گھٹنوں پر سر رکھے اداس آنکھوں کے ساتھ کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی..

دنیا کی ہر چیز ہونے کے باوجود زندگی اس سے ایسا امتحان لے گی وہ نہیں جانتی تھی وہاں نے
 اس کی عزت نفس کو کچل کر رکھ دیا تھا کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ وہ کس کرب سے گزر رہی
 ہے اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو چکا تھا.. وہ خود کو زندگی کے اس موڑ پر کھڑے محسوس کر رہی تھی
 جہاں نا آگے بڑھنے کا راستہ تھا نا پیچھے مڑنے کا..

میڈم یہ لیں چائے بسمہ نے رامین کو اس کے خیالات سے باہر نکالا...

شکریہ بسمہ.. رامین نے بسمہ کے ہاتھوں سے چائے کا کپ لیا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی..

اب بتاؤ مجھے.. بسمہ سب سنے کے لیے بے چین تھی..

رامین نے ایک ایک کر کے بسمہ کو سب بتا دیا پھر اچانک اسکی بات ارسل پر آکر روک گئی..
اوہو نو... میں تو ارسل کو بتانے لگی تھی پھر وہاں آگیا اور میں نہیں بتا سکی.. رامین نے پریشانی سے کہا..

کوئی ضرورت نہیں رامین ارسل کو بھی بتانے کی وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا وہاں آخر اس کا بھائی ہی تو ہے.. بسمہ نے رامین کو ارسل کو سب بتانے کے لیے منع کر دیا..

نہیں بسمہ ارسل ایسا نہیں ہے وہ سب سے الگ ہے سمجھدار ہے اچھے برے کی تمیز ہے اسے اگر وہ مجھے حوصلہ نادیتا تو میں اتنے دن اس گھر میں کیسے گزار لیتی..

رامین نے بسمہ کو جب ارسل کے بارے میں بتایا تو بسمہ کو بھی اپنے رویہ کا احساس ہوا کہ اس نے غلط طریقے سے بات کی تھی اس دن ارسل سے..

ہمممم... ٹھیک ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو گی پر اب تو تم آگے ہو تو دیکھ لیں گے اس سے بھی بات کرنی ہے کہ نہیں.. اب تم اٹھ جاؤ اور تیار ہو جاؤ کیا شے کل بنائی ہے آنٹی انکل دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے پہلے ان کے پاس جاو پھر سوچتے ہیں کیا کرنا ہے.. بسمہ نے رامین کو بیڈ سے اٹھایا اور شاور لینے کے لئے بھیج دیا..

اگر رامین ارسل پر اتنا یقین کر سکتی ہے تو مجھے بھی ارسل کو وہاں کے بارے میں سب بتا دینا چاہے وہ اپنے طریقے سے وہاں کو سمجھائے گا تو صحیح رہے گا.. شاید اس طرح رامین کی زندگی تھوڑی سکون سے گزر جائے... بسمہ نے دل میں سوچا..



لیری بلیک کا کنٹینر جو لڑکیوں سے بھرا تھا سہمگنگ کے لیے جا رہا تھا رستے میں پولیس کی چیکنگ کے دوران وہ کنٹینر پکڑا گیا۔ پولیس نے جب کنٹینر کا دروازہ کھولا تو اندر بیٹھے لیری بلیک کے آدمیوں نے پولیس پر حملہ کر دیا۔

دونوں میں جھڑپیں شروع ہو گئی۔ جس میں بہت سے لیری کے آدمی مارے گئے اور پولیس والے زخمی بھی ہو گئے پولیس کم ہونے کی وجہ سے لیری کے کنٹینر کا آدمی اسے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

پولیس ہیڈ کوارٹر میں اطلاع ملتے ہی وہاں مزید پولیس آگئی جو زخمی تھے ان کو ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا اور جو لیری بلیک کے آدمی بھی زخمی تھے ان کو بھی ہسپتال منتقل کر دیا گیا تاکہ ٹھیک ہونے پر ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔

لیری بلیک کو اطلاع مل چکی تھی۔ وہ آگ بگولہ ہو گیا تھا۔ لیکن اس بات پر بھی مطمئن تھا کہ اس کا مال پکڑا نہیں گیا۔

اب بات اس کے آدمیوں کی تھی جو ہوش میں آتے ہی پولیس کی مار کھانے کے بعد سب اگل دیتے۔

جے ڈی اور لیری بلیک اب سر جوڑ کر اس بات کا حال ڈھونڈ رہے تھے۔

میں یہ کام کر سکتی ہوں پاس بیٹھی مایا نے کہا۔

لیری بلیک نے غصے سے مایا کی طرف دیکھا

تم کچھ نہیں کرو گی پہلے بھی تم نے سارا کام خراب کر دیا تھا.. لیری نے غصے سے مایا کو کہا..

نہیں اس دفعہ یہ ایسا کچھ نہیں کرے گی تم مجھ پر یقین رکھو اور ویسے بھی یہ کام مایا کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا.. یہ وہاں اس ہسپتال میں نرس بن کر جائے گی اور جیتنے بھی ہمارے آدمی ہیں ان اب کو زہر کے انجکشن لگا دے گی.. جے ڈی نے لیری بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ہممم.. بات تو تمہاری ٹھیک ہے پر اس کام کے لئے ہم کوئی بھی لڑکی رکھ سکتے ہیں مجھے اس پر یقین نہیں ہے.. لیری بلیک نے مایا سے کام کروانے سے صاف انکار کر دیا..

دیکھو لیری ہم اس وقت مایا کے علاوہ اور کسی پر یقین نہیں کر سکتے تو بہتر یہی ہے کہ یہ کام اسے ہی کرنے دو تو بہتر ہے. جے ڈی نے خود کا حکم لیری پر مسلط کر دیا..

لیری بلیک کہ پاس جے ڈی کی بات مانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا

لیری بلیک نے بھی جے ڈی کی بات پر اتفاق کر لیا اور مایا کو یہ ذمہ داری سونپ دی..

یہ خبر ہر جگہ پھیل چکی تھی ہسپتال کے باہر میڈیا والوں کا رش تھا ہر کوئی یہ جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہوا کیا ہے..

کچھ لوگ پولیس والوں کی کارکردگی پر سوال اٹھا رہے تھے اور کچھ لوگ ان کے لیے افسردہ تھے

میجر زارون نے اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلایا ہوا تھا جو سول کپڑوں میں تھے...

پہلے سے زیادہ سکيورٹی کر دی گئی تھی..

میجر زارون کی اطلاع کے مطابق لیری بلیک کا کوئی نا کوئی بندہ اپنے آدمیوں کو چھوڑنے لازمی آئے گا اس لیے میجر زارون نے اپنے خاص آدمیوں کو ہسپتال میں ڈیوٹی پر رکھا تھا۔ تاکہ کچھ بھی ہونے پر فوراً ایکشن لیا جائے۔



رامین بسمہ کے گھر سے اب اپنی امی بابا جان کے گھر آگئی تھی رامین کو دیکھ کر رضیہ بیگم اور جبار صاحب بہت خوش ہوئے۔

اتنے دنوں بعد وہ اپنی بیٹی سے مل رہے تھے گھر میں رامین کی پسند کے کھانے بن رہے تھے۔

رامین بھی ان سب کی خوشی کو دیکھ کر اپنا غم بھول چکی تھی۔
 رامین بیٹی تم کتنے دن رہو گی۔ رضیہ بیگم نے کھانا کھاتے ہوئے رامین سے پوچھا۔
 رضیہ بیگم کی اس بات پر رامین نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔
 وہ میں۔۔ رامین بسمہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

وہ آنٹی جی رامین ابھی تو آئی ہے اور آپ اسے جانے کا بھی پوچھ رہی ہیں۔۔ بسمہ نے رامین کی جگہ خود رضیہ بیگم کو جواب دیا۔

ارے میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں تھا میں تو بس یہ معلوم کرنا چاہ رہی تھی کہ۔۔ رضیہ بیگم کو بات کرتے ہوئے جبار صاحب نے چپ کروا دیا۔

بس رضیہ بیگم ہماری بیٹی جب چاہے جتنی دن چاہیے رہ سکتی ہے یہ بھی تو اس کا گھر ہے۔۔
جبار صاحب نے مسکراتے ہوئے رامین کی طرف دیکھا اور کہا۔۔

رامین کے چہرے پر مسکراہٹ اگی۔۔

بابا جان گھر میں کوئی نہیں تھا آنٹی تہمینہ اور ایشال بھی۔۔ تو پھر میں بور ہو رہی تھی اس لیے
میں نے سوچا کہ میں کچھ دن آپ سب کے ساتھ رہ لوں جب تک گھر میں سب نہیں
آجاتے۔۔

رامین نے بات کرتے ہوئے سب کو مطمئن کر دیا۔۔

رضیہ بیگم نے بھی رامین کی بات پر مسکرا کر دیکھا اور پھر کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔
رامین اور بسمہ ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ اس بات کو کب تک
سنجھال پائیں گی۔۔

کھانا کھاتے ہوئے باہر دروازے پر بیل ہوئی۔۔

تھوڑی دیر بعد بسمہ اور رامین نے ارسل کو اندر آتے دیکھا۔۔

بسمہ کا کھانا کھاتے ہوئے نوالہ حلق میں پھنس گیا۔۔ اس نے فوراً پانی کا گلاس اٹھایا اور منہ
کو لگایا۔۔

بسمہ کو ایسے دیکھ کر ارسل کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اگی۔۔

اسلام علیکم انکل کیسے ہیں۔۔

ارسل نے اندر آتے ہی جبار صاحب کو سلام کیا۔۔

آؤ بیٹا کھانا کھا لو.. جبار صاحب نے ارسل کو کھانے کی پیشکش کی..

نہیں انکل میں ابھی لُچ کر کے آیا ہوں..

ارسل یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا..

وہ دراصل رامین بھابھی یوں اچانک آگے تھیں تو میں نے سوچا جا کر پوچھ لوں کیا ہوا ہے..

ارسل کے یوں اچانک آنے پر وہ بھی کھانے کے وقت ارسل کو عجیب محسوس ہو رہا تھا اس

لئے ارسل نے فوراً آنے کی وجہ بتا دی..

ارسل کی اس بات پر جبار صاحب نے رامین کی طرف دیکھا جس کو ارسل کی بات کے بعد سمجھ

نہیں رہی تھی کہ وہ کیا کہے..

بسمہ نے ٹیبل کے نیچے سے ارسل کو زور سے ٹانگ ماری..

اور آنکھیں دکھاتے ہوئے ڈانٹے کے اشارے سے کہا کہ اس نے یہ بات کیوں کی..

بسمہ کی اس بات پر ارسل سمجھ گیا کہ یہاں معاملہ کچھ اور ہی ہے..

رامین یہ ارسل کیا کہہ رہا ہے تم بتا کر نہیں آئی کیا ابھی تو تم کہہ رہی تھی کہ کوئی بھی نہیں

ہے گھر.. جبار صاحب کو اب معاملہ کچھ اور ہی لگ رہا تھا رضیہ بیگم بھی رامین کے بولنے کا

انتظار کر رہی تھی..

سب رامین کی طرف دیکھ رہے تھے..

رامین کی اب حالت اور خراب ہو رہی تھی نا رامین کو پتہ تھا کہ ارسل یوں آجائے گا اور نا بسمہ

کو..

رامین بولو کچھ.. رضیہ بیگم نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ارے آنٹی وہ میرا کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا وہ میں ان کے ہاتھ کے بنے کباب لچ میں کھاتا ہوں تو آج نہیں ملے.. ویسے مجھے گھر سے پتہ چل گیا تھا کہ رامین بھا بھی رہنے آئی ہیں گھر میں کوئی ہے نہیں اس لئے... تو تو ان کے آنے سے گھر اور خالی ہو گیا ہے.. ارسل نے معاملے کو فوراً ہینڈل کر لیا..

ارسل کی اس بات پر رامین کی سانس میں سانس آئی اور بسمہ نے بھی گہری سانس لیتے ہوئے ارسل کی طرف شکریہ والی نظروں سے دیکھا..

جبار صاحب کو جو پہلے کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی اب وہ بھی ارسل کی بات سن کر ریلیکس ہو گئے تھے..

اور سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی..

کھانے سے فارغ ہو کر سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے چائے پی رہے تھے ارسل کو بس یہ جانا تھا کہ اس دن کیا بات تھی جو رامین بھا بھی بتانا چاہ رہی تھی لیکن سب کی موجودگی میں رامین سے بات کرنا مشکل ہو رہا تھا وہ بھی خاص کر کے

جبار صاحب کی موجودگی میں..

چائے پینے کے دوران جبار صاحب کو ان کے آفس سے کال آگئی تو انہیں وہاں کے لیے نکالنا پڑا..

ارسل کی تو جیسے اللہ نے سن لی ہوا اب رامین سے بات کرنا آسان تھا.. رضیہ بیگم بھی کچن میں چلی گی اب بسمہ اور رامین علاوہ اور کوئی نہیں تھا..

تو اب آپ بتائیں مسٹر ارسل آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں.. آپ کے بھائی کافی نہیں تھے اب آپ بھی یہاں اکر بات بگڑنے آگے ہیں.. بسمہ نے غصے سے ارسل کو کہا.. یقین کریں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم تھا کہ چل کیا رہا ہے میں تو بس یہ معلوم کرنے آیا تھا.. ارسل نے رامین کی طرف دیکھا..

ہاں کیا معلوم کرنے آئے تھے کہ میری فرینڈ زندہ ہے کہ نہیں یا مزید آپ کے بھائی اسے ٹارچ کریں.. بسمہ مسلسل ارسل پر اپنا غصہ نکال رہی تھی..

بسمہ بس کرو اس سب میں ارسل کا کیا قصور ہے اسکی بات تو سننے دو وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے.. رامین نے بسمہ کو بولنے سے روک دیا..

اوشدکریہ رامین بھابھی.. نہیں تو مجھے تو یہ لگ رہا تھا کہ میں کسوی مجرم کی طرح مس بسمہ کی عدالت میں کھڑا ہوں..

ارسل نے بھی موقع جانے نہیں دیا اور بسمہ کو بات لگا دی..

بسمہ جواب دینے کے لیے کچھ بولنے لگی تھی کہ رامین نے بسمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے روک دیا رامین کے روکنے پر بسمہ نے اپنی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے ارسل کی طرف دیکھا..

بہت خطرناک ہے یہ.. ارسل نے اپنے کوٹ کو ٹھیک کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا..

جی ارسل اپ کیسے آئے تھے.. رامین نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

رامین کی اس بات پر ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھا اور پھر رامین کی طرف جیسے وہ بسمہ کے سامنے بات نا کرنا چاہ رہا ہو۔۔

ارسل تم بسمہ کے سامنے بات کر سکتے ہو یہ میری فرینڈ ہی نہیں بلکہ میری بہن جیسی ہے تم بات کر سکتے ہو۔۔ رامین نے ارسل کو یقین دہانی کرائی۔۔

جی ٹھیک ہے میں تو ویسے ہی کہا۔۔ میں بس یہ جانا چاہ رہا تھا کہ اس دن آپ کیا بات کرنا چاہ رہی تھی اور آج ایسے آپ اگی ایسی کیا بات ہے جو مجھے نہیں پتہ سب گھر والے بھی چپ ہیں آج سے پہلے کبھی ایسا ہوا نہیں ہے وہاں کا رویہ بھی دن با دن تبدیل ہو رہا ہے ارسل نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ہاں ارسل میں اس دن تمہیں بتانا تھا لیکن وہ وہاں آگیا تو نہیں بتا سکی پر میں امید کرتی ہوں کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہے گی رامین نے ارسل کو کہا اور اس کے بعد رامین نے اس دن فرقان صاحب کی کال کے بارے میں سب بتا دیا۔۔

رامین کے بتاتے ہی ارسل فوراً اٹھ کھڑا ہوا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی بسمہ نے بھی آج سے پہلے ارسل کو ایسی حالت میں نہیں دیکھا تھا وہ بھی رامین کی طرح ارسل کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔ کہ ارسل کو اچانک کیا ہوا ہے۔۔

ارسل کیا ہوا ہے تم اتنے پریشان اور غصے میں کیوں لگ رہے ہو کیا جو میں نے بتایا ہے اس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا کیا؟ رامین نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

رامین بھابھی آپ مجھے ابھی اجازت دیں۔ اس پر پھر بات کریں گے جب آپ گھر آجائیں گی۔ اور آپ اس بات کی فکر نہ کریں یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ہی رہے گی اور آپ مجھ سے آپ ایک اور وعدہ کریں۔ ارسل نے خود کو کنٹرول کرتے ہوئے رامین کو کہا۔

ہاں بولو کیسا وعدہ۔ رامین نے جواب دیا۔

رامین بھابھی بہت سنی ایسی باتیں ہیں جو آج تک مجھے بھی نہیں پتہ چل سکی۔ اور بہت سے ایسے سوال ہیں جن کے جواب میں آج تک معلوم نہیں کر سکا۔ اور آج مجھے آپ سے یہ ایک نئی بات کا پتہ چلا ہے۔۔۔

تو میں یہی چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو کوئی اور بات معلوم ہوتی ہے تو آپ سب سے پہلے مجھے بتائیں۔ اس کی کیا وجہ ہے وہ میں ابھی آپ کو نہیں بتا سکتا ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے آپکو مجھ پر یقین رکھنا ہو گا۔ اس بار ارسل کہ آواز میں درد اور تکلیف تھی جو رامین اور بسمہ نے محسوس کی تھی۔۔

ٹھیک ہے ارسل ایسا ہی ہو گا میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن تم ابھی کہیں نا جاو بیٹھ جاو۔ رامین نے ارسل کی حالت دیکھ کر کہا۔

نہیں رامین بھابھی مجھے جانا ہو گا بہت سے کام کرنے ہیں۔ ارسل نے یہ کہہ کر وہاں سے اجازت لی اور گھر سے باہر آگیا۔

باہر آتے ہی ارسل نے گہرا سانس لیا اور اپنی پاکٹ سے فون نکال کر ایس ایچ او صاحب کو کال ملا دی۔



اگلی صبح رامین تیار ہو کر بسمہ کی طرف جانے لگی تھی اس نے ایان کے کی سالگرہ کے لیے گفٹ لینا تھا..

امی میں بسمہ کو ساتھ لے کر بازار جا رہی ہوں کچھ دیر تک اجاؤ گی.. رامین نے رضیہ بیگم کو کہا اور جانے کے لیے دروازہ کھولا..

رامین بسمہ گھر نہیں ہے وہ ایان کے سکول کی ہے تم سو رہی تھی تو وہ بتا گی ہے مجھے.. رضیہ بیگم نے رامین کو جاتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے امی میں واپسی پر اسے ساتھ لے لو گی.. رامین نے رضیہ بیگم کو کہا اور فون بیگ سے نکال کر بسمہ کو کال مال دی..

بسمہ سے بات کرتے کرتے وہ مارکیٹ تک آگئی تھی.. فون بند کرنے کے بعد وہ شاپنگ مال کے اندر چلی گی..

بہت سس جگہوں سے گفٹ دیکھنے کے بعد بھی رامین کو سبھی نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا خریدے..

رامین ایک گفٹ شاپ کے اندر چلی گی تب اسے ایسا لگا کہ اس کے پیچھے کوئی کھڑا اسے دیکھ رہا ہے رامین نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا..

رامین اس بات کو انور کر کے گفٹ دیکھنے لگ گئی.. اتنے میں ایک چھوٹے بچے نے آکر رامین کو ایک گلاب کا پھول دیا جس کے ساتھ ایک چھوٹا کاغذ لگا ہوا تھا رامین نے ڈرتے ہوئے وہ

گلاب اس بچے سے لے لیا کیونکہ شاپ پر کھڑے ہر فرد اسے دیکھ رہا تھا۔۔ رامین نے شاپ سے باہر نکل کر بغیر پڑھے وہ کاغذ اور پھول لو ڈسٹ بین میں پھینک دیا۔۔ اور خود اگلی شاپ کی طرف چلی گی۔۔

رامین اپنے پیچھے مسلسل آتے ہوئے کسی کو محسوس کر رہی تھی۔۔ تمام چیزوں کو اگنور کرتے ہوئے بھی اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں کیونکہ آج وہ کافی ٹائم کے بعد مال میں اکیلی آئی تھی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس طرح کچھ ہو گا۔۔۔

رامین فوراً بک شاپ پر چلی گئی اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے رامین نے بک ریک میں رکھی ہوئی کتابوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔۔

رامین بار بار باہر کی طرف دیکھ رہی تھی شاید اس کسی کے ہونا کا احساس ہو رہا تھا جو شاپ کے باہر ہی تھا شاید وہ شیڈو مین کے تعب سے بچ رہی ہے۔۔

رامین نے ریک میں سے کتاب نکالی تو دوسری جانب رامین کو وہی بلیو آنکھیں نظر آئیں جو رامین نے اس رات اندھیرے میں شیڈو مین کی دیکھی تھی۔۔

وہ آنکھیں مسلسل کتابوں کے درمیان سے رامین کو دیکھ رہی تھیں۔۔

خوف اور ڈر سے رامین کے ہاتھ سے کتاب گر گئی ...

میڈم کیا میں آپکی کوئی مدد کر سکتا ہوں کیا۔۔

شاپ والے لڑکے نے اکر کہا۔۔

نہن.. نہن.. نہیں.. شکریہ.. راین نے گھبراتے ہوئے کہا اور نیچے جھک کر گرمی ہوئی کتاب اٹھائی..

راین نے دوبارہ کتاب کو اس کی جگہ رکھتے ہوئے دیکھا تو اب وہاں وہ آنکھیں موجود نہیں تھیں... راین نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا..

میڈم یہ آپ شاپ پر بھول گئی ہیں.. لڑکے نے اکر راین کو ایک کتاب تھمائی پر میں نے تو نہیں لی آپکی شاپ سے کوئی کتاب. راین نے حیرت سے کتاب کو پکڑتے ہوئے کہا..

راین نے کتاب کے اوپر دیکھا تو اس کا عنوان دیکھ کر راین کے ڈر گئی To Kill a Mockingbird راین نے اپنے دھڑکتے دل کو کنٹرول کیا اور اس لڑکے کو بغیر کچھ کہے وہاں سے جلدی سے نکل پڑی..

راین بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی گرمی کی وجہ سے وہ پسینے سے شرابور ہو گئی تھی راین نے کتاب ہاتھ میں پکڑے جلدی سے مال سے باہر آگئی..

اپنے ماتھے پر ہاتھ کی کلائی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیا.. گاڑی کی طرف جاتے ہوئے راین نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا اتنے میں تیز رفتار گاڑی نے آتے ہوئے راین کو اچھال کر سڑک کی دوسری طرف پھینک دیا راین کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا..

راین نے بیہوشی سے پہلے اپنی آنکھوں کے سامنے وہی بلیو آنکھیں دیکھی..

اور لگے ہی لمحے رابین بیہوش ہو گئی تھی اس کے سر سے سے اور بازو سے خون نکل کر سسرک پر پھیل رہا تھا..

لوگوں نے فوراً ایبولینس کو کال ملا دی....

رابین اپنے خوف سے بھاگتے ہوئے آج زندگی اور موت کی کشمکش میں زمین پر پڑی تھی جہاں اسکا کوئی اپنا موجود نہیں تھا..

جاری ہے * * * * *

کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے سمجھ گئی ہو نا تم..

جے ڈی نے مایا کو کمر سے کھینچتے ہوئے اپنے بازوؤں میں گھیر لیا..

تمہیں پتہ ہے نا کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا تو خود کی حفاظت کرنا مجھے شرمندہ نا کرنا لیری بلیک کے سامنے... میں اپنی شکست تسلیم نہیں کرتا.. سمجھ گئی ہو نا... نہیں تو میری نفرت

میری محبت پر حاوی ہو جائے گی.. جے ڈی نے مایا کو اپنے مزید قریب لاتے ہوئے کہا..

مایا جے ڈی کی گرفت میں خود کو کسی چڑیا کی مانند محسوس کر رہی تھی جیسے زبردستی قید میں رکھا ہو...

ہاں میں سمجھ گئی ہوں تو کیا اب میں جاؤں.. مایا نے جے ڈی کی گرفت سے خود کو چھڑاتے ہوئے کہا..

اتنی بھی کیا جلدی ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے تم لیری بلیک کے ساتھ کام کرنے لگی ہو مجھ سے دور بھاگ رہی ہو..

جے ڈی نے مایا کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا..

جے ڈی کی اس بات پر مایا کی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی وہ جانتی تھی کہ اگر جے ڈی کو میرا اور لیری بلیک کا زرا بھی پتہ چلا تو جے ڈی ایک جھٹکے سے اس کی گردن اڑا دے گا.. کیسی باتیں کر رہے ہو جے ڈی.. میرا لیری بلیک سے کیا لینا دینا.. وہ تو تم نے مجھے اس کے ساتھ رکھا ہے نہیں تو میں کبھی بھی لیری بلیک کے ساتھ کام نہ کروں.. مایا نے جے ڈی کی گردن میں اپنی ہانہیں ڈالتے ہوئے کہا...

جے ڈی کی شکل پر شیطانی مسکراہٹ اگی..

میں اب چلتی ہوں مایا نے کہا اور خود کو جے ڈی سے الگ کرتے ہوئے باہر کی طرف نکل گئی..

جے ڈی جاتے ہوئے مایا کو دیکھ رہا تھا جے ڈی کو معلوم ہو چکا تھا کہ مایا اس کے پاس آنے سے پہلے لیری بلیک کی گرل فرینڈ رہ چکی ہے پر وہ مایا کے منہ سے یہ سب سنا چاہتا تھا.. مایا کے نکلتے ہی لیری بلیک اس کے پیچھے اپنی گاڑی لے کر نکل پڑا.. لیری بلیک کو مایا پر زرا بھی یقین نہیں تھا اس لیے وہ اپنی گاڑی لے کر مایا کا پیچھا کر رہا تھا..

مایا ہسپتال پہنچ چکی تھی.. اس نے جاتے ہی نرسنگ روم کا جائزہ لیا وہاں ایک نرس موجود تھی..

ایکسیوزمی.. کیا آپ مجھے اس ڈاکٹر کا روم بتائیں گی.. مایا نے روم میں کھڑی نرس سے پوچھا.. مایا کی آواز سن کر نرس نے پیچھے مڑ کر دیکھا..

نرس کے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہی مایا نے نرس کی گردن پر زہر کا انجکشن لگا دیا...
اور دیکھتے ہی دیکھتے نرس وہی ڈھیر ہو گئی..

مایا نے جلدی سے اس نرس کے کپڑے خود پہنے اور اس کے نام کا کارڈ گلے میں ڈالا اور نرس کو الماری کے پیچھے چھپا کر باہر آئی..

مایا ٹرے میں کچھ میڈیسن لے کر باہر آئی اور ہر اس روم میں جا رہی تھی جہاں لیری بلیک کے آدمیوں کو علاج ہو رہا تھا...

ایک ایک کر کے مایا نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ سب کو زہر کے انجکشن لگا دے.. اپنا سارا کام مکمل کرنے کے بعد مایا نے واش روم جا کر کپڑے تبدیل کیے..

مایا اب جلدی سے ہسپتال سے نکل رہی تھی کہ اس کی نظر لیری بلیک پر پڑی جو ایمر جنسی کے باہر کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر وہ کوئی میسج لکھنے میں مصروف تھا..
لیری بلیک کو دیکھ کر مایا فوراً دیوار کے پیچھے چھپ گئی.

یہ یہاں کیا لینے آیا ہے کیا یہ میرا پیچھا کر رہا تھا.. مایا نے لیری کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا...
تھوڑی دیر بعد لیری بلیک کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور وہ موبائل کو جیب میں ڈالتے ہوئے
ہسپتال سے باہر نکل آیا..

مایا نے جب لیری بلیک کو ہسپتال سے نکلتے دیکھا تو اس کے پیچھے چل پڑی تیزی سے چلتے
ہوئے مایا کی ٹکر ایک نرس سے ہوئی..

ایم سوری.. مایا نے اسے جلدی سے کہا اور باہر کی طرف جانے کے لئے مڑی..

نرس نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور پولیس کی ہیلپ لائن پر کال ملا دی۔

وہ نرس مایا کو پہچان گی تھی جس کی تصویر ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی... مایا نے باہر جاتے ہی چاروں طرف دیکھا تو اسے کہیں لیری بلیک نظر نہیں آیا.. کہاں چلا گیا یہ.. مایا نے غصے سے کہا..

کوئی بھی ہوشیاری دکھانے کی ضرورت نہیں سیدھا چلتی جاو.. مایا کے پیچھے کسی نے ہسپتال رکھ دی تھی مایا نے جب اپنے پیچھے ہسپتال کو محسوس کیا تو فوراً اپنی کمر سے ہسپتال نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مایا کا کمر تک ہاتھ جاتے ہی مایا کے سامنے دو آدمی آکر کھڑے ہو گئے..

مایا نے اب اپنے چاروں سائیڈ پر دیکھا ہر جگہ سول کپڑوں میں لوگ کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں ہسپتال تھے..

مایا کہ پاس اب ہتھیار ڈالنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا.. مایا ان لوگوں کے ساتھ چلتے ہوئے ہسپتال سے آگے کھڑی گاڑی میں جا کر بیٹھ گی.. آرمی کے آدمیوں نے مایا کے ہاتھ باندھ دیے تھے آنکھوں پر پٹی اور منہ پر ٹیپ لگا دی تھی.. مایا اب آرمی کی حراست میں تھی.. وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے اس طرح پکڑا جائے گا اس نے بہت احتیاط سے سارا کام کیا تھا..

جاتے ہوئے مایا کے دماغ میں لیری بلیک کا خیال آیا جو ہسپتال میں موجود تھا کہیں لیری بلیک نے تو اسے نہیں پکڑوایا.. انہیں سوچوں کے ساتھ وہ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف جا رہی تھی...



بسمہ رامین کو کال ملا رہی تھی پر کوئی جواب نہیں اربا تھا..

بسمہ نے دو تین بار کال ملائی پھر بھی جواب نہیں آیا..

بسمہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پھر کال ملا دی..

کہاں ہو رامین... کہاں ہو... فون کیوں نہیں اٹھا رہی..

گاڑی کو سٹارٹ کرتے بسمہ کان کے ساتھ فون لگائے رامین کے فون اٹھانے کا انتظار کر رہی تھی..

چار بیل کے بعد فون ریسو ہو گیا..

کہاں ہو رامین میں کب سے تمہیں کال کر رہی ہوں..

بسمہ نے فون ریسو ہوتے ہی بولنا شروع کر دیا..

السلام علیکم محترمہ میں ہسپتال سے بات کر رہا ہوں آپ نے جن کے نمبر پر کال کیا کے ان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے.. ان کے موبائل پر کوڈ لگا تھا اس لیے ہم کسی کو بتا نہیں سکے آپ فوراً ہسپتال آجائے..

بسمہ کہ یہ سن کر جیسے پاؤں تلے زمین نکل گی بسمہ سمر د پڑ گی اس نے کال بند کیے بغیر گاڑی کو ہسپتال کی طرف کر لیا بسمہ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے..

کیا ہوا ہے رامین تمہیں... اللہ رامین کو کچھ نہ ہو.. یہ کیا ہو رہا ہے تمہارے ساتھ.. بسمہ گاڑی کی فل سپیڈ پر جاتے ہوئے دعا کر رہی تھی...

بسمہ نے ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ کر گاڑی کی بریک لگائی..
بسمہ بھاگتی ہوئی ہسپتال کے اندر گی..

وہ جو ایک لڑکی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے وہ کہاں ہے.. بسمہ نے جاتے ایمر جینسی میں پوچھا..
وہ آپریشن روم میں ہیں ان کی سرجری ہو رہی ہے ان کے سمر پر گہری چوٹ لگی ہے اور کافی خون نکل چکا ہے.. یہ ان کا سامان ہے جو ان کے ساتھ لایا گیا تھا..

لڑکے نے پلاسٹک پیکیٹ میں بند رامین کی چیزیں بسمہ کو دی جو خون سے بھری پڑی تھیں..
رامین کا موبائل اس کا پرس دیکھ کر بسمہ اپنے ہوش میں ہی نہیں رہی اور روتے ہوئے ہسپتال کے فرش پر ہی رامین کی چیزیں پکڑ کر بیٹھ گی..

رامین کیا ہوا تمہارے ساتھ.. کیوں ہو رہا ہے یہ سب.. بسمہ رامین کی چیزوں کو سینے کے ساتھ لگائے ہوئے رو رہی تھی..

محترمہ آپ حوصلہ کریں اللہ سب ٹھیک کر دے گا.. آپ گھر سے کسی بڑے کو بلا لیں کسی بھی حالات کے لیے کسی بڑے کا ہونا ضروری ہے..

ہسپتال میں موجود ایک وارڈ بوائے نے کہا..

اس کی بات کان پڑتے ہی بسمہ کو یاد آیا کہ گھر بھی بتانا تھا.. وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھی اور اپنے فون سے جبار صاحب کو کال ملا دی..

جبار صاحب آفس سے ابھی آئے تھے گھر میں داخل ہوتے ہی رضیہ بیگم نے اندر کا دروازہ کھولا..

ساتھ ہی جبار صاحب کے موبائل پر بسمہ کی کال آگئی..

بسمہ کال کر رہی ہے راسین گھر نہیں ہے کیا.. جبار صاحب نے موبائل پر بسمہ کا نام دیکھتے ہوئے رضیہ بیگم کو کہا..

نہیں وہ گھر نہیں ہے لیکن دونوں ایک ساتھ ہی تھی رضیہ بیگم نے جواب دیا..

ہیلو جی بسمہ بیٹی.. کیا ہوا ہے.. جبار صاحب نے کال اٹھاتے ہی پوچھا..

وہ... وہ... وہ.. انکل... بسمہ کی روتے ہوئے آواز کانپ رہی تھی..

بسمہ تم رو کیوں رہی ہو بتاؤ کیا ہوا ہے.. جبار صاحب بسمہ کی آواز سن کر پریشان ہو گئے اور رضیہ بیگم جبار صاحب کی حالت دیکھ کر..

وہ... انکل... وہ راسین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے.. بسمہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا..

کیا... کیا... کہا تم نے کہاں ہو تم دونوں.. ہم ابھی آرہے ہیں جبار صاحب نے بسمہ سے ہسپتال کا پتہ پوچھا اور فون بند کر دیا..

کیا ہوا آپ بتا کیوں نہیں رہے.. رضیہ بیگم نے گھبراتے ہوئے کہا..

چلو جلدی ہمیں ہسپتال جانا ہے رامین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے.. جبار صاحب نے واپس قدم اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف نکل گئے..

رضیہ بیگم کے جسم سے تو جیسے جان ہی نکل گئی یہ سن کر ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے.. ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہے وہ بغیر کچھ کہے جلدی سے جبار صاحب کے پیچھے چلی گئی..

جبار صاحب اور رضیہ بیگم ہسپتال پہنچ چکے تھے اب سب آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے تھے جہاں رامین کی سرجری ہو رہی تھی.. جبار صاحب کے چہرے پر پریشانی تھی اور رضیہ بیگم ہاتھ میں تسبیح لیے رامین کے لیے دعا کر رہی تھی..

جبار صاحب نے جیب سے فون نکالا اور فرقان صاحب کو بھی رامین کے ایکسیڈنٹ کا بتایا کیوں کہ اب رامین فرقان صاحب کی بہو بھی تھی.. ان کو بتانا ضروری تھا..

جبار صاحب کی کال سنتے ہی کچھ دیر بعد فرقان صاحب اپنی فیملی کے ساتھ ہسپتال میں داخل ہوئے وہاں ارسل اور ایشال بھی ساتھ تھی..

کیا ہوا رامین کو تہمینہ بیگم نے آتے ہی رضیہ بیگم کو گلے لگایا اور ان کو تسلی دی ایشال بسمہ کے پاس چلی گئی جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی فرقان صاحب اور وہاں جبار صاحب کے پاس آگے..

کیا ہوا تھا رامین کا ایکسیڈنٹ کیسے ہوا.. وہاں نے جبار صاحب سے پوچھا.. جبار صاحب نے بسمہ کی بتائی ہوئی ساری تفصیل وہاں اور فرقان صاحب کو بتائی..

ابھی رامین کی سرجری چل رہی ہے جبار صاحب نے کہا..

کمال کرتی ہے رامین اکیلی کیوں گی تھی.. وہاج نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے کہا..
وہاج کی اس بات پر بسمہ جو چپ کر کے کھڑی تھی فوراً وہاج کی طرف دیکھا..

میرادل کر رہا ہے کہ تمہارا منہ نوچ لوں کتنے خود غرض ہو تمہاری وجہ سے سب ہوا ہے اور اب
کتنے معصوم بن رہے ہو کہ جیسے اس سے بڑھ کر رامین کا تو کوئی خیال ہی نہیں رکھتا.. بسمہ
وہاج کی طرف دیکھ کر سوچ رہی تھی..

وہاج نے ایک نظر بسمہ پر ڈالی اور پھر آپریشن تھئیئر کی طرف چلا گیا..
ارسل گاڑی پارک کر کے اندر آیا.. آتے ہی اس کی نظر بسمہ پر پڑی جسکی آنکھیں رو رو کر سرخ
ہو گئی تھی اور ساتھ ہی ناک بھی.. ارسل کا دل کر رہا تھا کہ بسمہ کو اپنی بانہوں میں لیتے
ہوئے اس کو حوصلہ دے پر وہ ایسے نہیں کر سکتا تھا ایک سرد آہ کے ساتھ وہ جبار صاحب
کی طرف مڑا گیا..

سب ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے.. وہاج جیبوں میں ہاتھ ڈالے آپریشن روم کے
باہر چکر لگا رہا تھا اس کی اندر بے چینی تھی.. جو اسے ترپا رہی تھی..

بسمہ کو وہاج کی اس بے چینی کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ

یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ رامین زندہ ہے کہ نہیں یا وہ سچ میں رامین کے لیے
پریشان تھا.. یہ بات بسمہ کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی..

دو گھنٹے ہو گئے تھے رامین کا کوئی آتاپتہ نہیں چلا کہ سمر جری مکمل ہو گی ہے کہ نہیں.. اتنے میں کمرے سے نرس باہر آئی.. وہاں جو کمرے کے پاس ہی چکر لگا رہا تھا.. فوراً نرس کو روک لیا..

نرس کیسی ہے رامین.. وہاں نے نرس کو کہا..

وہاں کو دیکھ کر جبار صاحب بھی نرس کے پاس آگے..

ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے ان کا بہت بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا ہے سمر پر اور بازو ہر بہت چوٹیں آئی ہیں.. نرس نے کہا..

کیا مطلب آپ کے کہنے کا دو گھنٹے ہو گئے ہیں آپ ابھی بھی یہ کہہ رہی ہیں کہ ابھی آپ کچھ کہہ نہیں سکتی. میری بیوی کس حالت میں ہے آپ کیوں نہیں بتا رہی مجھے اندر جانے دیں.. وہاں نرس پر چلایا اور اسے اپنے رستے سے ہٹا کر کمرے کی طرف بڑھا.. سمر روکیں آپ اندر نہیں جا سکتے.. نرس نے وہاں کو بازو سے پکڑ کر روکا.. جبار صاحب نے بھی آگے بڑھ کر وہاں کو روکا..

چھوڑیں میرا.. وہاں نے نرس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو چھڑاتے ہوئے کہا..

وہاں بیٹا ہم اندر نہیں جا سکتے اجاؤ ہم بھی اسی کا انتظار کر رہے ہیں اللہ سب ٹھیک کرے گا تم حوصلہ رکھو.. جبار صاحب نے وہاں کا ہاتھ پکڑ کر اسے فرقان صاحب کے پاس لے گئے.. وہاں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا چہرے پر غصہ لیے وہاں ہاتھوں کو مسل رہا تھا...

وہاج کی آنکھوں میں خوف اور ہمدردی کی ملی جلی کیفیت تھی جو راسین کے لیے تھی یا خود کے لیے...

وہاج کو راسین کے ساتھ کیا گیا سلوک یاد رہا تھا اس کے آنسو وہاج کو بے چین کر رہے تھے۔۔
آج ایک لمحے کے لیے وہاج کو لگا کہ اس کی دنیا ختم ہو رہی ہے اس احساس کو وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ بس یہ چاہ رہا تھا کہ اسے خبر ملے کہ راسین ٹھیک ہے اور اس کی سانس میں سانس آجائے۔۔

وہاج کے منہ سے نکلے ہر ایک لفظ جو اس نے راسین کو کہے تھے اسے کسی تیر کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔ کبھی وہ کلائی پر باندھی گھڑی کی طرف دیکھتا تو کبھی آپریشن روم کی طرف۔۔ ہر لمحہ وہاج کے لیے صدیوں جیسا لگ رہا تھا۔۔

بسمہ رضیہ بیگم کے کندھے پر سمر رکھے کرسی پر چوکرٹی بنا کر بیٹھی تھی۔۔ ارسیل دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے اور ایک ٹانگ کو فلوڈ کر کے دیوار کے ساتھ لگائے بسمہ کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔۔

بسمہ نے خود کو سیدھا کیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ خود کے بالوں کو سیمیٹا اور راسین کی چیزیں جو ہسپتال سے ملی تھی اپنے بیگ میں رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔
بسمہ کہاں جا رہی ہو۔۔ رضیہ بیگم نے پوچھا۔۔

آنٹی باہر جا رہی ہوتا زہ ہوا کے لیے.. گھبراہٹ ہو رہی ہے.. بسمہ نے رضیہ بیگم کو کہا..
ٹھیک ہے بسمہ میں آؤ تمہارے ساتھ..

نہیں آنٹی آپ بیٹھے میں بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں.. بسمہ یہ کہہ کر وہاں سے نکل کر
ہسپتال سے باہر آئی..

باہر آکر وہ ہسپتال کے صحن میں بنے ستون کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی..
گرمیوں کی شام کی چلتی ہوئی ہوا بسمہ کے چہرے کو چھو رہی تھی اس کے بال اڑ کر اس کے
رخسار پر پڑ رہے تھے..

صحن میں کھڑے بسمہ کو راسین کی ایک بات یاد آ رہی تھی ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ یاد
ابا تھا اور آنسو نکل کر بسمہ کے رخسار پر گر رہے تھے..

آپ حوصلہ رکھے آپکی فرینڈ کو کچھ نہیں ہو گا.. ارسل بسمہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا..
بسمہ نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے..

آپ حوصلہ نہیں کریں گی تو راسین بھابھی کی امی کو کون حوصلہ دے گا.. ارسل نے بسمہ کی
آنکھوں میں دیکھا جو سرخ ہو چکی تھی..

بچپن سے لے کر اب تک کبھی ہم نے ایک دوسرے کو دوست سمجھا نہیں وہ میری بہن
ہے.. جب بھی مجھے چوٹ لگتی تو راسین کو بھی بخار ہو جاتا رو کر... راسین نے ہر مشکل وقت
میں میرا ساتھ دیا.. اور آج وہ زندگی اور موت کی کش مکش میں ہے تو میں کچھ بھی نہیں کر پا
رہی.. بسمہ کہتے کہتے رو پڑی...

ارسل نے آگے بڑھ کر بسمہ کو اپنی بانہوں میں لے لیا۔

ش-ش-ش.. ش-ش-ش.. چپ کر جاؤ.. کتنا روگی کچھ نہیں ہو گا رابین بھابھی کو دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا.. ارسل کو آج شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ بسمہ کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے اسکی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہو رہی وہ اس احساس کو اس طرح محسوس کرے گا ان حالات میں اس نے یہ سوچا نہیں تھا۔

ارسل بسمہ کے بالوں کو سلاتے ہوئے بسمہ کو چپ کروا رہا تھا۔
بسمہ اپنی پریشانی میں یہ بھول ہی گئی تھی کہ وہ ارسل کی بانہوں میں ہے۔

اسے تب احساس ہوا جب ارسل کی ہاتھ کی گرفت اس کے کندھے پر مضبوط ہوئی۔
بسمہ نے ایک جھٹکے سے ارسل کو اپنے سے دور کیا۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ... بسمہ نے غصے سے ارسل کی طرف دیکھا۔
میں تو.. آپ.. کو.. ارسل کو بسمہ کے اس طرح سے بولنے پر سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی مجھے چھونے کی... میں پریشان ہوں اور آپ اس بات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں شرم آئی چاہئے آپ کو۔
بسمہ ارسل پر بھڑک اٹھی۔

بسمہ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے.. ارسل سکتے حالت میں کھڑا تھا کہ اچانک بسمہ کو کیا ہوا ہے..

بہت بڑے ایکڑ ہو آپ دونوں بھائی ایک اندر ایکٹنگ کر رہا ہے اور ایک باہر.. آئندہ میرے قریب آنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.. بسمہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی اندر چلی گی..

شیٹ.. شیٹ... ارسل نے اپنے اسھی ہاتھ کو سینوں پر زور سے مارا جو بسمہ کے کندھے پر تھا.. ارسل کے ہاتھ کی انگلیاں سرخ پڑ گئی ارسل وہی بیچ پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا.. یہ کیا ہو گیا مجھ سے.. مجھے اتنے قریب نہیں انا چاہیے تھا.. یہ کیا کر دیا میں نے... ارسل خود کوس رہا تھا...

لیکن جس سے انسان محبت کرتا ہے اس کے ایک آنسو بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا پھر وہ بسمہ کو ایسے کیسے روتا دیکھ سکتا تھا.. لیکن جو ہوا وہ بھی ارسل کے لیے ناقابل قبول تھا...



بسمہ کے اندر جاتے ہی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آ گیا تھا.. ڈاکٹر کو باہر آتے دیکھ کر وہاں فوراً اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس آ گیا سب بھی اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس آ گئے..

ڈاکٹر صاحب کیا رابین اب ٹھیک ہے.. وہاں نے جلدی سے ڈاکٹر سے پوچھا..

ہم نے ان کی سرجری کر دی.. ان کے سر پر اور جسم کے بہت سے حصوں پر شدید چوٹیں آئی ہیں.. پر اللہ نے کرم کر دیا ہے.. اب وہ خطرے سے باہر ہیں... لیکن ابھی ان کو ہوش نہیں آئی.. کچھ وقت لگے گا سر پر چوٹ کی وجہ سے.. آپ میں سے دو لوگ روک سکتے ہیں.. ڈاکٹر نے تفصیل بتائی اور چلا گیا..

اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری بچی پر کرم کر دیا.. رضیہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا..

جبار صاحب کو بھی کچھ حوصلہ ہوا جو کب سے چپ کر کے بیٹھے تھے... تہمینہ بیگم اور فرقان صاحب نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا..

میں رامین کے پاس رو گئی.. بسمہ نے کہا..

رامین کے پاس میں رو کو گا... ساتھ ہی وہاج کی آواز آئی..

بسمہ وہاج کی اس بات پر حیران ہو رہی تھی کہ یہ بندہ کیا کرنا چاہ رہا ہے..

نہیں میں رو کو گئی.. بسمہ نے اپنی بات کو دوہراتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے.. ٹھیک ہے.. تم دونوں روک جانا.. فرقان صاحب نے دونوں کو چپ کروایا..

جبار صاحب ہم تو یہاں نہیں روک سکتے میں شام کو چکر لگاؤ گا وہاج یہاں ہی ہے فون پر رابطہ رہے گا..

فرقان صاحب نے جبار صاحب سے اجازت لی اور تہمینہ بیگم اور ایشال کے ساتھ ہسپتال سے نکل آئے..

باہر بیٹھے ارسل نے جب فرقان صاحب کو گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کر اندر آیا۔۔
سامنے جبار صاحب کھڑے تھے۔۔ جبار صاحب نے ارسل کو بتایا کہ راسین اب خطرے سے باہر
ہے بس اب ہوش میں آنا ہے۔۔

جبار صاحب کی بات سن کر ارسل کو بھی تسلی ہوئی۔۔
ارسل تم جبار انکل کے ساتھ چلے جاؤ ان کو گھر چھوڑ آؤ یہ کافی تھک گئے ہیں تھوڑا آرام کر
لیں اور شام کو لے کر آجانا میں یہاں ہی ہوں جب تک راسین کو ہوش نہیں آتی۔۔ وہاں نے
ارسل کو کہا۔۔

ارسل نے جبار صاحب کی طرف دیکھا۔۔

ٹھیک ہے وہاں ہمیں کال کر دینا اور بسمہ اجاؤ تم بھی راسین کا کچھ سامان لے کر واپس
ارسل کے ساتھ آجانا۔۔ جبار صاحب نے بسمہ کو کہا۔۔

بسمہ نے فوراً جبار صاحب کی طرف دیکھا اور کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ جبار صاحب اور رضیہ
بیگم ارسل کے ساتھ چل پڑے۔۔ بسمہ کو بھی اب ان کے ساتھ چلنا پڑا۔۔

سارے رستے ارسل چپ رہا۔۔ بسمہ پیچھے بیٹھی شیشے میں ارسل کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جس
میں کئی باتیں تھیں اور اداسی تھی۔۔

راسین کی پریشانی اب بسمہ کے دماغ سے ختم ہوئی تو گھر جاتے ہوئے بسمہ کو اپنی کہی ہوئی
باتیں یاد رہی تھی جو اس نے ارسل کو غصے اور پریشانی میں کہہ دی تھی۔۔ اسے احساس رہا تھا
کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گی تھی۔۔ وہ تو اسے حوصلہ دے رہا تھا۔۔

بسمہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے سوچ رہی تھی اور بار بار شیشے میں ارسال کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہی تھی جس میں اس کے لہجے کی طرح خاموشی تھی..

جبار صاحب کا گھر آگیا تھا.. ارسال نے گیٹ پر گاڑی روکی..

انکل میں یہاں انتظار کر رہا ہوں.. ارسال نے جبار صاحب کو کہا..

اندر نہیں آؤ گے ارسال.. جبار صاحب نے کہا..

نہیں.. انکل میں گاڑی میں انتظار کر لوں گا جو بھی سامان لینا ہے آپ آرام سے لے لیں..

ارسال نے جبار صاحب کو کہا..

ٹھیک ہے.. جبار صاحب نے جواب دیا اور گاڑی سے اتر گئے..

ارسال کے اس رویے نے بسمہ کو اور پریشان کر دیا تھا..

بسمہ اندر آکر رامین کا سامان پیک کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے رویے پر اسے افسوس ہو رہا

تھا کہ اس نے کیا کر دیا ہے..

بسمہ نے واش روم جا کر منہ پر پانی کی چھینٹے مارے.. اس نے شیشے میں خود کو دیکھا...

کیوں تمہیں دکھ ہو رہا ہے اپنے رویے کا.. وہ وہاج کا بھائی ہے جس نے رامین کو دکھ دیے

ہیں.. وہ بھی ویسا ہی ہے...

لیکن اس نے کبھی ایسا کچھ کیا نہیں جس سے میں ارسال کو برا کہوں اور رامین بھی تو اس پر

اعتماد کرتی ہے..

بسمہ شیشے میں کھڑے خود سے باتیں کر رہی تھی..

جب رضیہ بیگم نے بسمہ کو آواز دی کہ ارسل باہر انتظار کر رہا ہے.. جلدی کرے..
بسمہ نے جلدی سے اپنا منہ صاف کیا اور باہر آگئی..

ارسل گاڑی کی سیٹ پر ٹیک لگائے ہاتھ سٹیئرنگ پر رکھے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا
بسمہ نے آکر پیچھلی سیٹ پر بیگ رکھا تو ارسل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا..

بسمہ پیچھے بیگ رکھ کر خود آگے آکر بیٹھ گئی..

ارسل نے بسمہ کی طرف بغیر دیکھے گاڑی سٹارٹ کر دی..

رستے میں جاتے ہوئے بسمہ نے ایک دو بار کوشش کی کہ وہ ارسل سے بات کر لے لیکن اس
کے اندر ہمت نہیں ہوئی..

ارسل نے ہسپتال کے باہر گیٹ پر آکر گاڑی روک دی.. بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھا شاید
وہ اب کچھ بولے گا لیکن ارسل کا چہرہ سامنے ہی تھا وہ سیدھے ہی دیکھ رہا تھا..

بسمہ کی آنکھوں میں نمی آگئی وہ کچھ بولنے والی تھی کہ ارسل بول پڑا..

ہسپتال آگیا ہے آپ اتر جائیں.. مجھے کسی کام سے جانا ہے.. ارسل کی آواز میں بہت اجنبیت
تھی.. اور ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا...

بسمہ نے اپنے آنسو کو روکتے ہوئے گاڑی سے اتر گئی.. بیگ اٹھائے وہ اندر کی طرف جا رہی
تھی ارسل بسمہ کو اندر جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب تک وہ ہسپتال کے گیٹ کے اندر نہیں
چلی گئی ارسل اسے دیکھتا رہا...

بسمہ کے اندر جاتے ہی ارسل نے گاڑی سٹارٹ کی اور ہسپتال سے باہر نکل آیا... اور سیدھا جبار صاحب کے گھر چلا گیا..

ارسل کو جبار صاحب نے کہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ چلے جہاں ایکسیڈنٹ ہوا ہے وہ وہاں معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا ہے..

جاری ہے *****

وہاج رامین کے پاس بیڈ پر بیٹھا اپنے بازو بیڈ پر رکھے اسے غور سے دیکھ رہا تھا.. رامین کو اس بات کا احساس نہیں تھا کہ جو شخص اسے ٹارچ کرتا رہا ہے آج اس کے پہلو میں بیٹھا اس کی صحت یابی کی دعا کر رہا ہے...

بسمہ نے دروازہ کھولا تو وہاج سیدھا ہو کر بیٹھ گیا..

بسمہ نے آنکھیں سکڑتے ہوئے وہاج کی طرف دیکھا..

اب آپ جا سکتے ہیں میں اگی ہوں.. بسمہ نے یہ کہہ کر بیگ سائیڈ پر رکھے ٹیبل پر رکھا.. ہمممم.. ٹھیک ہے میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں تب تک آپ رامین کے پاس ہی رہے.. وہاج یہ کہہ کر جانے کے لیے مڑا..

اگر آپ نہیں آتے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے.. بسمہ بربراتی ہوئی رامین کے پاس آکر کھڑی ہو گئی..

آپ نے مجھے کچھ کہا.. وہاج نے مڑ کر بسمہ کو کہا..

نہیں.. میں آپ کو کیسے کچھ کہہ سکتی ہوں.. بسمہ نے منہ بسورتے ہوئے وہاج کو جواب دیا..

اوکے.. مجھے لگا.. وہاج سوچنے کے انداز میں بولا اور پھر رامین کی طرف دیکھتے ہوئے باہر کی طرف نکل گیا...

وہاج کے جاتے ہی بسمہ رامین کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی..
 رامین آنکھیں کھولو.. دیکھو یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں یو رہا سب عجیب عجیب سا ہو رہا ہے مجھے
 کچھ سمجھ نہیں آرہی.. اب آنکھیں کھولو.. بسمہ رامین کا ہاتھ پکڑے اس سے باتیں کر رہی
 تھی...



نہیں.. نہیں.. ایسا نہیں ہو سکتا... جے ڈی نے ٹیبل پر موکا مارتے ہوئے کہا
 جے ڈی کو مایا کی پکڑ جانے کی خبر پہنچ گئی تھی جے ڈی غصے سے لال سرخ ہو رہا تھا..
 لیری بلیک کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ جے ڈی کو ایسے تڑپتے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا..
 میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ مایا اس قابل ہی نہیں ہے کہ اسے اتنی بڑی ذمہ داری دی
 جائے... لیری بلیک جے ڈی کو طنزیہ انداز میں کہا.
 تم اپنی بکواس بند کرو.. اگر میں پکڑا گیا نا تو بچ کر تم بھی نہیں جاو گے.. جے ڈی نے آگے
 بڑھ کر لیری بلیک کا گرمیابان پکڑتے ہوئے کہا..
 لیری بلیک نے ایک نظر جے ڈی پر ڈالی اور ایک پھر اس کے ہاتھ پر جو اس کے گرمیابان پر
 تھا..

لیری بلیک نے جے ڈی کا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کیا..

آج میرا گریبان پکڑا ہے تم نے آئندہ ایسی حرکت نا کرنا.. ورنہ تم یہاں کھڑے نظر نہیں آؤ گے اور رہی بات میرے پکڑ جانے کی تو لیری بلیک نے کبھی کچے کام نہیں کیے اگر مایا بول بھی دے گی تو پھر بھی میں پکڑا نہیں جاؤں گا سمجھ آئی اب یہاں سے جاؤ مجھے تمہاری شکل نہیں دیکھنی.. لیری نے

جے ڈی کو ہاتھ سے باہر نکل جانے کو کہا..

جے ڈی دانتوں کو پستے ہوئے باہر آگیا..

میں دیکھتا ہوں تم کیسے بچ کے نکلتے ہو.. جے ڈی نے باہر نکل کر مڑ کر دیکھا اور پھر اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا..



رامین کی سرجری ہوئے چھ گھنٹے ہو گئے تھے ڈاکٹرز کے مطابق اب تک رامین کو ہوش اجانا چاہیے تھا لیکن رامین ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی.. بسمہ رامین کے پاس بیٹھ کر بہت سی سورتیں پڑھ رہی تھی...

جبار صاحب اور رضیہ بیگم بھی اچکے تھے ارسال ان کے ساتھ ہی تھا کیونکہ ارسال کی گاڑی ہسپتال میں ہی تھی وہ

جبار صاحب کو چھوڑ کر اور اپنی گاڑی لینے آیا تھا..

جبار صاحب اور رضیہ بیگم کمرے میں آئے تو بسمہ اٹھ کھڑی ہوئی..

کیا کہا ڈاکٹر نے.. رضیہ بیگم نے پیار سے رامین کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا..

آنٹی ڈاکٹر کے مطابق تو رامین کو اب ہوش اجانا چاہیے لیکن وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی مجھے بہت ٹیشن ہو رہی ہے۔۔

بسمہ نے ٹیشن سے رضیہ بیگم کو کہا

بسمہ کی بات سن کر جبار صاحب آگے کو بڑھے بسمہ سائیڈ پر ہو گی۔۔

جبار صاحب آگے جا کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئے اور رامین کا ہاتھ پکڑا جس پر سمرک پر گرنے کی وجہ سے لائٹز پڑی ہوئی تھیں۔۔

جبار صاحب نے ایک سرد آہ بھری۔۔ پھر رامین کی طرف دیکھا۔۔

میری بیٹی اتنی کمزور نہیں ہے کہ وہ یہ چھوٹے سے حادثے کو برداشت نہ کر سکے میری بیٹی رامین بہت بہادر ہے اپنے بابا کی جان ہے ایک جرنیل کی بیٹی ہے۔۔

تو موت بھی اسے کچھ نہیں کر سکتی۔۔ بسمہ تم دیکھنا یہ اٹھ کر تم سے ہی لڑے گی کہ تم اس کے ساتھ کیوں نہیں گی۔۔

جبار صاحب کی باتوں سے بسمہ اور رضیہ بیگم کی آنکھیں نم ہو گی۔۔

آنکھیں کھولو میری بیٹی کب تک اپنے بابا جان کو انتظار کرواؤ گی۔۔ جبار صاحب رامین کے ہاتھ کو چومتے ہوئے کہا۔۔

ان سب باتوں سے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔۔

جبار صاحب رامین کی طرف مسلسل دیکھ رہے تھے جب انہیں اپنے ہاتھوں پر رامین کے ہاتھ کی حرکت محسوس ہوئی۔۔

جبار صاحب کی آنکھوں میں چمک اگی.. رضیہ بیگم دیکھو رامین نے میرا ہاتھ پکڑا ہے..
جبار صاحب نے خوشی سے کہا..

جبار صاحب کی بات پر بسمہ نے بھی آگے آکر دیکھا..
با.. با.. بابا.. جا.. جان... رامین نے آنکھیں بند میں ہی
جبار صاحب کو پکارا..

جی.. جی میری بیٹی بابا کی جان.. آپ کے بابا آپ کے پاس ہی ہیں..
جبار صاحب نے آگے بڑھ کر رامین کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..
رامین کو ایسے بولتے دیکھ کر رضیہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ اگی بسمہ نے بھی رامین کے
ہوش آنے پر اللہ کا شکر ادا کیا..

میری بیٹی کو ہوش آگیا ہے.. جبار صاحب کی آنکھوں میں خوشی اور آنسو کی ملی جلی کیفیت
تھی..

بابا جان.. کہاں ہیں.. مجھے اپنے پاس لے جائیں.. رامین کے منہ سے یہ ہی الفاظ نکل رہے
تھے.. رامین کے یہ الفاظ سن کر بسمہ شکڑ میں اگی..

جبار صاحب ایک نظر بسمہ پر ڈالی اور پھر رامین پر..
رامین بیٹی آنکھیں کھولو میں تمہارے پاس ہی ہوں دیکھو اپنے بابا جان کو.. جبار صاحب نے
بڑے پیار سے کہا..

رامین کے کانوں میں اب جبار صاحب کی آواز پڑی.. اس نے بڑی ہمت کر کے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولی.. سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے رامین کی آنکھوں پر سوجن تھی..

آنکھیں کھولتے ہی رامین نے اپنے سامنے اپنے باباجان کو دیکھا.. جو اسے دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے..

باباجان.. رامین نے بولا..

اللہ کا شکر ہے کہ تمہیں ہوش آگیا میری بیٹی.. رضیہ بیگم نے کہا..

اب رامین نے اپنی طرف سے پوری آنکھیں کھول لی تھیں.. اپنی امی کی طرف دیکھتے ہوئے رامین کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی..

میں ڈاکٹر کو بلا کر آتی ہوں بسمہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر آگئی..

باہر آتے ہی اس نے ارسل کو دیکھا جو کسی سے بات کر رہا تھا شاید ہسپتال کا ایڈمن تھا یا انچارج..

ارسل بات کرنے میں مصروف تھا بسمہ ارسل کے پاس سے گزری لیکن ارسل نے بسمہ کی طرف نہیں دیکھا..

جبار صاحب اور ارسل جہاں ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہاں گئے تھے.. وہاں پر ساری انفارمیشن لی اور سی سی ٹی وی کی فوٹیج بھی..

اب ارسل ہسپتال کے انچارج سے بات کر رہا تھا کہ رامین کو لے کر آنے والا کون تھا؟ جس گاڑی کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہوا وہ آدمی کہاں ہے وغیرہ وغیرہ..

ساری انفارمیشن لینے کے بعد ارسل واپس جانے کے لیے مڑا تو سامنے سے بسمہ آرہی تھی.. ارسل بسمہ کو دیکھ کر روک گیا..

ارسل اور بسمہ کے درمیان کچھ لمحے کے لیے خاموشی رہی..

اب رامین بھا بھی کیسی ہیں.. ارسل نے خاموشی توڑتے ہوئے بسمہ سے پوچھا..

ہممم.. ہاں.. اب ٹھیک ہیں ہوش آگیا ہے رامین کو.. بسمہ جو مسلسل ارسل کی طرف دیکھ رہی تھی ارسل کے بولنے پر گھبراہٹ سے جواب دیا..

گڈ... ارسل نے مختصر سا جواب دیا اور بسمہ کو وہی چھوڑ کر باہر کی جانب نکل گیا.. بسمہ وہی کھڑی ارسل کو جاتے دیکھ رہی تھی..

ارسل میں اتنی اجنبیت آجائے گی بسمہ نے سوچا نہیں تھا..

غلط اگر میں بولی ہوں تو قصور تمہارا بھی ہے ارسل.. بسمہ

نے ایک سرد آہ لی اور رامین کے کمرے کی طرف چلی گی..



یہ لو سوپ پیو..

وہاج رامین کے پاس بیٹھے اپنے ہاتھوں سے رامین کو سوپ ٹھنڈا کر کے دے رہا تھا..

وہاج نے سوپ کا چمچ رامین کے ہونٹوں کے پاس کیا..

رامین جو وہاج کو غور سے دیکھ رہی تھی کہ اسے کیا ہوا ہے..

کیا اس نے سوپ میں زہر تو نہیں ملایا۔ جو اتنے ہیار سے مجھے پینے کو دے رہا ہے..
فکر نہ کرو اس میں زہر نہیں ہے.. وہاج نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
وہاج کی اس بات پر رامین چونک گئی..

اسے کیسے پتہ چلا کہ میں نے یہ کہا ہے رامین نے دل ہی دل میں سوچا..
لو پیو.. وہاج نے رامین کو پھر کہا سوپ پینے کو لیکن رامین نے منہ سائیڈ پر کر لیا..
وہ کیسے بھول سکتی تھی جو اس رات وہاج نے اس کے ساتھ کیا تھا اس کی عزت نفس کو
کچل کر رکھ دیا تھا.. وہ تو اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی..
اوکے تمہیں شک ہے نا کہ میں نے اس میں زہر تو نہیں ڈالا تو یہ دیکھو میں تمہیں خود پی کر
دیکھتا ہوں..

وہاج نے سوپ کا چمچ اٹھایا اور پی لیا..
اب یقین ہو گیا کیا.. وہاج نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
رامین چپ کیے وہاج کو دیکھ رہی تھی..

اتنے میں کمرے کا دروازہ کھولا اور بسمہ اندر آئی..
بسمہ کو اندر آتا دیکھ کر رامین نے سکون کا سانس لیا..
وہاج نے مڑ کر بسمہ کی طرف دیکھا..

اس نے بھی ابھی آنا تھا.. وہاج نے سوچتے ہوئے بسمہ کی طرف دیکھا..

وہاج بھائی آپ رہنے دیں میں پلا دیتی ہوں.. بسمہ نے وہاج کے ہاتھ سے چچ پکڑ لیا..
ٹھیک ہے سالی صاحبہ آپ کوشش کر لیں.. میرے سے تو لگتا ہے ان کی خاص ناراضگی
ہے..

وہاج نے بیڈ سے اٹھ کر جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا..
وہاج یہ سمجھ رہا تھا کہ رامین نے کسی کو کچھ نہیں بتایا جو بھی ان دونوں کے درمیان میں چل
رہا ہے..

بسمہ نے بھی اسے اسی خوش فہمی میں ہی رہنے دیا..
ہممم.. ٹھیک ہے.. بسمہ نے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور پھر رامین کے پاس بیٹھ گئی..
وہاج اب وہاں نہیں روکا اور باہر آگیا..

رامین کو ہسپتال میں آج پندرہواں دن تھا رامین کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھی..
کل رامین کو ہسپتال والوں نے ڈسچارج کر دینا تھا..
ان پندرہ دنوں میں رامین اور بسمہ وہاج کا رویہ دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہی تھیں.. کہ وہاج کو ہوا
کیا ہے.. وہاج ایک مثالی شوہر اور ایک فرمانبردار داماد کا رول ادا کر رہا تھا..
یہ اس کی کوئی چال ہے یا واقعی میں یہ سدھر چکا ہے..
یہ رامین کو گھر جا کر پتہ چلا..

لگے دن رامین کو ہسپتال سے ڈسچارج کرنا تھا.. جبار صاحب اور وہاج میں یہی بحث چک رہی
تھی کہ رامین کو وہ اپنے گھر لے کر جائیں گے.. وہاج مسلسل اسی بات پر زور دے رہا تھا کہ

رامین ان کے ساتھ علوی ہاوس جائے گی۔۔ فرقان صاحب نے بھی جبار صاحب کو تسلی دی کہ وہ رامین کا اچھے سے خیال رکھیں گے

جبار صاحب نے بڑی کوشش کی کہ رامین ان کے پاس روک جائے لیکن وہاں نہیں مانا۔۔ اور آخر کار جبار صاحب کو داماد کے اگے چپ کرنا پڑا۔۔

رامین کے گھر آتے ہی تہمینہ بیگم نے رامین کا صدقہ اترایا۔۔

سارے ملازمین کو کہہ دیا کہ وہ کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ کریں اور رامین بی بی کا اچھے سے خیال رکھیں۔۔

رامین اپنے روم میں آگے تھی بیڈ پر لیٹتے ہی اسے اس دن کی یاد آگئی تھی۔۔ اسے وہ بیڈ کسے کانٹوں کی مانند چب رہا تھا۔۔

رامین فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ اب وہاں کے ساتھ نہیں رہے گی لیکن درمیان میں یہ سب کچھ ہو گیا اس لیے اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔

جبار صاحب کے کہنے پر وہ دوبارہ علوی ہاوس آگئی تھی۔۔ لیکن وہ اپنی بے عزتی کا بدلہ وہاں سے لیے بغیر آرام سے نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔



کمرے کی جلتی ہوئی لائٹ سے رامین کی آنکھ کھولی۔۔

صبح صبح وہاں نے کمرے کی ساری لائٹس آن کی ہوئی تھی اور شیشے کے پاس کھڑے شمرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔۔ اور ساتھ ساتھ گانا گنگنا تے اپنے بالوں کا ٹھیک کر رہا تھا۔۔

رامین کے کانوں میں وہاج کی آواز پڑی.. وہ آنکھوں کو مسلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گی... وہاج نے رامین کو اٹھتے دیکھا..

چلو اب اٹھ جاؤ بہت ہو گیا تمہارا آرام.. اور سب تیمارداری.. اب یہ نخرے ختم کرو... وہاج نے بے دلی سے کہا..

وہاج کے اس طرح بات کرنے پر رامین ہلکی ہلکی رہ گئی.. وہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ یہ وہی وہاج ہے جو ہسپتال میں ساری ساری رات اس کے پاس جاگتا رہتا تھا.. جب تک صبح کو بسمہ نہیں آجاتی تھی..

اس کی زرا سچی کھوٹ لینے پر فوراً اٹھ کر اس کے پاس اجاتا تھا نرس کی لاپرواہی پر اس پر بول پڑا تھا.. ڈاکٹروں سے جھگڑا کر لیا تھا اس نے وغیرہ وغیرہ.. اور اب یہ اس لہجے میں بات کر رہا ہے..

ابھی رامین یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی.. ہاں اجاؤ اندر.. وہاج نے آواز دے کر ملازمہ کو اندر آنے کا کہا..

رامین بی بی یہ آپ کے لیے آئیں ہیں.. ملازمہ کے ہاتھوں میں پھولوں کا گلہستہ تھا جس کے اوپر ایک کارڈ لگا ہوا تھا..

وہاج نے ترچھی نگاہ سے ملازمہ کو دیکھا اور پھر رامین کو..

ہاں دے دو بسمہ نے بھیجے ہوں گے.. رامین نے کہا اور پھر ملازمہ سے وہ گلہستہ پکڑ لیا.. رامین کی بات پر وہاج نے طنزیہ مسکراہٹ دی..

ملازمہ گلدستہ دے کر چلی گی۔۔

رامین نے پھولوں کے اوپر سے کارڈ کو پکڑا۔۔

کارڈ کو کھولتے ہی رامین چکرا گی اس کا دماغ سن ہو گیا۔۔ اس نے فوراً وہاج کی طرف دیکھا جو کلائی پر گھڑی بندھنے میں مصروف تھا۔۔

کارڈ پر رامین کے لیے گیڈ ویل سون لکھا تھا اور نیچے ایم زیڈ۔۔

رامین نے جلدی سے کارڈ کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا اور پھولوں کو ٹیبل رکھتے ہوئے چادر اوڑھ کر لیٹ گی رامین کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا سمر پر چوٹ آنے کی وجہ سے پریشانی میں اسے ہلکے ہلکے سے چکر محسوس ہو رہے تھے۔۔

وہاج کے قدموں کی چلنے کی آواز رامین کو سنائی دے رہی تھی جو چلتا ہو اس کے قریب رہا تھا۔۔

رامین کی سانسیں گہری ہو رہی تھی وہ ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو دبا رہی تھی۔۔

جاری ہے ****

وہاج کی قدموں کی آواز بیڈ کے پاس آکر روک گی۔۔

رامین نے آنکھیں بند کیے وہاج کے پرفیوم کی خوشبو محسوس کر رہی تھی... جو اس کے قریب آتی جا رہی تھی۔۔

تمہیں تو ایکٹنگ بھی ٹھیک سے نہیں کرنی آتی.. وہاج نے پھولوں کا گلدستہ پکڑتے ہوئے کہا..

رامین وہاج کی بات پر چونک گئی لیکن خود کو صحیح ثابت کرنے کے لئے رامین نے آنکھیں نہیں کھولی..

تھوڑی دیر بعد دروازہ بند ہونے کی آواز آئی وہاج کمرے سے باہر جا چکا تھا.. رامین نے اٹھ کر دیکھا تو وہاج کمرے میں نہیں تھا اس کی نظر ٹیبل پر رکھے پھولوں پر پڑی جو اب وہاں موجود نہیں تھے.. رامین جلدی سے اٹھی..

اٹھتے ہی رامین کی نظر کمرے میں رکھی ڈسٹ بین پر پڑی جس کے اندر وہاج نے جاتے ہوئے پھولوں کے گلدستے کو پھینک دیا تھا..

رامین کی حیرت کی انتہا نہیں تھی کہ وہاج یہ بھی کر سکتا ہے.. اس نے پھولوں کو پھینک دیا جبکہ اس نے کہا تھا کہ یہ بسمہ کی طرف سے آیا ہے.. رامین وہاں سکتے میں بھیٹی تھی جب ایشال اندر آئی..

رامین بھا بھی آپ اٹھ گئی ہیں کیا.. چلیں آجائیں سب آپ کا ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں.. ایشال نے رامین کو کہا..

سب... میرا انتظار... رامین کو ایک کے بعد ایک بات سن کر شوکڈ ہو رہی تھی.. جی جی آپ کا.. آپ جلدی سے تیار ہو جائیں میں یہی آپ کا انتظار کر رہی ہوں.. رامین نے ایشال کو ہلکی سی مسکراہٹ دی اور اٹھ کر واش روم میں چلی گئی..

تھوڑی دیر میں رامین ایشال کے ساتھ نیچے ناشتے کی ٹیبل کے پاس موجود تھی۔۔

رامین کی دیکھ کر حیرانگی کی انتہا ہو گئی تھی کہ سب کے سب اس کے انتظار میں بیٹھے تھے کسی نے بھی ناشتہ شروع نہیں کیا تھا اس میں وہاج بھی شامل تھا۔۔

رامین کو آتا دیکھ کر وہاج کرسی سے اٹھا اور اگے بڑھ کر رامین کے لیے کرسی کو پیچھے کیا۔۔

رامین کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ا رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ابھی تو کچھ دیر پہلے ہی تو وہاج اسے باتیں سنا رہا تھا اور اب یہ سب۔۔

کیا ہوا رامین بیٹی۔۔ تمہینہ بیگم نے رامین کو کہا۔۔

جی... جی۔۔ کچھ نہیں۔۔ رامین کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

رامین نے ٹیبل پر نظر ڈالی تو اسے ارسل نظر نہیں آیا۔۔

ارسل کہاں ہے۔۔ رامین کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔۔

رامین کی اس بات پر سب ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے۔۔

سموئٹ وائف۔۔ اپکا ہسبنڈ آپ کے سامنے ہے اور آپکو اپنے دیور کی پرواہ ہو رہی ہے۔۔ وہاج نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

رامین کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط بول گئی ہے۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے وہ سب موجود ہیں تو میں نے اس لیے کہا۔۔

رامین نے جوس کا گلاس ہونٹوں پر فوراً لگا لیا۔۔

کوئی بات نہیں.. رامین.. ارسال ابھی سو رہا ہے ابھی اجاتا ہے.. فرقان صاحب نے رامین کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا..

بات کرتے فرقان صاحب کے چہرے پر سہل وٹیں آگئیں تھیں انہوں نے اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے کہا..

رامین کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی ڈرامہ سیریل میں ہو جہاں ہر بات کو پہلے سے فکس کیا ہوتا ہے..

سارے اب ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے.. وہاں سامنے بیٹھا رامین کو کسی شکاری کی نظر سے دیکھ رہا تھا جو اپنا اگلا جال بچھانے کا سوچ رہا ہو..

ڈیڈ میں سوچ رہا ہوں کہ رامین کو کہیں سیر و تفریح کے لیے لے جاؤں..

وہاں کی یہ بات سن کر رامین کے حلقہ میں نوالہ پھس گیا رامین نے جلدی سے جوس کا گھونٹ لیا..

کیوں نہیں وہاں لے جاؤ اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے فرقان صاحب نے وہاں کی ہاں میں ہاں ملائی..

فرقان صاحب کی بات پر وہاں نے رامین کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا..

رامین کو اب ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے قربانی سے پہلے جانور کی اچھے سے دیکھ بھال کرتے ہیں ایسے ہی وہاں اس کے ساتھ کچھ کرنے والا ہے اور سب اس کا ساتھ دے رہے ہیں..

نہیں میں نہیں جاؤ گی.. کسی بھی صورت میں بھی نہیں.. راسین نے گہری سانس لیتے ہوئے سوچا..

سب ناشتہ کر کے فارغ ہو گئے تھے فرقان صاحب آفس کے لیے نکل گئے تھے ایشال کالج کے لیے..

راسین اٹھ کر کمرے کی طرف جانے لگی تو وہاج نے آواز دے کر روک لیا..
وائف سنو... راسین نے مڑ کر دیکھا..

تیار ہو جاؤ ہم نکل رہے ہیں.. وہاج نے راسین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..
کہاں... راسین نے کہا..

دوزخ میں... ظاہر سی بات ہے تم مجھے جنت میں تو لے کر نہیں جاؤ گی اپنے ساتھ تو میں ہی دوزخ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں..... وہاج کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی..
وہاج تم بھی نا کبھی سیدھی بات نا کرنا.. تمہینہ بیگم نے وہاج کو ڈانٹتے ہوئے کہا..
راسین نے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر کمرے کی طرف اگی..
کیا کرو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی.. یہ اب وہاج کیا کرنے جا رہا ہے میں نے نہیں جانا کوئی رستہ بھی تو نظر نہیں ا رہا..
راسین نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہی تھی..

بسمہ... ہاں بسمہ.. یہ صحیح رہے گا.. راسین نے بسمہ کو کال ملا دی..
ہاں ٹھیک ہے تم جلدی سے اجاؤ..

رامین نے بسمہ کو بھی بلا لیا...

رامین اب انکار نہیں کر سکتی تھی لیکن اکیلی جا بھی نہیں سکتی تھی اسے وہاں پر زرا بھی یقین نہیں تھا جو شخص گرگٹ سے بھی زیادہ رنگ بدلتا ہو تو اس کا یقین نہیں میں کیسے کر سکتی ہوں.. رامین نے دل میں سوچا



بسمہ نے ایان کو تیار کیا اور جبار صاحب کے گھر بتانے آگئی کہ وہ رامین کی کال پر اس کے گھر جا رہی ہے..

بسمہ جیسے گھر کے اندر داخل ہوئی تو اسے سامنے ڈرائنگ روم میں جبار صاحب کے ساتھ ارسل کو بیٹھے دیکھا..

بسمہ کے قدم وہی روک گئے..

جبار صاحب نے بسمہ کو دیکھ لیا تھا.. دونوں لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہے تھے.. بسمہ کو سامنے دیکھ کر جبار صاحب نے

لیپ ٹاپ کو بند کیا..

ارسل کی نظر بسمہ پر پڑی... بلیک لونگ شرٹ اور ٹروز میں ملبوس تھی.. بال کھولے تھے جو بسمہ کی شانوں کو چھو رہے تھے..

ارسل نے بسمہ کو دیکھتے ہوئے منہ نیچے کر لیا..

آؤ بسمہ بیٹی.. جبار صاحب نے کہا..

وہ انکل میں بتانے آئی تھی کہ میں رامین کی طرف جا رہی ہوں اس نے بلایا ہے کہیں جانے کا پروگرام ہے وہاں بھائی کے ساتھ.. بسمہ کی آواز وہاں کے نام پر آکر آہستہ ہو گی..

بسمہ کی اس بات پر ارسل نے بسمہ کو پھر پاؤں سے لے کر سمر تک دیکھا جیسے وہ بسمہ کے یوں جانے پر رضا مند نہ ہو..

بہت اچھے.. یہ تو اچھی بات ہے.. تم بسمہ ایسا کرو ارسل کے ساتھ چلی جاؤ یہ تمہیں چھوڑ دے گا..

کیوں ارسل.. جبار صاحب نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ارسل نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے جبار صاحب کو ہاں کہہ دیا..

ارسل کا اس طرح کے رویے سے بسمہ کو غصے ا رہا تھا..

”مجھتا کیا ہے خود کو.. یہ انکل نے بھی اسی کو کہہ دیا میں خود بھی جا سکتی تھی.. بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے دل میں سوچا..

ٹھیک ہے میں پھر گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں.. ارسل یہ کہہ کر جبار صاحب کے پاس سے اٹھ گیا..

جاتے ہوئے ارسل بسمہ کے پاس آیا جو ایان کے ساتھ دروازے کے پاس ہی روکی ہوئی تھی..

اگر آپ دوپٹہ لے لیں گی تو زیادہ بہتر ہو گا.. دوپٹے میں ہی عورت کی عزت ہوتی ہے...

ارسل نے بسمہ کو دھیمی آواز میں کہا اور پھر باہر کی طرف چلا گیا..

بسمہ ارسال کی بات سن کر وہی سکتے میں کھڑی رہی اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ ارسال کو کیا کہے۔

بسمہ نے غصے سے ایان کا ہاتھ پکڑا اور باہر جانے لگی۔ ایک لمحہ کے لئے بسمہ کو بھی خود میں کمی سی محسوس ہوئی۔

گردن پر ہاتھ رکھ کر وہ وہی روک گی۔

ارسال کی بات اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ جان گی تھی کہ اگر وہ دوپٹہ لے کر نا گی تو ارسال اور غصہ کرے گا پہلے ہی اس کا موڈ آف ہے۔

اففف۔۔ اللہ۔۔ کیا کرو۔۔ بسمہ نے غصے سے زمین پر پاؤں مارا۔

ایان تم جاؤ گاڑی میں بیٹھو میں آتی ہوں۔۔ بسمہ نے ایان کو ارسال کے پاس بھیج دیا۔ اور خود راسین کے کمرے کی طرف چلی گی۔

راسین کی کپڑوں کی الماری کھول کر وہ دیکھ رہی تھی کہ دوپٹہ کون سالوں اس کی نظر سرخ رنگ کے دوپٹے پر پڑی۔ بسمہ نے وہ دوپٹہ نکالا اور خود پر اوڑھ لیا۔ جاتے ہوئے اس کی نظر شیشے پر پڑی۔

آج سے پہلے بسمہ نے خود کو اتنے باوقار انداز میں نہیں دیکھا تھا جیتنی وہ آج دوپٹہ لے کر لگ رہی تھی۔

بسمہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اور وہ باہر نکل آئی۔

ارسل گاڑی میں بسمہ کا انتظار کر رہا تھا اس کی نظر سامنے آتی بسمہ پر پڑی.. دوپٹہ اوڑھے وہ گاڑی کی طرف آرہی تھی..

بسمہ کو دیکھ کر ارسل کے چہرے پر خوشی آگئی..

بسمہ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی..

شکریہ بات مانے کے لیے..

ارسل نے کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی..

ارسل بھائی آپ بھی ہمارے ساتھ چلے گئے نا.. ایان نے پچھلی سیٹ سے آگے کی طرف جھک کر ارسل کو کہا..

ایان کی بات پر ارسل نے مسکراتے ہوئے ایان کی طرف دیکھا..

ایان ابھی چھ سال کا تھا لیکن باتیں وہ ارسل سے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کر لیتا تھا..

کیوں نہیں چیمپ پہلے تو ارادہ نہیں تھا لیکن اب جانا ہی پڑے گا..

ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.. جو گاڑی کی شیشے سے باہر کی طرف دیکھ رہی تھی..

یہ ارسل کی ایان کی دوستی کب سے ہو گئی.. بسمہ ان دونوں کی باتیں سن سن کر حیران ہو رہی تھی سارے رستے دونوں میں سے کوئی بھی چپ نہیں ہوا تھا...

ارسل نے گاڑی گھر کے باہر ہی کھڑی کر دی تھی..

بسمہ گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی..

رامین چلو اب کتنی دیر لگاؤ گی.. وہاج نے رامین کو آواز دی..

رامین بسمہ کے میسج کا انتظار کر رہی تھی.. بسمہ نے گھر کے قریب آتے ہی رامین کو میسج کر دیا..

رامین سیڑھیوں سے اتر کر آرہی تھی... اتفاق سے رامین نے بھی بلیک سوٹ اور سمرخ دوپٹہ لیا ہوا تھا..

بسمہ گھر کے اندر داخل ہوئی..

اسلام علیکم وہاج بھائی... بسمہ نے وہاج کو سلام کرتے ہوئے بھائی کے لفظ پر خاصا زور دیا.. وہاج بسمہ کو دیکھ کر شکڈ ہو گیا..

آپ.. اس وقت یہاں.. وہاج نے سلام کا جواب دینے کی بجائے بسمہ سے سوال کر دیا.. جی میں نے بلایا ہے اسے رامین نے آگے بڑھ کر بسمہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا.. وہاج اب دونوں کو دیکھ رہا تھا ایک ہی سوٹ پہنے وہ دونوں وہاج کی طرف دیکھ رہی تھی.. مجھے نہیں لگتا آپ کو کوئی پرالہم ہو گی.. رامین نے وہاج کو کہا جو ابھی تک دونوں کو دیکھ کر شکڈ تھا..

بسمہ کو ایسے دیکھ کر وہاج کے سارے پلان پر پانی پھر گیا تھا..

نہیں.. نہیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے.. وہاج نے اپنی کنڈیشن کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا..

ہم بھی ریڈی ہیں.. ارسل ایان کو لے کر اندر آتے ہوئے کہا..

ارسل کو دیکھ کر وہاج کا منہ کھولے کا کھولا رہ گیا...

رامین نے ارسل کی طرف دیکھا اور پھر وہاج کی طرف.. کیونکہ اسے ابھی کچھ دیر پہلے بتایا گیا تھا کہ ارسل سو رہا ہے اور اب ارسل بسمہ کے ساتھ کیسے آگیا..

وہاج کو اب ساری کنڈیشن کو ہینڈل کرنا نہیں ا رہا تھا کہ وہ رامین کو کیا کہے جو اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی..

آگے ارسل مجھے لگا تم سو رہے ہو.. یہ تو اچھا ہو گیا سب آگے ہیں بہت انجوائے کریں گے..

وہاج نے ارسل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

ہمممم.. ٹھیک کہا تم نے.. ارسل نے کہا..

چلو اب چلتے ہیں.. وہاج یہ کہہ کر جلدی سے باہر آگیا..

کیا ہوا رامین بھابھی.. کچھ ہوا ہے آپ ایسے مجھے کیوں دیکھ رہی تھیں.. ارسل نے رامین کو کہا..

ہاں.. نہیں.. نہیں کچھ نہیں ہوا چلو چلتے ہیں... رامین یہ کہہ کر گھر سے باہر نکل آئی..

♡♡ — — — — ♡♡

ویلکم مس لیڈی کلیر... آپ کو یہ اپنا نیا گھر پسند آیا..

حمزہ نے مایا کی آنکھوں سے پٹی اتراتے ہوئے کہا..

مایا کے چہرے پر خوف صاف نظر ا رہا تھا..

پہچانا مجھے.. حمزہ نے کرسی کی سائیڈ تبدیل کی اور مایا کے سامنے رکھتے ہوئے اس پر بیٹھ گیا نظر مایا کے چہرے پر تھی..

ویسے تم اپنے آپ کو بہت سمارٹ سمجھتی ہوں نا.. لو دیکھو اب کہاں ہو.. میں نے کہا تھا تمہارے پاس کو کہ مرو گے تم سب لیکن کیا کریں نافرمانی تو آپ لوگوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے..

مایا کے بال کھول کر اس کے چہرے پر پڑے ہوئے تھے پورے ایک دن کی بھوکی پیاسی تھی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھی..

تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے.. مایا نے اپنے خشک حلق سے آواز نکالتے ہوئے کہا.. اوہو.. کب سمجھو گی تم.. ہم کسی کا بگاڑتے نہیں ہیں ہم تو سب کو سنوارتے ہیں.. یہ بات پتہ نہیں آج تک کیوں نہیں تم لوگ سمجھ سکے..

حمزہ نے مایا کی طرف دیکھا جو نیند کے جھونکے لے رہی تھی.. حمزہ نے پاس کھڑی عورت کو اشارہ کیا..

اس نے گلاس پانی کا مایا کے منہ پر پھینکا.. پانی پڑتے ہی مایا کی آنکھیں کھول گئی.. دیکھو.. عورت پر ہاتھ اٹھانا ہمیں زیب نہیں دیتا.. اس لئے تم ابھی ٹھیک حالت میں موجود ہو تو اس لیے تمہارے لیے بہتر یہی ہو گا کہ سب سچ سچ بتا دو.. اس میں ہی تمہاری بھلائی ہے اور اگر تم اس انتظار میں ہو کہ تمہارا باس تمہیں اکڑ بچائے گا تو یہ تمہاری بھول ہے وہ خود کسی چوہے کی طرح چھپ کر بیٹھا ہو گا..

تو بہتر یہی ہے بول دو سب شاباش..

حمزہ نے مایا کو کہا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں..

میں مر جاؤں گی لیکن تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی اور لیری بلیک ضرور آئے گا.. وہ تم سب کو پھاڑ کر رکھ دے گا.. تم لوگ بچ نہیں سکو گے.. حمزہ کی باتوں سے مایا کے اندر غصہ بھر رہا تھا..

مایا کی اس بات پر حمزہ کے چہرے پر مسکراہٹ اگی حمزہ پہلے ہنسا پھر مایا کی طرف دیکھا..

بہت ضدی ہو... میں نے کہا تھا نا کہ ہم مردوں کو عورتوں پر ہاتھ اٹھانا زیب نہیں دیتا..

لیکن عورتوں کی لڑائی میں تو سب چلتا ہے نا.. تو اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس کے ساتھ لڑو گی یا بتاؤ گی.. حمزہ نے مایا کے پاس کھڑی عورت کی طرف اشارہ کیا.. جو کسی باڈی گارڈ کی طرح نظر آرہی تھی..

مایا نے سر اٹھا کر اس عورت کی طرف دیکھا اور پھر ہانپتے ہوئے حمزہ کی طرف دیکھا..

ایسے نا دیکھو.. تم نے خود ہی چوز کیا ہے یہ تمہارے پاس ایک گھنٹہ ہے اگر نہیں بتاؤ گی تو میں بھی اسے نہیں روک سکتا.. حمزہ نے اس عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرسی سے اٹھ گیا..

اور ہاں میری ایک بات یاد رکھنا اگر تمہارے لیری بلیک نے تمہیں پہچانا ہوتا تو وہ ایک دن بھی نہیں گزرتا..

جیسے میجر زارون نے کچھ گھنٹے بھی انتظار نہیں کیا تھا اب سب تم پر ہے اپنے آپ کو بچاتی ہو یا اپنے باس کو بچا کر خود پھانسی پر چڑ جاو گی کیونکہ معافی تو ملنے والی نہیں اب تمہیں .. حمزہ نے جاتے ہوئے مایا کو کہا اور کمرے سے باہر آگیا..

مایا حمزہ کی بات سن کر اس عورت کی طرف دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی..

کمینہ لیری.. مایا کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا..



وہاں ان سب کو سمندر کی طرف لے گیا...

وہاں سب نے لپچ کیا اور پھر باتوں میں مصروف رہے وہاں بار بار اپنے موبائل کی طرف دیکھ رہا تھا..

وہاں کسی کی کال آئی ہے کیا..

نہیں.. تو.. وہ ڈیڈ کی کال آئی تھی میں اٹھا نہیں سکا اب کال کی تو وہ ریسو نہیں کر رہے بس وہی دیکھ رہا ہوں..

ہمممم اچھا.. تم کہو تو میں کال کر لو.. ارسل نے وہاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

نہیں.. نہیں ضرورت نہیں.. خود ہی کر لیں گے.. وہاں نے مختصر سا جواب دیا..

اوکے ٹھیک ہے.. ارسل نے کہا..

سب ابھی ریسٹورنٹ میں ہی تھے کہ ویٹر نے ایک اور پھولوں کا گلدستہ لا کر رامین کے سامنے رکھ دیا۔

رامین نے پھولوں کے گلدستے کو دیکھا اور پھر بسمہ کی طرف۔

یہ پھول... ارسل نے بسمہ اور رامین کی طرف دیکھ کر کہا۔

اوہو.. یہاں بھی پھول آگے.. وہاں نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔

بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھا جو اپنے سوال کا جواب ملنے کا انتظار کر رہا تھا۔

مجھے نہیں پتہ کس کے ہیں شاید کوئی غلطی سے یہاں دے گیا ہے.. رامین فوراً بول پڑی۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی غلطی سے دوبارہ پھول دے جائے.. وہاں نے فوراً رامین کی بات کا

جواب دیا۔

صبح تو بسمہ نے بھیجے تھے.. رامین نے جب بسمہ کا کہا تو بسمہ ایک دم چونک گئی اور ساتھ ہی

سمجھ گئی۔

ہاں وہ تو میں نے بھیجے تھے.. بسمہ نے فوراً رامین کی بات میں ہاں ملائی۔

ایکسوزمی.. ارسل نے ویٹر کو بلایا۔

جی سر.. ویٹر نے آکر کہا۔

یہ آپ شاید غلط ٹیبل پر دے گئے ہیں یہاں سے لے جائیں.. ارسل نے ویٹر کو کہا۔

سوری سر یہ پھول اسی ٹیبل کے لیے رکھے گئے تھے۔

جب ہم کہہ رہے ہیں کہ یہاں کسی کے لیے نہیں ہیں تو آپ کسیے اتنے یقین کہ ساتھ کہہ سکتے ہیں۔۔ ارسل کی آواز اب ویٹر پر اونچی ہو گی۔۔

کہاں ہے آپ کے منیجر میری بات کروا۔۔ ارسل اٹھ کھڑا ہوا۔۔

راین اور بسمہ کی تو جیسے جان ہی نکل گی

کہ یہ سب تماشا یہاں کیوں ہو رہا ہے اور اب کیا بنے گا۔۔

وہاج اپنی تھوڑی پر ہاتھ رکھے بڑے پر سکون ہو کر ارسل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ارسل نے جب منیجر سے بات کرنے کو کہا تو وہاج نے ارسل کو بیٹھنے کا کہا۔۔

ارسل یار بیٹھ جاؤ ہو سکتا ہے کہ یہ ٹیبل پہلے کسی اور نے بک کروائی ہو وہ نا اس کے ہوں اور یہ پھول اسی کے ہوں۔۔

وہاج کی بات پر ارسل نے ویٹر کی طرف دیکھا۔۔

یہ اٹھا اور لے جاؤ یہاں سے۔۔

ویٹر نے پھول اٹھائے اور وہاں سے چلا گیا۔۔

وہاج ارسل کی طرف دیکھ رہا تھا کہ پھول راین کو آئے ہیں تو ارسل اتنا غصہ کیوں کر رہا ہے۔۔

بسمہ اور راین کی شکل زرد پڑ رہی تھی۔۔ ارسل نے ایک نظر بسمہ پر ڈالی جو پریشانی میں اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔۔

ارسل وہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی بات ہے۔۔

وہاج کا یوں خاموش رہنا ارسل کے دماغ میں کئی سوال اٹھا رہا تھا..

ہم سب واپسی پر بابا جان کے گھر جائیں گے انہوں نے کہا تھا آنے کا.. راسین نے ماحول کو تبدیل کرنے کے لیے بات کر دی جب کہ جبار صاحب کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی ہی نہیں تھی..

نہیں مجھے کام ہے میں نہیں جا سکوں گا.. وہاج نے صاف انکار کر دیا..
کیوں وہاج بھائی آپکو اپنی وائف کی خوشی سے بڑھ کر بھی کام زیادہ عزیز ہے.. بسمہ نے وہاج کو بات لگا دی..

نہیں ایسی بات نہیں ہے.. چلو ٹھیک ہے چلے جائیں گے.. وہاج کو مجبوراً کہنا پڑا..
ارسل سب کی شکلوں کو دیکھ رہا تھا.. جس پر عجیب سی حالت تھی..
ارسل نے موبائل اٹھایا اور بسمہ کو میسج لکھا..

مجھے ساری بات جانی ہے اور کوئی جھوٹ نہیں چلے گا مجھے سب سمجھ آگئی ہے.. اوکے..
اور بسمہ کو سنڈ کر دیا..

بسمہ کے موبائل پر میسج کی ٹون بجی تو وہ سمجھ گئی کہ ارسل نے کوئی میسج کیا ہے..
لنچ سے فارغ ہو کر سب جبار صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے
راسین کا دل ڈوب رہا تھا ایک عجیب سی گھبراہٹ تھی جو اسے بھی سمجھ نہیں رہی تھی..
راسین نے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی جیسے جیسے جبار صاحب کا گھر
نزدیک آ رہا تھا راسین کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی..

جاری ہے * **** *

انسان زندگی میں جس کو اپنے بہت قریب پاتا ہے اسکی تکلیف اور اس کے ساتھ ہونے والا ہر دکھ کو وہ اپنے دل کے اندر محسوس کرتا ہے..

رامین کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا جب وہ اپنے بابا جان کے گھر بھیڑی ڈرائنگ روم میں ان کا انتظار کر رہی تھی سب موجود تھے لیکن رامین کو اپنی بڑھتی ہوئی بے چینی سے مجھ نہیں ارہی تھی..

وہاج کال اٹینڈ کرنے باہر گیا تھا ارسل کچن میں بسمہ کی چائے بنانے میں مدد کر رہا تھا جب اسے ایان کے رونے کی آواز آئی..

اسے کیا ہوا ہے بسمہ بے اختیار کمرے کی طرف مڑی..

ایان کا رو کر برا حال تھا..

بسمہ نے آگے بڑھ کر ایان کو گلے لگایا..

کیا ہوا ہے ایان تم اتنے رو کیوں رہے ہو.. بسمہ نے ایان کی کمر پر پیار سے تپتی دیتے ہوئے کہا..

رامین بھی اٹھ کر پاس آگئی..

وہ... وہ... وہ.. انکل.. ایان کی ہچکی بندھی ہوئی تھی..

کون انکل.. وہاج.. رامین نے ایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

جس کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا..

نہیں.. جبار انکل... ایان نے کہا اور بسمہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا..
 رامین کو جو پتھلے کچھ وقت سے دل میں بے چینی اٹھ رہی تھی وہ اب اس کے اوپر پہاڑ بن کر
 ٹوٹ پڑی تھی سب ایان کی بات سن کر سسٹمی روم کی طرف بھاگے ایان نے روتے
 ہوئے سسٹمی روم کی طرف اشارہ کیا..

روم کا دروازہ کھولا تھا روم کی چیزیں الٹ پلٹ پڑی تھی جبار صاحب کے جوتے ان کے پاؤں
 میں نہیں تھے پاؤں کے ناخن کسی چیز کے ساتھ لگنے سے ان میں سے خون نکل رہا تھا اور وہ
 اوندھے منہ ٹیبل پر پڑھے تھے جیسے کسی نے زمین سے اٹھا کر انہیں وہاں بیٹھا دیا ہو..
 بابا جان.. رامین کے منہ سے چیخ کے ساتھ نکلا..

ارسل نے فوراً آگے بڑھ کر جبار صاحب کو سیدھا کیا ان کی گردن کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اگلے
 لمحے ہی جیسے ارسل کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے..
 اس نے جلدی سے ایمبولینس کو کال کی..

رامین اپنے بابا جان کا سر اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی آنکھوں میں اسکے برسات جاری تھی..
 بسمہ ایان کو اپنے ساتھ چپکائے بے سود دروازے پر کھڑی تھی.
 رضیہ بیگم بت بنے جبار صاحب کو دیکھ رہی تھی جو اب ان کے ساتھ نہیں تھے..
 جبار صاحب کا رنگ نیلا پڑ چکا تھا..

ایک پل ایک لمحہ یا ایک سیکنڈ میں کیا ہو گیا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اپنے بابا جان کا انتظار کر رہی تھی اور وہ اس سے ملے بغیر چلے گئے جہاں سے اب وہ کبھی بھی نہیں اسکتے تھے۔

کوئی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگائے گا آپ لوگ باہر آجائیں۔۔ ارسل نے سب کو کہا لیکن سب بت بنے اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے۔

ایمبولینس اچکی تھی۔۔ اور ساتھ پولیس بھی۔۔ جبار صاحب کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا رامین رضیہ بیگم اور بسمہ ان کے پیچھے چل گئی تھی۔۔ ارسل ابھی پولیس والوں کے ساتھ تھا۔۔ ارسل کو پتہ چل چکا تھا کہ ہسپتال جانے کا فائدہ نہیں ہے جبار صاحب نے گھر میں ہی دم توڑ دیا تھا۔

یہ کوئی طبعی موت نہیں تھی جبار صاحب کے حیلے اور روم کی حالت دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا۔

لیکن کون۔۔ کون ہو سکتا ہے جو جبار صاحب جیسے انسان کی جان لے۔۔ جن کی تعریفیں آج تک سب لوگ کرتے ہیں کوئی جھگڑا نہیں کوئی دشمن نہیں۔۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جبار صاحب کا تعلق ان لوگوں سے تھا جو اعلیٰ گھروں کے اور با اثر تھے وہ جیتنی عزت جبار صاحب کی کرتے تھے ان کے جانے والے سب کو پتہ تھا۔

پولیس کی تفتیش ختم ہونے کے بعد سڈی روم کو بند کر دیا گیا تھا وہاں دو پولیس والے کھڑے کر دے گئے تھے۔

ارسل اب ہسپتال پہنچ گیا تھا۔۔۔ رابین کی رو کر حالت بری ہو گی تھی دو بار رابین بھوش ہو چکی تھی ابھی بھی ڈاکٹر نے اسے نیند کا انجکشن لگایا تھا کہ جب تک جبار صاحب کا پوسٹ مارٹم نہیں ہو جاتا تب تک وہ سوئی رہے۔۔

بسمہ کے والدین یہاں نہیں تھے وہ بھی خبر پہنچتے ہی جلدی سے جلد آنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

رضیہ بیگم سکتے میں تھی ان کی آنکھوں سے ایک بھی آنسو نہیں نکالا تھا وہ ایک جرنیل کی بیوی تھی لیکن یوں اچانک اس طرح جبار صاحب کی موت نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

ان سارے حالات میں کسی کو یاد ہی نہیں رہا کہ فرقان صاحب کو بھی بتایا جائے۔۔

ارسل نے ہسپتال پہنچتے ہی فرقان صاحب کو جبار صاحب کی موت کی خبر دی پہلے وہ شکڈ ہوئے پھر انہوں نے آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

بسمہ وہاں کہاں ہے۔۔ ارسل نے بسمہ کے پاس آکر کہا جو بے جان سہی کرسی پر بیٹھے دیوار کو دیکھ رہی تھی۔۔

شاید وہ جبار صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کو یاد کر رہی تھی اس لیے بسمہ کے کانوں میں ارسل کی آواز نہیں پڑی۔۔۔

ارسل کے دو چار بار بلانے پر جب بسمہ نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تو ارسل نے اسے کندھے سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔۔

بسمہ اپنے آپ کو سنبھالو اس وقت تمہیں ہر ایک کو دیکھنا ہے۔۔

بسمہ نے ارسل کی بات پر اس کی طرف دیکھا دو آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر بسمہ کے رخسار پر گر گئے۔۔

ارسل نے اس وقت بسمہ کو چپ کروانا مناسب نہیں سمجھا یہ وہ وقت تھا جب ارسل کو بسمہ کے آنسو تکلیف نہیں دے رہے تھے بلکہ وہ یہی چاہ رہا تھا کہ وہ رو لے اس کے اندر کا غبار آنسو کے پانی میں بہہ جائے۔۔۔

بسمہ رامین کو تمہاری ضرورت ہے خود کو سینجھالو۔۔ اور اس کے پاس جاو ہم کچھ دیر بعد جبار انکل کو گھر لے آئیں گے۔۔

ارسل کے پاس باتوں سے تسلی دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔۔

اس کے لیے صدمے سے زیادہ یہ جاننا ضروری تھا کہ جبار صاحب کو ہوا کیا تھا۔۔۔
ارسل نے وہاج کو بہت دفعہ کال کی پہلے تو اس کا نمبر پر بیل جا رہی تھی لیکن کچھ ٹائم کے بعد اس کا نمبر بند تھا

عجیب بندہ ہے ایک تو بغیر بتائے چلا گیا اور اب فون نہیں اٹھا رہا۔۔ ارسل نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔



جبار صاحب کو ہسپتال سے گھر منتقل کر دیا گیا تھا ان کی آخری رسومات چل رہی تھی۔۔ گھر میں ایک سانٹا تھا فرقان صاحب کی فیملی بھی اگی۔۔

جبار صاحب کی موت کی خبر نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا فرقان صاحب کے چہرے پر ایک رنگ جا رہا تھا ایک اربا تھا..

سب نے جبار صاحب کا جنازہ ادا کیا اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے..

فرقان صاحب کی فیملی بھی زیادہ دیر نہیں روکی ایک تو ان کا بیٹا غائب تھا دوسرا جبار صاحب کے معاملے میں پولیس ان سے بھی پوچھ گچھ کرنے والی تھی جو ان کے لیے بہت مشکل وقت تھا..

سب جا چکے تھے رامین اپنے ارد گرد اپنی بازو کا حصار بنائے بیٹھی تھی.. رضیہ بیگم نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا..

اس کی وجہ جبار صاحب کا وہ وعدہ تھا جو انہوں نے رضیہ بیگم سے شادی کے وقت لیا تھا... میرے مرنے پر تم ایک بھی آنسو نہیں بہاؤ گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میری موت طبعی ہونے کے امکانات بہت کم ہیں..

شاید جبار صاحب کو اپنی موت کا پہلے سے علم تھا..

لگے ہی دن جبار صاحب کا ختم تھا.. ختم سے فارغ ہو کر سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے شام کا وقت تھا جب ارسل کے نمبر پر ڈاکٹر کی کال آئی تھی.

فون اٹھاتے ہی ارسل گھر سے نکل گیا

بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھا.. لیکن کچھ کہہ نہیں سکی...

ہسپتال میں جاتے ہی ارسل پر ایک اور بم پھٹ گیا..

جیسے ہی ارسل کے ہاتھوں میں جبار صاحب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آئی..

ارسل صاحب جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ جبار صاحب کی موت نا کوئی حادثہ تھا اور نا طبعی موت تھی..

ان کا قتل کیا گیا تھا.. جبار صاحب کا سانس بند کیا گیا تھا جس سے ان کی موت ہوئی اور جس نے بھی یہ سب کیا ہے اس سے بچنے کے لیے جبار صاحب نے بڑی ہمت دکھائی تھی جسکی وجہ سے ان کے پاؤں پر کافی چوٹیں آئی ہیں...

ڈاکٹر ارسل کو بتا رہا تھا لیکن ارسل کے دماغ میں بہت سے سوال چل رہے تھے وہ ڈاکٹر کی بات مکمل ہوئے بغیر وہاں سے نکل آیا تھا...



آرمی کی حراست میں مایا نے سب کچھ اگل دیا تھا لیکن لیری بلیک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اس کا ٹھکانہ کہاں ہے وہ کہاں رہتا ہے وغیرہ وغیرہ..

کراچی میں ہونے والے بم دھماکے میں کون کون تھا اور

جے ڈی کیا کام کرتا تھا یہ سب مایا نے ریکارڈ کر وا دیا تھا..

آرمی کے لوگ اب ہر جگہ پر لیری بلیک اور جے ڈی کو ڈھونڈ رہے تھے بہت سی جگہوں پر چھپا بھی مارا گیا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آیا...

یہ خبر لیری بلیک اور جے ڈی تک پہنچ چکی تھی اب وہ دونوں اپنے بل میں چھپے بیٹھے تھے..

لیری بلیک جے ڈی کی نسبت ریلیکس تھا کیونکہ کہ مایا نے لیری بلیک کا آرمی والوں کو زیادہ نہیں بتایا تھا اور اسی بات کا دکھ جے ڈی کو آرام سے بیٹھنے نہیں دے رہا تھا۔

جے ڈی بھی آخر مافیا کا ایک نام تھا۔ اس نے اپنے لوگوں کے ساتھ مل کر لیری بلیک کو پھنسانے کا پلان بنا چکا تھا۔

بس اس پر عمل کرنا باقی تھا۔



ہسپتال سے نکالتے ہی ارسل کو وہاج کی کال آگئی تھی۔

یار کہاں ہو تم تمہارا کچھ آتا پتہ نہیں ہے تمہیں پتہ بھی ہے کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ ارسل نے کال اٹھاتے ہی وہاج پر برس پڑا۔

یار آرام سے سن تو لو میرے ساتھ ہوا کیا ہے۔ وہاج نے ارسل کی بات پر جواب دیا۔

ارسل بھول ہی گیا تھا کہ وہ وہاج سے پوچھ کے کہ وہ کہاں تھا اور کیا ہوا اس کے ساتھ۔ ہاں بولو۔ ارسل نے کہا۔

میں کسی کام سے باہر آیا تھا میرے ساتھ ٹریجڈی ہو گئی تھی میں شاپ پر تھا اور جب شاپ پسے باہر آیا تو میری گاڑی میرا سامان سب وہ چور لوگ لے گئے۔ ساری رات میں تھانے بیٹھا رہا۔ فون کی بیڑی ختم تھی ابھی گاڑی کا پتہ چلا ہے تو تھانے سے نکل کر رہا ہوں۔

ارسل خاموشی سے وہاج کی بات سن رہا تھا۔

تمہیں پتہ ہے کہ جبار انکل کی موت ہو گئی ہے۔ وہاج کی بات مکمل ہونے پر ارسل نے بتایا۔

واٹ... کیسے.. کب.. یار یہ کب ہوا.. او شیٹ.. راین کیسی ہے۔

وہاج نے ایک ہی سانس میں اتنے سوال کر دے..

تم گھر آؤ تو میں سب بتا دیتا ہوں.. اور راین کو بھی ریکھ لینا..

یہ کہہ کر ارسل نے فون بند کر دیا..

وہاج ارسل کے فون بند ہوتے ہی کچھ دیر بعد ہی جبار صاحب کے گھر میں تھا..

اندر آتے ہی وہاج نے راین کی طرف دیکھا جو گھم سم بھیٹی تھی وہاج پر نظر پڑتے ہی راین نے منہ پھیر لیا..

کون اتنا سفاک ہو سکتا ہے کون اتنا سنگ دل ہو سکتا ہے جو اپنی بیوی کے باپ کے مرنے پر نہیں آیا خبر تک نہیں لی..

راین کو ایسے دیکھ کر وہاج سمجھ چکا تھا کہ اس نے کیا کر دیا ہے.. لیکن ابھی بھی وہ ٹینشن سے فری تھا اسے پتہ تھا کہ کچھ دن تک سب نارمل ہو جائے گا..

لیکن یہ اسکی کی بھول تھی کہ سب نارمل ہو گا..

وہاج رضیہ بیگم سے معذرت کے ساتھ تعزیت کر رہا تھا.. معاملہ اس حد تک خراب ہو جائے گا

وہاج کو پتہ نہیں تھا جب اچانک ایک پولیس والے نے آکر وہاج کو اپنے ساتھ آنے کا کہا..

وہاج نے سر اٹھا کر پولیس والے کی طرف دیکھا اور پھر پیچھے آتے ہوئے ارسل کو..

یہ سب کیا ہے..؟؟

وہاج نے ارسل کی طرف دیکھا..

کچھ خاص نہیں پولیس کی کچھ انکوائری ہے وہ کرنی ہے سب سے کی ہے.. ارسل نے وضاحت دی..

لیکن انکوائری کیوں وہاں کا اگلا سوال جس کے جواب نے وہاں کو ہلا کر رکھ دیا.. جبار انکل کا قتل ہوا ہے اس لیے.. ارسل نے کہا..

واٹ.. وہاں کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ا رہا تھا کہ ارسل کیا کہہ رہا ہے.. لیکن اس میں مجھے کیوں انول کیا جا رہا ہے.. وہاں کا لہجہ اس بار قدر کرخت تھا.. تمہیں انول نہیں کیا جا رہا.. یہ سب سے پوچھا گیا ہے اور پھر کل رات سے تم.. ارسل کہتے ہوئے روک گیا..

وہاں معاملے کی نویت سمجھ گیا تھا.. اس لیے وہ کچھ کہے بغیر پولیس والوں کے ساتھ چلا گیا.. ارسل نے بسمہ کو باہر آنے کا کہا..

تھوڑی دیر بعد ارسل اور بسمہ باہر گارڈن میں تھے..

بسمہ اب میں تم سے جو جو پوچھوں گا وہ تم نے سچ سچ مجھے بتانا ہے.. شروع سے لے کر آخر تک.. یہ تو میں جان چکا ہوں کہ رامین بھابھی کو کوئی تنگ کر رہا ہے وہ کون ہے تم اسے جانتی ہو کیا جبار انکل کی موت کی وجہ وہ تو نہیں..

ارسل کہ منہ سے سب باتیں سن کر بسمہ کے دماغ میں ایک جھٹکا لگا..

یہ بات بسمہ کے دماغ میں کیوں نہیں آئی.. بسمہ اپنی عقل کو کوس رہی تھی.. اور چپ کیے ارسل کی طرف رہی تھی..

بسمہ کو ایسے چپ دیکھ کر ارسل پھر بولا..

دیکھو.. پہلے ایک ایکسیڈنٹ رامین بھا بھی کا.. پھر اس دن ریسٹورنٹ میں پھول والا معاملہ اور اب جبار صاحب کی موت.. دیکھو اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گی تو اتنے نقصان کے بعد کوئی اور بڑا نقصان نا ہو جائے تو بہتر ہے تم مجھے سب بتا دو..

بسمہ جو مسلسل ارسل کی جانب دیکھ رہی تھی ایک گرمی سانس کے ساتھ بولی..
 رامین کو کوئی آج سے تنگ نہیں کر رہا یہ سب اس دن سے شروع ہوا تھا.. بسمہ نے اس شادی کی مہندی والی رات سے لے کر اب تک جو بھی ہوا سب بتا دیا..
 بسمہ بولتی جا رہی تھی اور ارسل کی حیرت کی انتہا ہوتی جا رہی تھی..
 رامین نے وہاں کو نہیں بتایا یہ سب.. ارسل کے منہ سے بس یہ ہی نکل سکا..
 نہیں.. بسمہ نے مختصر سا جواب دیا..

کیوں... ارسل نے ساتھ ہی ایک اور سوال کر دیا..

کیوں.. یہ کیوں بھی کیتنا عجیب ہوتا ہے نا انسان کی ساری توقعات پر پانی پھر دیتا ہے..
 وہاں نے رامین کو آج تک اپنی بیوی تسلیم کیا ہی نہیں ہے وہ اس کے لیے شادی ایک سمجھوتہ ہے بس..

بسمہ کے ایک انکشاف کے بعد دوسرا.. ارسل کو اس اندھے کنواں میں دھکیل رہا تھا جس میں روشنی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا..

تم نے مجھے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا.. ارسل نے ایک سرد آہ لی اور کہا

ارسل کے اس سوال پر بسمہ کی طرف سے خاموشی تھی..

ارسل سمجھ گیا تھا کہ وہ اب مزید کچھ نہیں کہہ پائے گی آنسو اس کے آنکھوں میں جو پل باندھ کر روکے ہوئے تھے وہ اب ٹوٹ چکا تھا..

راہین بھابھی نے اتنا کچھ برداشت کیا اور اف تک نہیں کی.. ارسل نے بسمہ کی طرف ایک نظر ڈالی اور پھر اس کے ہاتھوں کو جو کانپ رہے تھے..

ارسل کی ہمت ہونے کے باوجود وہ بسمہ کے ہاتھ پکڑ نہیں سکا... وہ بسمہ کے اندر ہمت پیدا کر رہا تھا کہ وہ خود کو سنبھال سکے..

مجھے تمہاری مدد چاہیے ہو گی اور تمہارا یقین بھی.. ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ارسل کی اس بات پر بسمہ نے اپنی ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے..

کیسی مدد.. بسمہ نے گلے کو صاف کرتے ہوئے کہا..

ارسل نے اسے جو جو کہا اسے سنتے ہی بسمہ کی آنکھیں پھیل گئی تھیں وہ کیا سمجھ رہی تھی اور کیا ہو رہا تھا..

ارسل کی ساری باتیں سننے کے بعد بسمہ کو اس بات کی تسلی تو ہوئی کہ اب جبار انکل کے قاتل اب بچ کر نہیں جا سکتے..



جبار صاحب کو فوت ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا.. معاملات وہی کے وہی تھے جبار صاحب کی موت کی وجہ معلوم تو ہو چکی تھی پر ان کے قاتل کا نہیں پتہ چلا تھا..

فرقان صاحب کے گھر کے حالات بھی کچھ ٹھیک نہیں تھے تہمینہ بیگم کا چہرہ اترا ہوا تھا۔۔
فرقان صاحب کی پریشانی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔۔ پولیس آئے دن فرقان صاحب کے گھر
کے چکر لگا رہی تھی۔۔

اسکی وجہ کچھ اور نہیں تھی وہ وجہ وہاج کی اس دن اور پوری رات غائب ہونا تھا جو لاکھوں
کوششوں کے باوجود بھی پولیس تسلی نہیں کر پا رہی تھی۔۔ وہاج کا پاسپورٹ بھی حراست میں
لے لیا گیا تھا۔۔

رامین کو بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا اس کا کہنا تھا کہ اگر وہ بے گناہ ہے تو سب
کا سامنا کرے اور اس کیس کو حل کرنے کے لیے پولیس کا ساتھ دے۔۔

رامین کی طرف سے وہاج علوی کے گھر جانے کا ارادہ ترک ہو چکا تھا اور وہ ویسے بھی وہ اپنی
امی کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔۔

فرقان صاحب اور تہمینہ بیگم کے لاکھ اصرار پر وہ نہیں گی آخری بات رامین کی تھی کہ جب تک
اس کے بابا جان کے قاتل نہیں پکڑے جاتے وہ یہاں سے کہیں بھی نہیں جا سکتی۔۔

اب سب صورتحال کو ارسل کے ساتھ ساتھ وہاج بھی دیکھ رہا تھا جہاں ارسل مصروف ہوتا وہاں
وہاج جا کر پولیس والوں کی طرف سے آنے والی معلومات کی تصدیق کر لیتا تھا۔۔

وقت انسان اور انسان کے اندر چھپے ہوئے حیوان کو سب کے سامنے لے ہی آتا ہے اور یہی
کچھ ارسل کے ساتھ بھی ہونے والا تھا۔۔

آج وہ اسی پولیس سٹیشن گیا تھا جہاں فرقان صاحب آتے تھے۔۔

ارسل نے ایس ایچ او کے ساتھ ملاقات کے بعد آج پہلی بار ظفر سے ملاقات کی تھی..
اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے..
ظفر کا چہرہ پیلا پڑا ہوا تھا..

کچھ نشے کرنے سے اور کچھ ارسل کو اپنے سامنے دیکھ کر..
چہرے کی ہڈیاں تھی جو باہر کو نکلی ہوئی تھی منہ پر صرف بھیانک پرچھائی تھی.. گناہوں کا اثر
تھا..

ارسل پہلے ظفر کو غور سے دیکھتا رہا پھر ہمت کر کے اس نے ظفر سے بات کی..
آپ سید فرقان علوی کو کیسے جانتے ہیں.. ارسل نے اپنے ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور کرسی پر
ٹیک لگائے وہ ظفر کی آنکھوں میں دیکھ کر بات کر رہا تھا..
ارسل کے منہ سے فرقان علوی کا نام سن کر ظفر کے چہرے کا گوشت مزید اندر کی طرف
گھس گیا..

آنکھوں میں خوف اور چہرے پر پریشانی صاف واضح تھی..
وہ ایک لمحہ کے لئے روکا اور کچھ کہے بغیر وہاں سے اٹھنے لگا..
آپ میری بات کا جواب دیے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے یہ آپ کو بھی معلوم ہے.. ارسل
کی بات پر ظفر جو کرسی سے اٹھا تھا دوبارہ بیٹھ گیا...

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میری بات کا جواب صاف صاف دیں نہیں تو آپ کو ایس ایچ او صاحب نے بتا دیا ہو گا کہ اس کے بعد آپ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے تب آپ کے سید فرقان علوی صاحب بھی آپ کو نہیں بچا سکے گے۔۔

ارسل کے لہجے میں اتنا اعتماد اور یقین تھا کہ ظفر کو لگا کہ وہ اگر چپ رہا تو جان سے چلا جائے گا۔۔

ظفر نے ایک نظر ارسل پر ڈالی اور ایک نظر اپنے سامنے رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر پر۔۔
 ارسل ظفر کے بولنے کا منتظر تھا۔۔ کچھ لمحے بعد ہی ارسل کے کانوں میں ظفر کی آواز آئی۔۔
 اور ساتھ ہی ظفر کے بتائے ہوئے انکشافات کو سن سن کر ارسل کا رنگ سرخ ہو رہا تھا اس کے کانوں کی لو تک سرخ ہو گی آنکھوں میں نمی اور غصے کی ملی جلی کیفیت موجود تھی۔۔
 ظفر بغیر کسی وقفے کے ارسل کو اپنے اور فرقان علوی کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔

ظفر کی باتیں سن کر ارسل کو اپنے گلے اندر میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔ ایک پھندا تھا جو حلق میں اٹک گیا تھا۔۔۔

ارسل وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا وہ پچھتا رہا تھا کہ یہاں آکر۔۔ کاش وہ اس دن تایا فرقان کو پولیس سٹیشن سے نکلتے نہ دیکھتا اور آج اسے یہ سب کچھ نہ سنے کو ملاتا۔۔۔
 ظفر اپنی بات مکمل کر چکا تھا۔۔ اور پولیس کا آدمی اسے دوبارہ اندر لاک اپ میں لے گیا تھا۔۔

ارسل نے ٹیبل پر رکھے ریکارڈ کو پکڑا اور بجلی کی رفتار سے باہر نکل آیا.. باہر آتے ہی ارسل نے گہرا سانس لیا گاڑی میں بیٹھ گیا گاڑی میں بیٹھتے ہی ارسل کے گلے میں پھنسا ہوا پھندا کھول گیا اور آنسو کا ایک سیلاب ارسل کی آنکھوں سے اُڈ آیا...

اس کے کانوں میں ظفر کی آواز بار بار گونج رہی تھی
تمہارے ماں باپ کو قتل کیا گیا تھا.. قتل کیا گیا تھا.. آج تک جیسے وہ اللہ کی رضا سمجھ کر صبر کر کے بیٹھا تھا آج اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس کے ماں باپ کی رحمت اور شفقت سے باقاعدہ پلاننگ سے محروم کیا گیا تھا..

وہ اٹھائیس سال سے جس احساس سے محروم رہا وہ اس سے چھینا گیا تھا..
گاڑی چلاتے ہوئے ارسل کے ہاتھ تک کانپ رہے تھے.. اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ اب آنے والے وقت میں کیا وہ اپنے ماں باپ کے قاتلوں کو معاف کر پائے گا کہ نہیں..



ایان کا اس دن سے بخار نہیں جا رہا تھا.. جس دن سے جبار صاحب کی موت ہوئی تھی..
بسمہ اور اس کے گھر والے اس پر بہت پریشان تھے.. کہ آخر ایان کو کیا ہوا ہے ڈاکٹر کی میڈیسن دینے کے باوجود بھی وہ ٹھیک نہیں ہو رہا..

بسمہ ایان کے پاس کمرے میں اسکے سمرائے کے پاس بیٹھی تھی.. جب ایان نے منہ میں کچھ بڑبڑانا شروع کیا..

بسمہ ایان کے اس طرح بولنے پر چونک گئی..

ایان آنکھیں کھولو.. کوئی خواب دیکھ رہے ہو کیا..

بسمہ نے بڑے پیار سے ایان کے سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا..

ایان کی آنکھیں بند تھی اور اس کے منہ سے بس کچھ الفاظ نکل رہے تھے..
انکل کو چھوڑ دو.. انکل کو چھوڑ دو...

جب ایان صاف صاف کہہ رہا تھا تو بسمہ ایان کی بات پر چونک گئی...

اس نے ایان کے ہونٹوں پر پانی کا گلاس لگایا..

اتنے میں کمرے کا دروازہ کھولا اور رامین اندر آئی.. بسمہ اور ایان کی ایسی حالت دیکھ کر رامین
شکڑ ہو گئی.. رامین نے آگے بڑھتے ہوئے کہا..

کیا ہوا بسمہ تم اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو.. ایان اور بسمہ کی حالت دیکھ کر رامین کچھ لمحے کے
لیے اپنا دکھ بھول گئی تھی

رامین کے بیڈ پر بیٹھتے ہی ایان کے منہ سے ہھر وہی الفاظ
نکالے..

رامین بھی یہ الفاظ سن کر چونک گئی..

دونوں کہ دماغ میں ایک ہی بات آئی کہ ایان نے ہی ہمیں آکر بتایا تھا جبار صاحب کا اسے کو
کیسے پتہ چلا.. اس نے کیا دیکھا تھا..

جاری ہے ****

ارسل گاڑی کو سائیڈ پر روکے گاڑی کی سیٹ پر ٹیک لگائے اپنے گزرے ہوئے بچپن کے بارے میں سوچ رہا تھا..

جب سکول میں سارے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ زلٹ والے دن موجود ہوتے تھے اس وقت ارسل اپنا زلٹ کارڈ پکڑے سکول کے کسی کونے میں آنسو بہا رہا ہوتا تھا..

جس وقت اسے ماں کی آغوش کی ضرورت ہوتی تھی تب وہ تکیہ میں سر چھپائے رو رہا ہوتا تھا.. ظفر کی ملاقات نے ارسل کو توڑ کر رکھ دیا تھا.. وہ اتنا کمزور نہیں تھا جتنا وہ خود کو آج محسوس کر رہا تھا..

خون سفید ہو جاتے ہیں یہ ارسل نے سنا تھا لیکن آج اس نے دیکھ بھی لیا.. ارسل کے موبائل پر بسمہ کی کال آرہی تھی ارسل اس وقت کسی سے بات کرنا نہیں چاہ رہا تھا..

فون پر بسمہ کا نمبر دیکھ کر ارسل سے رہا نہیں گیا۔ ماں باپ کے بعد بسمہ تھی جو اسکی زندگی کا اہم حصہ تھی..

ارسل نے خود کو سنبھالتے ہوئے فون اٹھایا..

ارسل کی آواز میں اداسی سے بھری ہوئی تھی رونے کی وجہ سے ارسل کی آواز میں بھاری پن تھا..

کال اٹھاتے ہی بسمہ نے فوراً محسوس کر لیا.. ارسل زیادہ بات نہیں کر سکا بسمہ نے گھر آنے کا کہا اور ارسل نے آنے کا کہہ کر کال بند کر دی..

رات کے ایک بجے ارسل جبار صاحب کے گھر کے گیٹ پر تھا بسمہ گھر کے اندر ارسل کا انتظار کر رہی تھی گاڑی کی آواز سن کر بسمہ گیٹ کی طرف مڑی۔۔
دروازہ کھولنے پر بسمہ کی حیرت کی انتہا نہیں تھی ارسل کی آنکھیں سو جی ہوئی تھی سرخی مائل تھی۔۔ لیکن چہرے پر اطمینان تھا۔۔

مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔۔ ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔۔
بسمہ جو ٹکٹکی باندھے ارسل کی طرف دیکھ رہی تھی چونک گئی۔۔
ہاں وہ رضیہ آنٹی نے آپ کو بلایا تھا جبار انکل کے کچھ پیپرز پر انہوں نے اپکا نام لکھا تھا تو بس وہی۔۔

بسمہ اپنی بات پوری نہیں کر پائی تھی کہ ارسل بات کو چھوڑ کر اندر گارڈن میں جا کر بیٹھ گیا۔۔
اس وقت ارسل کو کسی کی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کون کیا کہہ رہا ہے وہ اکیلا رہنا چاہتا تھا لیکن بسمہ کو انکار بھی نہیں کر سکا۔۔

آپ کو کچھ ہوا ہے کیا۔۔ دھیمی آواز میں بسمہ نے ارسل کو کہا جو اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔
ایک خلا سہی بن گئی تھی ارسل کے اندر آج وہ اس دوراہے پر کھڑا تھا جہاں وہ خود کو سہ۔۔ نبھال نہیں پا رہا تھا۔۔

گارڈن میں رکھی ہوئی کرسی پر وہ جا کر بیٹھ گیا تھا اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے مسلتے ہوئے
ارسل نے گہری سانس لی۔۔ جیسے وہ کوئی لمبا سفر کر کے آیا ہو۔۔ وجود اسکا اس بات کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا۔۔

بسمہ ارسل کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

آپ نے بتایا نہیں کیا ہوا ہے آپ کو سب ٹھیک تو ہے نا۔ بسمہ نے پھر وہی بات دوہرائی۔
ہمممم۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ ارسل کی طرف سے مختصر سا جواب آیا۔ جو زمین پر اپنی نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔

آپکی آنکھیں بہت سرخ ہو رہی ہیں کیا آپ روئے ہیں۔

بسمہ کی بات پر ارسل نے سر اٹھا کر دیکھا۔ کو اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔
میں نے تمہیں اور رامین بھابھی کو بتایا تھا نا کہ بہت سے ایسے سوال ہیں جن کے جواب آج تک مجھے بھی نہیں ملے۔ تو آج ان سب سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ ارسل نے بات کر کے پھر منہ نیچے کر لیا۔

ارسل کی اس بات پر بسمہ کے جسم میں جیسے کرنٹ لگا۔

کیا پتہ چلا ارسل آپ کو۔۔ بسمہ کی آواز میں حیرت اور ڈر کی ملی جلی کیفیت تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ بات کچھ بڑی ہے آج سے پہلے بسمہ نے ارسل کو اتنا آپ سیٹ نہیں دیکھا تھا۔

تمہیں پتہ ہے بسمہ زندگی اتنی آسان نہیں ہے جتنی ہم سمجھتے ہیں۔ ہم ایک سالے کے بچھے بھاگتے ہیں جو ہمیں گمراہ کرتا ہے ہم دیکھنا کچھ اور چاہتے ہیں اور زندگی ہمیں کچھ اور دیکھا دیتی ہے۔ اور ہماری زندگی میں رہنے والے لوگ ہم ہمیں گمراہ کرتے ہیں آنکھوں میں دھول جھونکتے

ہیں۔ اور زندگی یہ سب تماشا دیکھ رہی ہوتی ہے اور ہم اس کے ہاتھ کی

کٹ پتلی بن کر رہ جاتے ہیں۔

اور زندگی ہمیں اتنا اتنا گھوما دیتی ہے کہ ہم اس کے چکر میں گم ہو کر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا ہم پر قرض ہے پھر زندگی اپنا آپ دکھاتی ہے اور ہمیں ایک جھٹکے سے یاد دلا دیتی ہے اور ہماری آنکھیں کھول جاتی ہیں.. اور جب ہم کچھ دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں تب وقت گزر چکا ہوتا ہے..

میں بھی بھول گیا تھا کہ مجھ پر بھی میرے والدین کا کچھ قرض تھا جو مجھے ادا کرنا تھا ان کے قاتلوں کو پکڑنا تھا پر میں اپنی زندگی میں اتنا مصروف ہو گیا کہ اپنے والدین کے قاتلوں کو کھولا گھومنے دیا..

آج میرا وجود مجھے کاٹنے کا دوڑ رہا ہے.. میں ایک خونی کے گھر پرورش پا رہا تھا اور وہ خونی اور کوئی نہیں میرے اپنے تایا جان اور ان کی فیملی ہے جنہوں نے میرے والدین کا قتل کیا..

ارسل کے آخری جملہ پر بسمہ کے پاؤں تلے زمین نکل گئی اس نے ارسل کی طرف دیکھا جو اپنے آنسو روکنے کے لیے اپنے ہونٹوں کو کاٹ رہا تھا.. کوئی اپنوں کا قتل کیوں کرے گا بسمہ کے دماغ میں سوالوں کے ڈھیر لگ گئے..

ارسل یہ تم کیا کہہ رہے ہو انکل فرقان.. تمہارے والدین کے.. بسمہ کے بات کرتے ہوئے آواز ہی نہیں نکل سکی..

ہمممم.. ٹھیک کہا تم نے.. ارسل نے اپنی آنکھ میں آنے والے آنسو جو آنکھ کے کنارے پر تھے اسے اپنی سیدھے ہاتھ کی انگلی سے صاف کرتے ہوئے کہا..

لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا اور اب کیا کرو گے.. بسمہ کہ اگلے سوال نے ارسل کو اور بے چین کر دیا وہ کب سے جس بھنور میں پھنسا ہوا تھا کہ کیا کرے وہی بسمہ نے پوچھ لیا..

بسمہ میں نے سنا تھا کہ اپنے ہی لہنوں کا گلہ کاٹ دیتے ہیں لیکن میں نے کبھی بھی اس بات پر ایگری نہیں کرتا تھا..

اپنے تو ایک درخت کی شاخوں کی طرح ہوتے ہیں جو مل کر پروان چھڑھتے ہیں.. تایا فرقان تو بڑے بھائی تھے میرے ڈیڈ کے جو ایک باپ کی طرح ہوتا ہے جس کا وجود ایک چٹان کی طرح ہوتا ہے جو ہر طوفان سے لڑ جاتا ہے..

لیکن میرے تایا جان نے رشتوں کا ہی خون کر دیا..

اب ان کو جواب دینا ہو گا ان سب کا حساب دینا ہو گا جو انہوں نے کیا..

ارسل کی آواز میں درد تکلیف تھی..

آپ کیا کرو گے اب... میرا مطلب گھر جا کر آپ ان سے بات کرو گے کیا؟ بسمہ نے کہا..

نہیں.. بات کرنے کا وقت گزر چکا ہے بسمہ اب بات اس سے آگے نکل چکی ہے جس اذیت میں میں نے اپنی زندگی گزاری ہے اب وہ اس اذیت کو محسوس کریں گے انہیں ہر ایک بات کا جواب دینا ہو گا.. اور یہ تمہیں صبح پتہ چل جائے گا.. ارسل نے گہرا سانس لیا جیسے وہ ابھی بیٹھے بیٹھے فیصلہ کر چکا ہو..

ارسل.... بسمہ نے ارسل کی طرف دیکھا جس کی نظریں آسمان کی طرف تھی.. جیسے وہ اپنے ماں باپ سے کہہ رہا ہو کہ اب آپ کو راحت مل جائے گی بس آج کی رات تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا..

بسمہ کی آواز پر ارسل نے گردن موڑ کر دیکھا..

میں آپ کے ساتھ ہوں ہر موقع پر ہر لمحہ مجھے آپ خود سے الگ نا سمجھے گا.. بسمہ کی آواز میں پیار اور محبت کا وہ احساس تھا جیسے ارسل کب سے محسوس کرنا چاہتا تھا..

بسمہ کی بات پر ارسل کے چہرے پر ایک اطمینان اور سکون آگیا تھا جیسے وہ یہ جان گیا تھا کہ جو احساسات اس کے دل میں بسمہ کے لیے ہیں وہی بسمہ کے دل میں اس کے لیے ہیں.. بسمہ کی اس بات نے ارسل کے لیے مرہم کا کام کیا تھا.. جانتا ہوں میں.. ارسل نے بسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..

ابھی کسوی سے کوئی بھی بات نا کرنا کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا بات کرنے سے پہلے بات بگڑ جائے.. ارسل نے بسمہ کو کہا اور دوبارہ اپنی آنکھیں آسمان کی طرف کر دی...



فرقان صاحب آفس میں تھے.. ان کے موبائل فون پر تہمینہ بیگم کی کال آئی.. فرقان صاحب نے موبائل کو دیکھتے ہوئے فوراً کال اٹھالی..

ہاں بولو پہنچ گئے ہو تم دونوں.. فرقان صاحب نے اپنا رخ کھڑکی کی طرف کرتے ہوئے کہا.. دوسری طرف تہمینہ بیگم اپنے امریکہ پہنچنے کا اطمینان دے رہی تھی..

فرقان صاحب نے بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے ایشال اور تہمینہ بیگم کو فوراً امریکہ بھیج دیا تھا۔ اور خود بھی سارے کام ختم کرنے میں مصروف تھے تاکہ خود بھی چلے جائیں۔۔۔
 لیکن جب قدرت کی پکڑ ہو تو کوئی چیز ساتھ نہیں دیتی چاہیے انسان جتنی بھی کوشش کر لے۔۔۔
 وہ جتنا بھی طاقت والا ہو قدرت کے اگے بے بس ہے
 فرقان صاحب کھڑکی کی طرف کھڑے موبائل پر ہی بات کر رہے تھے جب ان کے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔

آرمی کے چار آدمی اور چار پولیس والے فرقان صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔
 دروازہ کھولنے کی آواز پر فرقان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔
 اور ساتھ ہی فرقان صاحب کے ہوش گم ہو گئے فرقان صاحب کو اپنی موت اپنے آنکھوں کے سامنے نظر آرہی تھی جس سے فرار اب مشکل نہیں ناممکن تھا۔۔۔
 ان سب کو دیکھتے ہی فرقان صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔۔۔
 ان سب نے فرقان کو گھیرے میں لے لیا۔۔۔ مکمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اور پھر کمرے میں میجر زارون داخل ہوا۔۔۔

میجر زارون کو دیکھتے ہی فرقان صاحب پر کسی نے بم چھوڑ دیا ہو وہ ٹکٹکی باندھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میجر زارون کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ارسل تم..... اسی بوکھلاہٹ میں فرقان صاحب کے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے اور ساتھ ہی فرقان صاحب کے ہاتھ سے موبائل گر گیا۔۔۔

آرمی کے یونی فارم میں ہاتھ میں پسٹل اور ہتھکڑیاں پکڑے ارسل فرقان صاحب کے سامنے کھڑا تھا..

ارسل نہیں.... میجر ارسل زارون.... سید فرقان علوی صاحب.. کیا آپ اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد اس کے نام کو بھی دفن کر آئے تھے کیا.. ارسل کے لہجے میں کڑواہٹ تھی آج وہ اپنے تایا جان کے سامنے نہیں کھڑا تھا جن کی وہ بہت عزت کرتا تھا..

آج وہ اپنے ماں باپ کے قاتل کے سامنے کھڑا تھا جس نے ان کو بے دردی سے قتل کیا تھا اور ایک بار بھی نہیں سوچا کہ وہ ان کا خون ہے ایک ماں باپ کی اولاد ہیں..

ارسل کے منہ سے اپنے والدین کے قتل کا سن کر فرقان صاحب کے پاؤں تلے زمین نکل گئی...

کیوں یقین نہیں ابا آپ کو کہ ایک قاتل کے گھر میں ایک آرمی کے بندے کی پرورش ہو رہی تھی...

آپ تو شاید یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ راز کبھی کھلے گا نہیں.. لیکن آپ یہ بات شاید بھول گئے تھے کہ اللہ کی ذات بھی موجود ہے.. دیر سے سہی لیکن وہ سچ کو سامنے لے ہی آتا ہے.. اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے یہ سب کیسے اور کب ہوا آپ جیسے ماسٹر مانیڈ کے ہوتے ہوئے بھی میں آرمی آفیسر کیسے بن گیا..

تو یہ اس دن ہی ہو گیا تھا فرقان صاحب جس دن مجھے اس بات پر شک ہوا تھا کہ میرے والدین کا قتل ہوا ہے تب میں بہت چھوٹا تھا لیکن اپنے باپ کی ڈائری پڑھنے کے بعد مجھے

اندازہ ہوا کہ کون ان کا دشمن تھا اور کون نہیں اور کن لوگوں سے ان کو خطرہ تھا۔ اور بس اسی دن سے میں نے سوچ لیا کہ اپنے والدین کے قاتلوں کو پکڑ کر رہوں۔ اور یہ میرے ڈیڈ کو ہی خواب تھا کہ میں آرمی میں جاؤں اور یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں۔

لیکن آپ اپنی پلاننگ میں تو یہ سب بھول گئے تھے۔

اب مجھے آپ بتائیں گے کہ میرے والدین کو آپ نے کیوں مارا۔ کیا وجہ تھی۔ کیوں آپ کا خون سفید ہو گیا تھا۔ آپ کو ترس نہیں آیا اپنے بھائی پر اور ایک معصوم عورت کو مارنے پر جو آپکی بھابھی تھیں۔

ارسل کے ایک کے بعد ایک سوال فرقان صاحب کے اوپر بجلی بن کر گر رہے تھے۔

فرقان صاحب نے اپنے چاروں طرف دیکھا ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور افس کے تمام سٹاف کو چھٹی دے دی گئی تھی اب فرقان صاحب کو درمیان میں ایک کرسی پر بیٹھا دیا گیا تھا جہاں ان کے سامنے اب میجر ارسل زارون بیٹھا تھا ان کا بیان لے رہا تھا۔

فرقان صاحب کو اس بات کی بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ انکے گھر میں ارسل ایک میجر کی شکل میں بڑھا ہوا رہا ہے۔ نہیں تو وہ اس کا خاتمہ بھی کب کا کر چکے ہوتے۔

اب ان کے پاس بچنے کا کوئی رستہ نہیں تھا۔۔۔

تم چاہیے جو مرضی کر لو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ فرقان صاحب نے اندھیرے میں تیر چلایا۔ جو وہ بھی بیکار گیا۔

سچ میں۔۔ ارسل نے اپنی ٹانگوں پر بازو رکھتے ہوئے آگے کو جھک کر کہا۔

وہ جو اپکا ایک ہمدرد جیل میں ہے نا ظفر اس نے سب اگل دیا ہے تو بس اب آپ کی باری ہے۔۔

یہ کب ہوا۔۔ فرقان صاحب نے سنتے ہی ان کے منہ سے نکالا۔۔

آپ کے پاس بہت وقت ہو گا جیل میں یہ سوچنے کے لیے کہ یہ سب کیسے ہوا کیوں ہوا وغیرہ وغیرہ اور اب آپ بتانا شروع کریں۔۔

میجر ارسیل زارون نے ٹیپ ان کے سامنے رکھ دی اور خود ہاتھ باندھ کر کرسی سے ٹیک لگالی اور فرقان صاحب کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔

فرقان صاحب کی نظر اپنے ارد گرد کھڑے آرمی کے لوگوں کو دیکھا بات اگر بات پولیس کی ہوتی تو شاید وہ کور کر لیتے لیکن بات آرمی کی تھی اور اب ان کے سامنے آرمی کا میجر موجود تھا۔۔ فرقان صاحب کے پاس اب ہتھیار ڈالنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔۔

فرقان صاحب نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر ساری باتیں ایک فلم کی طرح چلنا شروع ہو گئی

...

(تیس سال پہلے) (ماضی)

فرقان علوی اور زارون علوی ان دونوں بھائیوں پر مشتمل ایک ان کی چھوٹی سی فیملی تھی۔۔ گھرانہ غریب تھا۔۔ باپ ایک نجی فیکٹری میں مزدور تھا اور ماں گھر میں کپڑے سی کر گزرا کرتی تھی۔۔ تاکہ اپنے دونوں بچوں کے پڑھائی کا خرچہ نکل سکے وہ دونوں پڑھ کر اچھی جاب پر لگ جائے گے تو ان دونوں کو بھی سکون کا سانس ملے۔۔

فرقان کو شروع سے پیسہ جمع کرنے کا اور راتوں رات امیر بنانے کا شوق تھا لیکن اس نے کبھی بھی اپنی یہ خواہش اپنے گھر والوں پر ظاہر نہیں ہونے دی وہ محنت سے زیادہ شورٹ کٹ رستوں پر یقین رکھتا تھا۔ اور اس کے والدین محنت کو ترجیح دیتے تھے۔

اس کے برعکس زارون محنت پر اور اللہ کی ذات پر یقین رکھنے والا تھا اس لیے زارون نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ ایک بیکری پر شام کے وقت جاب بھی کرتا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دونوں کا گریجویٹیشن مکمل ہو گیا۔ اور زارون کو ایک کپڑے کی فیکٹری میں جاب مل گئی منیجر کی اور فرقان کو ایک فوڈ فیکٹری میں۔ زارون کی نسبت فرقان کی جاب اچھی تھی سیلری بھی اچھی تھی لیکن فرقان اس سے

نا خوش تھا وہ کچھ روپوں کے لیے خوش نہیں تھا۔ اس کے نزدیک کچھ ہزار نے بلکہ لاکھوں ہونے چاہیے۔

ایک دن گھر میں لڑائی کے دوران فرقان نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ ماں باپ اور زارون نے بہت روکا معافی بھی مانگی۔ لیکن فرقان کو بہانہ مل گیا تھا ماں باپ کی نصیحتوں سے چھٹکارا پانے کا اور اپنے خواب پورے کرنے کا فرقان بہت دفعہ اپنے ماں باپ کو بوجھ کہہ چکا تھا۔

سب کے روکنے کے باوجود فرقان نہیں روکا اور گھر سے نکل گیا۔ دن گزرے پھر مہینے اور پھر سال۔۔ ماں بیٹے کی جدائی میں دن رات روتی رہتی تھی جس سیکون کی تمنا کی تھی جن کے لئے اتنی محنت کی تھی آج وہ ان کے گھر سیکون نہیں تھا اور نا ان کا بڑا بیٹا جو ان کے لیے مان تھا۔

پھر ایک دن ایسا آیا زارون کی ماں اپنی ساری دعائیں ساتھ لیے اس دن کو چھوڑ کر چلی.. یہ صدمہ بہت بڑا تھا زارون کے لیے وہ اپنی ماں کو دن رات فرقان کے لیے روتا دیکھتا تھا اس نے بہت کوشش کی لیکن فرقان نہیں ملا.. اور جس کے نتیجے میں زارون نے اپنی ماں کو کھو دیا تھا..

کچھ مہینے وہ اسی صدمے میں رہا اور آخر کار زارون کو اپنی ماں کی موت پر صبر کرنا پڑا زارون کم بولنے والا اور سنجیدہ اور سمجھدار تھا.. اس لئے اس نے خود کو سنبھال لیا تھا...

زارون نے اپنے باپ کے ساتھ لاہور شہر چھوڑ کر کراچی میں رہنا شروع کر دیا.. وہاں پر زارون کی ملاقات ایک فیملی سے ہوئی جن کے بچے آرمی میں تھے.. اس طرح ان لوگوں نے زارون کی جاب کرنے میں بہت مدد کی..

اور زارون نے جاب کے ساتھ ساتھ اپنے آفس کے ایک دوست کے ساتھ مل کر کپڑے کا کاروبار شروع کر دیا.. زارون پہلے بھی کپڑوں کی فیکٹری میں کام کر چکا تھا اس لیے زارون کو اس کا تجربہ تھا..

نیک نیتی اور دل لگا کر کام کیا جائے تو اللہ بھی اس میں برکت ڈالتا ہے.. زارون کا کام دن با دن بڑھتا رہا اور پھر ایک دن اسے جاب چھوڑ کر اپنے کام پر توجہ دینی شروع کر دی..

اور دیکھتے دیکھتے زارون ایک فیکٹری کا مالک بن گیا.. زارون کے ساتھ والی فیملی نے اس سلسلے میں زارون کی بہت مدد کی ان کے ساتھ زارون کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی.. ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے ان کیا بھائی چارہ دیکھتے ہوئے زارون نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو آرمی

آفیسر بنائے گا۔۔ پھر کچھ مہینوں بعد وہ لوگ باہر کے ملک میں شفٹ ہو گئے اور ان کا گھر زارون نے خرید لیا۔۔

اب زارون ایک فیکٹری اور ایک بڑے بنگلہ کا مالک تھا زارون کی نیک نیتی اور ماں باپ کی خدمت اس کے لیے آسانی بناتی گی۔۔

فرقان کے گھر سے جانے کے بعد اس نے بہت سی جگہوں پر نوکری کی اور ان آفس میں گھیلے بھی کیے جس سے فرقان کو نوکری سے نکال دیا۔۔ کچھ عرصہ فرقان کو جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی۔۔

فرقان آہستہ آہستہ غلط کاموں میں پڑ گیا غلط لوگوں سے اس کی دوستی ہونا شروع ہو گئی۔۔ فرقان نے جو پیسے اپنے پاس جمع کر کے رکھے ہوئے تھے وہ سب اس نے جوئے میں ہار دیے۔۔ ایک دن فرقان چائے کے ڈھالے پر چائے پیتے ہوئے اخبار میں زارون کی تصویر دیکھی جو اس کی فیکٹری کی جانب سے تھی ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے زارون کی کمپنی سے کام کرنے کا ایگریمنٹ کیا تھا۔۔ جس کو میڈیا کے سامنے لانا ضروری تھا۔

اس خبر کو دیکھتے ہی فرقان کی آنکھیں کھل گئی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے گھر سے جانے کے بعد زارون اتنی ترقی کر لے گا۔۔

فرقان نے کسی طرح زارون کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور کراچی پہنچ گیا۔۔

یہ دن زارون کے لیے ایک اور قیامت لانے والا تھا۔۔ فرقان کے گھر آنے کی وجہ سے گھر میں فرقان اور اس کے درمیان میں جھڑپ شروع ہو گی فرقان نے ڈرامائی انداز میں زارون سے تو

معافی مانگ لی لیکن اپنے باپ کو نہیں مانا سکا.. فرقان کے والد جانتے تھے کہ اس کے جانے کے بعد ان لوگوں نے کس طرح کے حالات سے گزرے ہیں فرقان کی ماں بھی اسٹیج کی وجہ سے فوت ہوئی تھی...

ایک دن کی صبح فرقان نے گھبراتے ہوئے زارون کو کال کی کہ ابو کی طبیعت خراب ہوگی ہے ان کو لے کر ہسپتال جا رہا ہوں..

گھر میں فرقان اور اس کے والد موجود تھے جب ان دونوں میں پھر بحث شروع ہو گئی اور فرقان کی آواز اونچی سے اونچی ہوتی گئی اپنے باپ سے اور وہ اس بات سے بے خبر تھا ستر سال کا انسان یہ سب نہیں برداشت کر سکتا اور ان کی طبیعت خراب ہوئی اور دل کا اٹیک آیا گیا.. زارون کے ہسپتال پہنچتے ہی ڈاکٹر نے ان کے انتقال کی خبر دی.. یہ خبر زارون کے لیے قیامت سے کم نہیں تھی.. لیکن فرقان بہت مطمئن تھا کہ اب اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اب وہ اس بڑے گھر میں آسانی سے رہ سکتا تھا..

پکی پکائی پر فرقان بیٹھ کر اب کھا رہا تھا لیکن اب بھی وہ زارون کا محتاج تھا..

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فرقان نے زارون پر شادی کا زور ڈالنا شروع کر دیا..

زارون کی شادی اس کے ایک دوست کی بیٹی سے ہو گئی اور فرقان کی بھی شادی اس نے جس کے ساتھ وعدے کئے تھے اس کے ساتھ کروالی دونوں بھائیوں کی شادی ایک دن ہی ہوئی.. فرقان کی بیوی بھی فرقان کی طرح تھی تمہینہ ایک نارمل گھرانے کی بہت ہی سہجہ دار طریقے سے دوسروں کو قابو کرنے والی خاتون تھی فرقان نے تمہینہ سے شادی کر کے اس پر احسان

کیا تھا کیونکہ اس کا باپ تہمینہ کی شادی کسی بوڑھے سے کرنے والا تھا.. تہمینہ اس احسان تلے دبی فرقان کی بات مانتی تھی چاہیے وہ غلط ہو یا ٹھیک..

چھوٹے گھر سے بڑے گھر میں آنے سے تہمینہ کی عادتیں تبدیل تو ہو گی تھیں لیکن سوچ نہیں.. وہ اپنے شوہر کے منصوبوں کا برابر ساتھ دیتی تھی..

فرقان پر اس دن ایک بجلی گرمی جب اسے پتہ چلا کہ زارون کے گھر اللہ نے بیٹے کی پیدائش کی ہے..

کیوں کہ فرقان کی ابھی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے فرقان کو اپنی جان پر بن گی تھی کہ اب ساری جائیداد اس کے بیٹے کی ہو گی پہلے تو وہ زارون کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا اب اس کا بیٹا بھی اس میں رکاوٹ بن رہا تھا..

فرقان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو رہی تھی..

پھر ایک دن فرقان کے شیطان صفت دوست نے فرقان کو مشورہ دیا کہ زارون اور اسکی بیوی کو رستے سے ہٹا دو اور زارون کا بیٹا ارسل کو اپنے قابو میں رکھ لو جب وہ بڑا ہو گا تب وہ تمہارے سامنے بات کرنے کے قابل نہیں ہو گا..

فرقان کو اپنے دوست کا مشورہ پسند تو آیا لیکن وہ اسے انجام کیسے دے گا یہ دن رات اسے تنگ کر رہا تھا اپنی بیوی سے بات کر کے بھی کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے ہر طرح سے فرقان ہی پھنس رہا تھا..

اگر پھنستا بھی نہیں تو کیس لازمی چلتا فرقان کو پیسے کی حواس نے اتنا اندھا کر دیا تھا کہ وہ یہ بھول ہی گیا تھا کہ جس کو مارنے کا وہ سوچ رہا ہے وہ اس کا چھوٹا بھائی ہے جس نے اسے سہارا دیا ہے اور اس کی تمام تر غلطیوں کے باوجود اس کو اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔۔

دوسری طرف زارون کو اس بات کی خبر تک نہیں تھی اس نے اپنے گھر سانپ پال رکھا ہے جو اسے ڈسنے کی تیاریاں کر رہا ہے پھر وہ دن آگیا جس کا فرقان کو بے صبری سے انتظار تھا۔۔۔
جاری ہے *****

فرقان رات کو سسرکوں پر گھومتے ہوئے اسی سوچ میں گم تھا کہ زارون کو کس طرح رستے سے ہٹایا جائے اسی دوران رستے میں فرقان کو فٹ پاتھ پر ایک نشی ملا جو چھپتے ہوئے دوسروں کو بھی ڈرگ دے رہا تھا اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس نے نشہ کر کے اپنے آپ کو ختم کیا ہوا تھا۔۔

فرقان اسے اپنے ساتھ اپنے دوست کے گھر لے گیا وہاں اس کی دیکھ بھال کی کچھ دن جب وہ کچھ سمجھنے اور بولنے کے قابل ہوا تو پتہ چلا کہ یہ ظفر نامی شخص شادی شدہ ہے اور اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔۔ اس کا بیٹا بھی اسی کے ساتھ مل کر یہی کام کرتا ہے غربت نے اس شخص کی اولاد کو یہ کام کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

فرقان نے زارون کو مارنے کا کام اسے سونپ دیا اور ساتھ ہی بھاری رقم بھی دی۔ اور اس بات کا یقین بھی دلایا کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا اور اگر پکڑا بھی گیا تو وہ اس کو سزائے موت بچا لے گا۔

ظفر نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر یہ کام سرانجام دینے کے لیے سوچا۔ وہ ایک بھیانک رات تھی جب فرقان نے یہ سب کام سرانجام دیا۔ آسمان پر سرخی پھیل گئی تھی آج ایک بھائی اپنے بھائی کو قتل کرنے جا رہا تھا جس پر پوری کائنات میں خاموشی پھیل گئی تھی۔

فرقان جو اس رات کچھ دیر پہلے ہی اپنی بیوی تمہینہ کے ساتھ گھر سے نکل چکا تھا۔۔۔ جب رات کے بارہ بجے تو فرقان کی بیوی تمہینہ نے زارون کو روتے ہوئے کال کی۔ اور بتایا کہ ان دونوں کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے فرقان بھوش ہے اور اسے بھی کافی چوٹیں لگی ہیں تو آپ لوگ جلدی سے اجاؤ۔ تمہینہ نے جگہ کا بتا کر فون بند کر دیا۔

زارون اپنے بیٹے ارسل کو ملازمہ کے پاس چھوڑ کر خود اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جلدی میں گھر سے نکلے زارون اپنے بھائی کا سن کر بہت پریشان ہو گیا تھا اب دنیا میں صرف وہی اس کا اپنا تھا ماں باپ کے بعد۔

جب بتائے گئے جگہ پر زارون پہنچا تو وہاں کوئی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا تھا۔ زارون نے اپنی بیوی کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا اور خود گاڑی سے باہر نکل کر دیکھنے لگ گیا۔

اتنے میں زارون کے سر پر کسی نے پیچھے سے وار کیا اور زارون اس وار کو برداشت نہیں کر سکا اور زمین پر گر گیا۔

دو آدمیوں نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پیچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئے۔ زارون کی بیوی گھبرا کر دروازہ کھولنے لگی تو ان میں سے ایک نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

ظفر باہر کھڑا زارون کا کام تمام کر رہا تھا۔ اس نے سمرک پر اوندھے منہ پڑے زارون کے سر کو اس کے بالوں سے پکڑ کر اوپر کیا اور پھر بے رحمی سے زارون کی گردن پر چھری چلا دی۔ زارون کے گلا کاٹنے سے وہ سمرک پر تڑپتا رہا جیسے مچھلی بغیر پانی کے۔ لیکن ان جانور صیفت ظفر کو اس پر ترس نہیں آیا اور باہر کھڑے قہقہہ لگاتا ہنستا رہا۔

گاڑی میں بھیڑی زارون کی بیوی اپنے سامنے اپنے شوہر کو تڑپتا دیکھ رہی تھی۔ اور پھر اگلے لمحے گاڑی کے پیچھلی سیٹ پر بیٹھے آدمی نے زارون کی بیوی کے گلے پر بھی چھری چلا دی۔

اور اس طرح زارون اور اس کی بیوی نے تڑپتے ہوئے جان دے دی۔

ظفر نے زارون کو سمرک سے اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر سمندر کنارے لے گیا وہاں جا کر ان دونوں کی لاشیں سمندر میں پھینک دی۔ اور گاڑی کی ایسی حالت کر دی کہ پتہ چلے کوئی ڈکیتی ہوئی ہے۔

صبح ہوتے ہی سمندر پر آنے والے لوگوں نے لاشوں کو دیکھا جو سمندر کی لہروں نے اسے باہر پھینک دیا تھا لوگوں نے فوراً پولیس کو فون کر دیا۔

لاشوں کو اور گاڑی کو پولیس نے اپنی حراست میں لے لیا تھا۔۔
 فرقان کو اطلاع ملتے ہی وہ سسر کے بل دوڑتا ہوا پولیس سٹیشن آگیا اور کمال کہ ایکٹنگ کرتے
 ہوئے اس بات کا یقین دلایا کہ اس کی اب دنیا ہی ختم ہوگی ہے۔۔
 کچھ دن تک فرقان نے سوگ کا نائک کیا اور پھر اطمینان سے زارون کی ساری دولت کا مالک
 بن کر بیٹھ گیا۔۔

لیکن یہ فرقان کی بھول تھی کہ وہ سکون سے بیٹھ پائے گا ظالم ظلم کر کے کبھی سکون سے
 نہیں بیٹھ پاتا۔۔

ایک دن فرقان کو پولیس کی کال آئی۔۔ جیسے سنتے ہی اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔۔
 پولیس کے مطابق زارون کی گاڑی میں کیمبرہ نصب تھا جس میں قتل کرنے والوں کی شعلیں
 صاف نظر آرہی تھی اور ان کو پکڑ بھی لیا ہے۔۔۔

گاڑی میں کیمبرہ لگانے کا مشورہ زارون کی ہمسایہ میں رہنے والی آرمی فیملی نے دیا تھا کراچی کے
 حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔ جس پر زارون نے خوشی خوشی عمل کیا تھا۔۔

فرقان اس وقت پولیس سٹیشن موجود تھا اور اس کے سامنے ظفر اور اسکے آدمی موجود تھے۔۔ فرقان
 کو اب لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔۔

فی الوقت فرقان نے ظفر کو خاموش رہنے کا کہا کیونکہ کیمبرے کی وجہ سے اب بچاؤ مشکل
 تھا۔۔

اب ظفر اور اسکے ساتھی جیل میں بند تھے فرقان نے ظفر کو ایک آفر دی کہ اگر وہ اپنا منہ بند رکھتا ہے اسکا نام نہیں لیتا تو وہ اسکے گھر والوں کی کفالت کرے گا اور ان کو بھاری رقم بھی دے گا.. اور سزائے موت بھی نہیں ہونے دے گا

ظفر جیسے خود غرض اور شیطان صفت انسان کے لیے یہ بہت اچھا موقع تھا اس لیے ظفر نے اپنا منہ بند رکھا اور فرقان کا نام نہیں لیا جب تک ارسل نے اس سے پوچھ گچھ نہیں کی...
(حال)

ارسل کا اب خون خول رہا تھا کہ اس کے سامنے بیٹھا انسان اتنا سفاک کیسے ہو سکتا ہے اپنے بھائی کو اتنی بے دردی سے قتل کروا کر خود سیکون کی زندگی گزار رہا ہے اس کی روح نہیں کانپی ایسا کام کرتے ہوئے..

بہر حال ارسل نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا کیونکہ وہ ایک جھٹکے میں فرقان صاحب کو نہیں مارنا چاہتا تھا حالانکہ وہ ایسا کر سکتا تھا.. لیکن وہ انہیں بھی وہی اذیت دینا چاہتا تھا جو اس نے اتنے سالوں سے برداشت کی.. اور وہی تکلیف جو اس کے ماں باپ نے تڑپتے ہوئے برداشت کی ہوگی..

تو کہاں ہے اب ظفر کی فیملی.. ارسل نے فرقان صاحب کی بات ختم ہونے کے بعد کہا.. اور اسکی بیوی اور بیٹا...

فرقان صاحب نے پہلے ارسل سے نظریں چرائی پھر خاموشی اختیار کرلی.. اور کچھ نہیں کہا..

اگر آپ نہیں بتائیں گے تو یہ سب ظفر بتا دے گا... ارسل نے فرقان صاحب کو پھر دوبارہ یاد دلایا کہ اس کے پاس ابھی ایک اور گواہ موجود ہے..

فرقان صاحب نے دوبارہ ارسل کی طرف دیکھا..

وہاج... وہاج ہی ظفر کا بیٹا ہے... فرقان صاحب نے نظریں جھکائے ہی کہا..

فرقان صاحب کے منہ سے یہ الفاظ سننے ہی ارسل کے پاؤں تلے زمین نکل گئی.. ایک جھٹکا لگا ارسل کو جیسے وہ اپنا بڑا بھائی سمجھتا رہا وہ اسکی فیملی کا حصہ نہیں ہے وہ تو ایک قاتل کا بیٹا ہے اور وہ بھی اسکے ماں باپ کے قاتل کا...

فرقان صاحب کی بات سے ارسل کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آگئی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ زندگی اسے کون کون سے سچ کا سامنا کروائے گی.. اور ایشال.... ارسل نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا..

وہ میری بیٹی ہے.. جب میں نے وہاج کو اڈلپٹ کیا تھا تب وہ چھ سال کا تھا اور ایشال... وہاج کے آنے کے بعد پانچ سال بعد میرے گھر اولاد ہوئی تھی... فرقان صاحب اب ہتھیار ڈالے ارسل کو سب بتاتے جا رہے تھے..

اور وہ عورت جس سے آپ فون پر بات کرتے تھے وہ وہاج کی ماں تھی کیا..؟.. ارسل نے اپنی ذہانت سے اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا جس پر فرقان صاحب نے مثبت میں سر ہلا دیا تھا..

فرقان صاحب نے ظفر سے طلاق دلوانے کے بعد اس سے شادی کر لی تھی.. اسی طرح وہ وہاج کو اڈلپٹ کر سکتے تھے..

اور پھر اپنے وہاج کو اپنا نام دیا.. ارسل نے فرقان صاحب کی بات ختم ہونے کے بعد کہا..
 ہاں جب میں نے وہاج کو اڈلپٹ کیا تھا تب اس کی ساری شناخت ختم کر دی تھی اسے اپنا
 بیٹا ہی شو کروایا تھا اس کا نام سکول میں داخل ہونے پر ہی تبدیل کروا دیا تھا.. فرقان صاحب
 نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا..

ہمممم.... کافی بہترین پلاننگ تھی آپ کی لیکن آپ یہ بھول گئے تھے کہ اوپر بیٹھا اللہ آپ سے
 بہتر پلاننگ کرنے والا ہے.. وہ رسی ڈھیلی تو چھوڑ دیتا ہے لیکن جب پکڑنے پر آئے تو رسی
 ایسی کھینچتا ہے کہ انسان منہ کے بل گرتا ہے.. اب آپ اپنی باقی کی زندگی جیل میں گزار کر اللہ
 سے توبہ کریں شاید وہ آپ کو معاف کر دے.. ارسل نے سپاہی کو اشارہ کیا کہ وہ فرقان
 صاحب کو ہتھکڑیاں لگا کر باہر گاڑی میں لے آئے..

ارسل یہ کہہ کر ٹیپ بند کر کے باہر آگیا.. باہر آتے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا اور آسمان
 کی طرف دیکھا جیسے وہ اپنے ماں باپ سے کہہ رہا ہو کہ اس نے آج اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اپنا
 قرض اتار دیا ہے...



جے ڈی نے لیری بلیک کی تمام کرتوتوں کی رسی ڈی بنائی جو اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے
 اس پر نظر رکھے ہوئے تھے لیری بلیک کا ہر کام جے ڈی کے علم میں ہوتا اور جو بندے جے
 ڈی نے لیری بلیک پر نظر رکھنے کے لیے رکھے ہوئے تھے وہ کسی نا کسی طرح لیری بلیک کی

ویڈیوز بنا لیتے تھے جہاں لیری بلیک کے سات آدمی اس کے ساتھ ہوتے وہاں اس میں دو آدمی جے ڈی کے لازمی ہوتے...

وہ کیا بات کرتا ہے کہاں جاتا ہے کس سے ملتا ہے اس نے کیا کیا کام کیے اور اس کی کیا پلاننگ ہوتی رہی ہے اور کس کس کے ساتھ.. سب جے ڈی کو پتہ تھا اس لیے جے ڈی کا کام خراب کرنے اور مایا کے بیان کے بعد جے ڈی نے سوچ لیا تھا کہ وہ لیری بلیک سے انتقام ضرور لے گا.. مافیا کا دھندہ ایک ایسا دھندہ ہے جس میں کوئی کسے پر یقین نہیں کر سکتا چاہیے وہ اسکا اپنا کیوں نہ ہو...

جے ڈی نے اپنا ویزہ لگایا اور کولمبو چلا گیا.. جے ڈی نے جاتے ہوئے یہ کام اپنے اعتمادی بندے کے سپرد کر دیا تھا..

جے ڈی کے آدمی نے جے ڈی کے کہنے کے مطابق وہ سسی ڈی اس کے مقرر ایڈریس پر بھیج دی..

کولمبو میں بیٹھ کر اب جے ڈی اپنے انتقام کو پورا ہوتے دیکھ رہا تھا کیونکہ کہ اب لیری بلیک کو کوئی نہیں بچا سکتا تھا کم از کم اب سی ڈی کے ملنے کے بعد..



رامین نے ایان کے سمر کو اپنی گود میں لیا اور بڑے پیار سے اسے چپ کروانے لگ گئی۔ بسمہ بھی اب بے چین ہو رہی تھی کہ ایان سے کچھ پتہ چل سکے۔

ایان رامین سے زیادہ اچّ تھا۔ رامین کے اس طرح پیار سے چپ کروانے پر وہ اٹھ کر رامین کے گلے لگ کر رونے لگ گیا۔

ایان ایسے نہیں روتے۔ آپ تو بہادر ہونا اپنے انکل جبار کی طرح آپ انہیں ایسے ہی کہتے تھے ناکہ آپ ان جیسے بنو گے تو وہ اب آپ کو اوپر اللہ تعالیٰ کے پاس سے دیکھ رہے ہوں گے کہ انکا بہادر بیٹا کیسے رو رہا ہے۔

رامین کے اس طرح حوصلہ دینے اور بات کرنے کے بعد ایان تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گیا۔

ایان تم مجھے بتاؤ گے اس دن تم نے کیا دیکھا تھا جو اتنا رو رہے تھے کیا جبار انکل نے ڈانٹا تھا تمہیں۔۔۔

رامین نے پیار سے ایان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔

ایان رامین کے پاس بیٹھے کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔ رامین کی بات پر وہ خاموش رہا۔

بتاؤ نا ایان کیا جبار انکل نے تمہیں مارا تھا جو تم رو رہے تھے۔ رامین نے پھر پوچھا۔

اس بار ایان نے رامین کی طرف دیکھا بچہ تھا رامین نے جب مارنے کا لفظ بولا تو وہ فوراً بول پڑا۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ مجھے جبار انکل نے نہیں مارا۔

تو پھر۔۔ رامین نے مختصر سا پوچھا۔

وہ.... وہ.. تو.. ایان.. بات کرتے ہوئے ہچکچایا..

ہاں.. ایان.. بولو وہ کیا..؟ جبار انکل نے تھپڑ تو نہیں مارا کیا آپ کو.. رامین کے اس طرح بار بار پوچھنے پر ایان ایک دم سے پھٹ پڑا..

نہیں.. نہیں.. مجھے جبار انکل نے نہیں مارا... وہ تو وہاں انکل تھے جو جبار انکل کو مار رہے تھے...

ایان یہ کہہ کر فوراً تکیہ میں سر دے کر لیٹ گیا..

ایان کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ رامین کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھے رامین کو لگا کہ اس کے جسم سے جان نکل گئی ہے وہ اور کسی کی بات سن نہیں پا رہی اسکی سمجھ سنے کی حس جواب دے گے ہیں اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں ابا تھا وہ ایان کی بات سن کر بت کی طرح بیٹھی تھی..

ایان... ایان اٹھو اور بتاؤ.. کیا تم نے اس دن دیکھا تھا.. تم جھوٹ تو نہیں بول رہے.. بسمہ نے گھبراتے ہوئے ایان کے منہ سے تکیہ ہٹایا..

میں جھوٹ نہیں بول رہا.. وہاں انکل نے جبار انکل کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا اور پر ان کو تھپڑ بھی مار رہے تھے وہ بہت گندے انکل ہیں میں کبھی بھی ان کے پاس نہیں جاؤں گا وہ مجھے بھی مارے گے..

یہ کہہ کر ایان زور زور سے رونے لگ گیا.. بسمہ نے فوراً اسے اپنی گود میں لے لیا..

بسمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ رامین کو سنبھالے یا ایان کو..

ایان کی بات سن کر رامین کے دماغ میں اس دن وہاج کا اچانک غائب ہو جانا آگیا..
 رامین بغیر کچھ کسے وہاں سے اٹھ کر کمرے سے باہر آگئی..

رامین... رامین... روکو میں بھی آتی ہو کہاں جا رہی ہو...

بسمہ نے ایان کو لیٹا کر رامین کے پیچھے بھاگی..

لیکن رامین اتنی دیر میں گاڑی لے کر نکل چکی تھی..

بسمہ نے فوراً ارسل کو کال ملانا شروع کر دی بسمہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے.. ارسل کال نہیں اٹھا رہا تھا..

ارسل فون اٹھاؤ پلیز فون اٹھاؤ.. بسمہ. مسلسل ارسل کو کال پر کال کر رہی تھی..

ارسل نے اس رات بسمہ کو سب بتا دیا تھا کہ وہ ایک میجر ہے اور جبار صاحب کے قاتلوں کو ضرور پکڑ لے گا بسمہ کو ارسل پر یقین تھا اس لیے وہ مطمئن تھی کہ ارسل کچھ نا کچھ کر لے گا لیکن اب صورتحال الگ تھی رامین کیا کر بیٹھتی یہ کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا جس حالت میں وہ گھر سے نکلی تھی کچھ بھی ہو سکتا تھا..



ارسل فرقان صاحب کو لے کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا ارسل نے ہیڈ کوارٹر کال کرنے کے لیے اپنا فون نکالا تو اس پر بسمہ کی کو تیس سے چالیس بار کال اچکی تھی..

ارسل اتنی کال کو دیکھ کر یک دم پریشان ہو گیا.. اس نے بسمہ کو کال ملائی دی فوراً..

ارسل کی کال کی پہلی بیل پر بسمہ نے کال اٹھالی..

کال اٹھاتے ہی بسمہ نے جو انکشاف کیا اس نے ارسل کو مزید ہلکا کر رکھ دیا..

تم سچ کہہ رہی ہو کیا.. ارسل نے بسمہ کو کہا..

بسمہ نے ساری سچویشن بتائی ایان کا بھی بتایا...

اوکے تم راسین کے پیچھے جاو میں بھی وہاں پہنچتا ہوں.. یہ کہہ کر ارسل نے فون بند کر دیا..

کال بند کرنے کے بعد ارسل نے گردن موڑ کر فرقان صاحب کی طرف دیکھا جو اس کی ساتھ

والی سیٹ پر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگائے بیٹھے تھے.. ارسل نے فرقان صاحب کی طرف دیکھا..

جبار صاحب کو کسی نے مارا تھا...

ارسل کے اس سوال پر فرقان صاحب چونک گئے..

میں نے نہیں مارا... فرقان صاحب مختصر سا جواب دے کر چپ کر گئے..

میں پوچھ رہا ہوں جبار صاحب کو کس نے مارا ہے.. اس بار ارسل کی آواز اونچی ہو گئی تھی..

فرقان صاحب نے ارسل کی طرف دیکھا اور بولے...

لیری بلیک نے جبار صاحب کو مارا ہے..

لیکن لیری بلیک کا تعلق وہاں سے کیسے ہوا.. ارسل کو اس سارے معاملے کی ابھی تک سمجھ

نہیں آرہی تھی..

تم کیا سمجھتے ہو کہ اگر میرے گھر میں ایک میجر پرواش پا سکتا ہے تو کیا ایک لیری بلیک پرواش

نہیں پا سکتا اگر تم فطین ذہین کے مالک ہو تو وہ بھی ماسٹر مائنڈ ہے.. اور ساتھ ہی فرقان

صاحب کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ اگی..

واٹ.... او مائی گاڈ.. ارسل کے لیے یہ سنا کہ اس کے گھر میں ہی لیری بلیک تھا جو اس کا بھائی تھا.. جس کو ڈھونڈنے کے لئے اس نے دن رات ایک کیا ہوا تھا....

یہ سب کیا ہو رہا تھا پہلے وہ ظفر کا بیٹا نکل آتا ہے اور پھر لیری بلیک. جس نے اتنے لوگوں کی جان لی تھی چھوٹے چھوٹے بچوں کو مار دیا تھا.. عورتوں کی عزت خراب کی تھی... ارسل اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ اس نے وہاں کی حرکتوں پر نظر کیوں نہیں رکھی اس لیے وہ آفس نہیں آتا تھا وہ ساری ساری رات غائب رہتا تھا..

لیکن ارسل کے دماغ میں یہ آتا بھی تو کیوں وہ تو آج تک اسے اپنا بھائی سمجھتا رہا تھا.. ارسل نے فوراً گاڑی رکوائی اور اپنے سپاہیوں کو ہدایت دے کر کہ فرقان صاحب کو سیدھا ہیڈ کوارٹر لے کر جانا.. اور خود گاڑی سے اتر گیا اب اسے وہاں کو پکڑنا تھا.. گاڑی سے اترتے ہوئے ارسل نے بسمہ کو کال ملا دی اور کہا کہ وہ رامین کو روکے وہ کوئی ایسا کام نہ کرے وہاں قانون کا مجرم ہے اسے پکڑنا ہے..



رامین نے گاڑی گیٹ کے باہر ہی کھڑی کر دی چونکدار نے رامین کو دیکھ کر گیٹ کھول دیا اس لیے رامین کو بیل دینے کی ضرورت نہیں پڑی.. اور نا ہی وہ ایسا چاہتی تھی.. رامین اندر جانے ہی والی تھی کہ گیٹ پر کوریئر سروس والے نے وہاں کا نام لیا.. رامین نے موڑ کر دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا پیکٹ تھا..

چوکیدار نے وہ پیکٹ لے کر رامین کو دے دیا رامین یہ نہیں چاہتی تھی کہ وہاج کو اس کے آنے کا پتہ چل جائے اور وہ گھر سے فرار ہو جائے..

رامین نے پیکٹ پکڑا اور اندر چلی گی..

اندر جاتے ہی رامین نے وہ پیکٹ ٹیبل پر رکھ دیا لیکن اگلے ہی لمحے رامین اس پر لکھے کچھ الفاظ کو دیکھ کر چونک گی اس پیکٹ پر ایم زیڈ لکھا تھا..

رامین نے جلدی سے وہ پیکٹ کھولا تو اس کے اندر ایک

سی ڈی نکلی.. رامین کی چھٹی حس نے اسے الرٹ کیا کہ اس کے اندر کچھ ایسا ضرور ہو گا اگر یہ وہاج کے لیے آیا ہے تو اس پر ایم زیڈ کیوں لکھا ہوا ہے..

رامین سی ڈی کو دیکھنے کے لیے سسڈی روم کی طرف چلی گی.. وہاں جاتے ہی رامین نے لیپ ٹاپ میں سی ڈی لگا کر آن کر دی..

آگے جو جو رامین نے دیکھا اور سنا وہ اس کو جیتے جی مارنے کے لیے کافی تھا رامین کی سانسیں روک گی تھی.. اس کا وجود سرد پڑ گیا تھا.. ایک رنگ رامین کا جا رہا تھا اور ایک اربا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا..



سی ڈی میں وہاج اور فرقان صاحب موجود تھے جو کسی کمرے میں تھے جس میں ایک بلب جیتی روشنی تھی..

وہ دونوں اس جگہ پر بیٹھے جبار صاحب کی فیملی کے ساتھ لنک بنانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ جس کو رابین آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔

(پلان)

فرقان صاحب اور وہاج نے دنیا کے نایاب ترین ہیروں کی سمگلنگ کرنی تھی جن کی مالیت اتنی بڑی تعداد میں تھی کہ فرقان صاحب اور وہاج کی سات نہیں بلکہ دو سو نسلیں بھی بیٹھ کر کھاتی تو وہ پیسہ ختم نہ ہوتا۔

لیکن وہ ہیروں کو پاکستان نہیں لے کر آسکتے تھے اور یہاں سے کولمبو نہیں لے کر جاسکتے تھے اس کو پورا کرنے کے لیے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو آرمی میں یا پولیس کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوتا جو آسانی سے ایئر پورٹ پر انکی مدد کر سکتا۔

اور اسکے ساتھ ہی ایسی رشتہ داری ہونی چاہیے تھی کہ ان کو شک بھی نہ ہوتا۔

اسی پلان کو بناتے ہوئے سوچتے ہوئے فرقان صاحب کے دماغ میں اپنے ہوسٹل کے جبار صاحب یاد آگے تھے۔ وہاج کو

فرقان صاحب نے اس کام کے لیے لگا دیا تھا کہ وہ جبار صاحب کی انفارمیشن اکٹھی کرے۔۔۔ اس دن کے بعد وہاج جبار صاحب کے گھر کے ارد گرد اپنے آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی پھر ایک دن وہاج کو پتہ چلا کہ

جبار صاحب کی بیٹی اور اس کی فرینڈ شادی پر جا رہی ہیں۔

بس وہاج نے موقع دیکھتے ہوئے اپنے آدمیوں کو پیچھے لگا دیا اور پھر رامین کی زندگی میں وہ واقع پیش آیا جس نے رامین اور بسمہ کی زندگی سے سکون ختم کر دیا تھا۔

رامین اور بسمہ کے پیچھے اوباش لڑکوں کو بھیجنا اور پھر خود آکر رامین کی ہمدردی لینا۔ یہ سب وہاج کا پلان تھا حیلہ تبدیل کرنے میں وہاج ماہر تھا اس لیے اب تک بچا ہوا تھا اور جب بھی وہ رامین کے سامنے آتا تو آنکھوں میں بلیو لینز لگا لیتا۔ اندھیرے کی وجہ سے رامین اس کا چہرہ نہیں دیکھ پاتی تھی اور بس اسے یاد رہتا تو اس کی بلیو آنکھیں۔

پھر وہ دن آیا جب فرقان صاحب کو اپنا دوسرا تیر چلانا تھا اور بد قسمتی سے جبار صاحب کی کمپنی کی طرف سے ہر بزنس مین کو دعوت دی گئی تھی۔

اب فرقان صاحب کو رستہ صاف نظر آ رہا تھا۔ جبار صاحب سے ملنے کے بعد ان فرقان صاحب نے رامین کا ہاتھ مانگا اور جبار صاحب نے ہاں بول دی۔ وہاج کو یہ شادی قبول نہیں تھی وہ بس کام نکلوانا چاہتا تھا جبار صاحب سے وہ رامین کو اپنی گرل فرینڈ بنا کر بھی یہ کام کروا سکتا تھا لیکن فرقان صاحب نے وہاج کو دھمکی دے کر اس کی ماں کی۔ رامین سے شادی کے لئے مانا لیا۔

وہاج رامین کو دماغی اذیت دے کر خوش ہوتا تھا کیونکہ اس کے نزدیک عورت بیڈ کی زینت کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں اس لیے وہاج کو اپنا کام مکمل ہونے تک رامین کو برداشت کرنا تھا۔



رامین کے اندر مزید اور کچھ دیکھنے کی ہمت نہیں تھی رامین نے لیپ ٹاپ کو وہی چھوڑا اور وہاج کے کمرے کی طرف چلی گی

وہاج کو فرقان صاحب کے پکڑے جانے کی خبر مل چکی تھی وہ گھر میں ہی تھا وہ اپنے کمرے میں جلدی سے اپنا سامان پیک کرنے چلا گیا۔ وہاج نے بہت سے پاسپورٹ بنائے ہوئے تھے جو اس نے گھر کے تہ خانے میں بنی ہوئی الماری میں رکھے ہوئے تھے۔

وہاج جلدی سے اس تہ خانے کی طرف پاسپورٹ لینے چلا گیا تاکہ وہ جلد از جلد یہاں سے نکل سکے۔

پاسپورٹ لے کر وہ اپنے کمرے میں بیگ اٹھا رہا تھا کہ دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ وہاج نے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے رامین کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں پسٹل تھی۔ وہاج رامین کو دیکھ کر چونک تو گیا لیکن اس کے چہرے پر بہت اطمینان تھا وہ جانتا تھا کہ رامین اس پر گولی نہیں چلا سکتی وہ اس سے پیار کرتی ہے۔

یہ کیا رامین تم اپنے شوہر پر پسٹل اٹھائے کھڑی ہو کتنی بری بات ہے۔ وہاج نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

رامین کی آنکھوں سے آنسو کی برسات جاری تھی وہ وہاج کی طرف دیکھ رہی تھی جسے اس نے ایک مقدس رشتے میں قبول کیا تھا اللہ کو حاضر جان کر اسکو اپنے حق میں قبول کیا تھا۔

وہ تین بول جو رامین نے بول کر اپنی ساری زندگی اس کے حوالے کر دی تھی وہی آج اس کے باپ اور بہت سے لوگوں کا قاتل تھا۔

کیا دیکھ رہی ہو.. بتاؤ مجھے کیوں مارنا چاہتی ہو.. وہاج ڈھٹائی سے بول رہا تھا..

راہین نے اپنے اندر حوصلہ پیدا کیا اور خود کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی..

کیوں مارا تم نے میرے بابا جان کو.. کیا بگاڑا تھا انہوں نے تمہارا...

راہین کے اس سوال پر وہاج کو اندازہ ہو گیا تھا کہ راہین اب سب جان چکی ہے.. وہاج کے چہرے پر وہی سفاک مسکراہٹ تھی...

ہممم.. ویسے میں جبار صاحب کو ابھی مارنا نہیں چاہتا تھا وہ پلان تو ہمارے کام مکمل ہونے کے بعد کا تھا لیکن کیا کرو وہ بڑھا بہت تیز تھا.. اس دن اس نے میری ساری باتیں سٹی روم میں سن لی تھی جب میں کال پر تھا تو پھر میرے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھی مارنے کے لیے لیکن ایک بات ہے تمہارے بوڑھے باپ میں جان بہت تھی کافی محنت لگی انہیں اوپر تک پہنچانے میں..... خیر ایم سوری..

وہاج نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے کہا.. وہاج سوری ایسے بول رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ گی ہو یا گم ہو گئی ہو..

ایم سوری... کیا بولا تم نے وہاج ایم سوری.. راہین وہاج کے ایسے رویہ پر اس پر چلائی..

اوہو مجھے تو سمجھ نہیں ارہی کہ تمہیں کس نام سے پکاروں وہاج علوی. یا لیری بلیک یا پھر ایم فیڈ... راہین نے آخری نام پر زور دیتے ہوئے کہا...

گڈ... اچھا سوال ہے اور یہ بھی اچھا ہے کہ تم میرے سارے نام جان گی ہو اور ایک اچھی بیوی ہی ایسا کرتی ہے ویسے تم مجھے ایم فیڈ سے پکار سکتی ہو کیونکہ وہی میرا پیدائشی نام ہے معاذ ظفر.....

اور ساتھ ہی وہاج نے ایک قہقہہ لگا دیا..

میں تمہاری بیوی نہیں ہوں.. میں اس قاتل کی بیوی نہیں ہو سکتی جس نے ہزاروں افراد کا خون کیا ہو.....

وہاج نے رامین کو بولتے ہوئے ٹوک دیا..

آہاں... ہزار نہیں لاکھوں کہو لاکھوں... وہ اس لیے کیونکہ ان لوگوں کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے جس طرح ان ہی لوگوں نے مجھ سے میرا جینے کا حق چھین لیا تھا.. اور مجھے ایک لیری بلیک مافیا کا لیڈر بنا دیا تھا.. مجھ سے میرے خواب میرے خواہشات.. سب چھین لیا تھا.. وہ کیوں... کیونکہ میں ایک غریب باپ کا بیٹا تھا.. اور اب دیکھو میرے پاس سب کچھ ہے روپیہ پیسہ ہر چیز اور لوگوں کی زندگی بھی اب میں جب چاہوں چٹکی بجاتے ہی سب کو ختم کر سکتا ہوں.. تو اب ان سب کو بھی جینے کا کوئی حق نہیں..

وہاج نے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے بڑے اطمینان سے رامین کو کہہ رہا تھا..

شرم آتی ہے مجھے تمہیں اپنا شوہر کہتے ہوئے اور گھن آتی ہے تمہارے وجود سے...

میں ایک جرنیل کی بیٹی ہوں اور میرے اندر ایک ملک کے وفادار کا خون ہے.. جو تم جیسے غداروں کا خاتمہ کرتے ہیں..

راہین نے یہ کہہ کر پستل کو ٹرک چڑھا دیا..

نا... نا نا.. نا.. تم مجھے مار ہی نہیں سکتی.. Impossible کیوں کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو.. وہاں نے راہین کو ایموشینل کرنے کی کوشش کی..

یہ تمہاری بھول ہے کہ میں تم جیسے انسان سے محبت کروں گی جس نے میرے باپ کو قتل کیا..

لاکھوں عورتوں کی عزت کو پامال کیا.. لاکھوں بچوں کو بے دردی سے قتل کیا...
ماؤں سے ان کے بیٹے چھن لیے بیویوں سے ان کا سہاگ چھن لیا... بہنوں سے ان کے بھائی اور بھائیوں سے انکی بہنوں کو..

تم نے اپنے انتقام میں آکر پوری انسانیت کا قتل کر دیا..
لیکن آج میں ایک قوم کی بیٹی ہونے کا حق ادا کروں گی.. مجھے بیوہ ہونا قبول ہے لیکن ایک قاتل کو چھوڑنا قبول نہیں ہے..

آج تم ایک بیوی کی عدالت میں کھڑے ہو.. ایک بیٹی کی عدالت میں.. ایک بہن کی عدالت میں کھڑے ہو.. اور آج میں تم کو سزا دے کر بہت سے گھروں کو بے آبرو ہونے سے بچا لوں گی اور یہی میرا خون کہتا ہے اور یہی میرا فرض ہے..

ایک برائی کو ختم کرنے سے اگر لاکھوں لوگوں کی جان بچ جاتی ہے تو مجھے اس پر فخر ہے..
راہین کے لہجے میں ایک قوم کی بیٹی کی آواز تھی جس نے ملک میں ہونے والے بم دھماکوں

میں اپنے پیاروں کو کھو دیا تھا۔ جس نے اپنی عزت کو اپنے آنکھوں کے سامنے بے آبرو ہوتے دیکھا تھا۔ صرف لیری بلیک کی وجہ سے۔

آج وہی قوم کی بیٹی ایک ملک کے غدار کے سامنے کھڑی تھی۔

وہاج رامین کی باتوں سے بوکھلا گیا تھا جس کو وہ اتنا کمزور سمجھتا تھا آج وہ ایک چٹان کی طرح اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اسکی کسی بات کو رامین پر اثر نہیں ہو رہا تھا

تم گولی نہیں چلاؤ گی۔ وہاج نے رامین کی طرف قدم بڑھنا شروع کر دے۔ وہاج کو اپنی طرف آتا دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے رامین کے ہاتھ کانپ گئے۔

لیکن اگلے ہی لمحے رامین کی پسٹل سے نکلی گولی وہاج کے سینے سے آریا ہو چکی تھی۔ وہاج اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر آگے کو بڑھا۔ خون اب وہاج کے سینے سے نکل کر فریش پر گر رہا تھا۔

وہاج کے آگے اور بڑھنے پر رامین نے ایک اور گول چلا دی جو وہاج کے دل کو پار کر گئی تھی وہ دل جو گناہوں سے بڑھا پڑا تھا۔۔۔

اور پھر رامین نے ایک کے بعد ایک کر کے ساری پسٹل میں گولیاں وہاج کے اندر اترا دی۔ وہاج تب تک آگے بڑھتا گیا جب تک وہ رامین کے پاس نہیں آگیا اور رامین کے پاس آتے ہی وہ اس کے قدموں میں گر چکا تھا وہاج کا ایک ہاتھ رامین کے پاؤں پر تھا۔ اور اس کی آنکھیں کھولی تھی لیکن وہ اب کچھ دیکھنے کے قابل نہیں تھا۔

رامین اب وہاج کے پاس دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ میں پسٹل پکڑے بیٹھی ہوئی تھی۔ جب ارسل نے آکر دروازہ کھولا۔ ارسل کے پیچھے ہی بسمہ اگی۔

راہین کو ایسے بے سود بیٹھے دیکھ کر بسمہ فوراً اس کے پاس چلی گئی..

ارسل نے جب وہاج کو خون میں لت پت دیکھا تو اس کی آنکھوں کے آگے وہ سارا بچپن گھوم گیا جب وہاج اسکو گود میں اٹھائے کھیلتا تھا..

ارسل کی آنکھوں میں ایک لمحہ کے لئے نمی آگئی.. وہ آگے بڑھا اور وہاج کی کھلی ہوئی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا.. اور ارسل کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے نکل کر وہاج کے چہرے پر گر گئے...



لگے دن پورے ملک میں ہر ٹی وی چینل پر ہر جگہ یہ خبر چل رہی تھی کہ ملک کے بڑے مافیا کا لیڈر لیری بلیک پولیس مقابلے میں مارا گیا اور اس کے باقی تمام ساتھیوں کو بھی پکڑ لیا گیا ہے....

(چار ماہ دس دن بعد)

راہین اپنے بابا جان کی قبر پر فاتحہ خوانی کرنے آئی تھی ساتھ ارسل اور بسمہ بھی تھے.. انکل جبار نے پتہ نہیں کیا سوچ کر راہین کی یہاں شادی کر دی تھی.. بسمہ نے راہین کی طرف دیکھا جو جبار صاحب کی قبر کے پاس بیٹھی لیسین پڑھ رہی تھی..

جب فرقان صاحب نے وہاج کے لیے راہین کا رشتہ مانگا تھا تب انہوں نے پتہ کروایا تھا.. اور جب انہیں اس بات کا پتہ چلا کہ وہاج کا بھائی میجر ہے تو انہوں نے آنکھیں بند کر کے شادی

کر دی.. وہ مجھ سے ملے بھی تھے اور میں نے ان سے کافی تفصیل میں بات کی تھی.. کاش میں اس وقت ان کے کوئی مدد کر سکتا..

ارسل نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا..
 راسین نے یسین مکمل کی اور دعا کی..

اپنے بابا جان کی قبر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ گہری سوچوں میں گم تھی..

دیکھیں بابا جان میں نے آج اپنی قوم کی بیٹی ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں آپکی بیٹی ہوں اگر میں یہ اب نا کرتی تو بہت سسعی اور عورتیں بیوہ ہو جاتی.. بچے یتیم ہو جاتے.. اور مائیں اپنے بچوں کو کھو دیتی...

مجھے کسسی قاتل کی بیوی بن کر رہنا قبول نہیں تھا مجھے آپکی بیٹی بن کر رہنا ایک قوم کے وفادار کی بیٹی بن کر رہنا قبول ہے اور مجھے اس پر فخر ہے..

اور ساتھ ہی ایک ہوا کا جھونکا آیا جیسے جبار صاحب بھی اپنی بیٹی پر فخر کر رہے ہوں..
 ختم شد....